12, Aug, 2003 786/92/66

رکن: کونسل آف جرائد اہلسنت پاکستان

عظیم الشان

تاجدار بریلی نمبر

کا

حصہ دوم

بھی عنقریب آرہا ہے

والئ دریا شریف

حضرت بابا جی عبدالغفور نقشبندی قدس سرہٗ
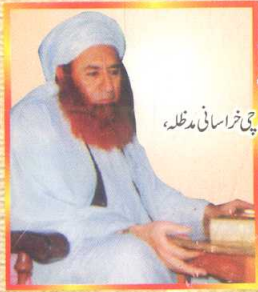
جو سُنت پر پوری طرح کاربند ہو
خلافت اُس کا حق ہے
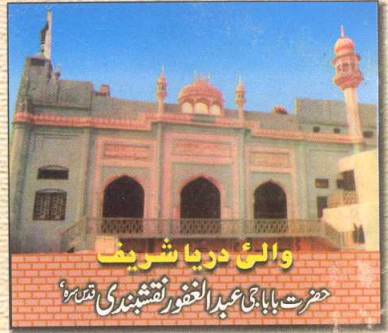
حضرت اُخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی مدظلہ،

شیخ الاسلام قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی محجوب قادری سے
تبادلہء خیال کر رہے ہیں

تباہ حال عراق میں
مسلم ہینڈز انٹرنیشنل
کی سماجی خدمات

درگاہِ قادریہ گڑھی اختیار خان میں
چشمۂ آبِ رحمت

مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کے سربراہ حضرت پیر
میاں عبدالخالق قادری کا دورہ پنجاب

درگاہ بھرچونڈی شریف میں سالانہ
حافظ الملت کانفرنس

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

تنظیمی و تحریکی مجلہ

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ

انوار رضا

جوہر آباد

سلسلہ اشاعت

12 اگست 2003ء

چیف ایڈیٹر
ملک محبوب الرسول قادری

چیف ایگزیکٹو
مفتی آصف محمود قادری

معاون ایڈیٹر
صاحبزادہ طاہر سلطان قادری
قاری محمد عامر خان

ایڈیٹر
محمد تاج قادری

مجلس تحریر

محقق العصر مفتی محمد خان قادری
ادیب شہیر سید محمد فاروق القادری
پروفیسر محمد ظفر الحق بندیالوی
علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
سید وجاہت رسول قادری، مفتی جمیل احمد نعیمی
مفتی محمد ابراہیم قادری، مفتی محمد امین قادری
پروفیسر حفیظ تائب، سید صابر حسین بخاری
سید عبداللہ شاہ قادری، طارق سلطانپوری

زیر سرپرستی

سیاح حرمین حضرت بابا پیر سید طاہر حسین شاہ نقشبندی
پیر طریقت صاحبزادہ محمد عتیق الرحمان (ڈھانگری شریف)
استاذ العلماء مولانا مفتی محمد عبدالحق بندیالوی
پروفیسر صاحبزادہ محبوب حسین چشتی (بیربل شریف)

قیمت فی شمارہ -/40 روپے

سرکولیشن منیجر: صوفی حافظ محمد یوسف قادری

مجلس انتظامیہ

مرزا محمد کامران طاہر، ملک محمد قمر الاسلام، منظہر حیات قادری

کمپوزر
عبدالقدیر

مجلس مشاورت

سید ضیاء النور شاہ، ملک مطلوب الرسول اعوان، ملک محمد فاروق اعوان، پیر طریقت میاں غلام صفدر گولڑوی
ڈاکٹر خالد سعید شیخ، حافظ خان محمد ماہل ایڈووکیٹ، الطاف چغتائی، پروفیسر قاری محمد مشتاق انور
ملک الطاف عابد اعوان، ملک قاری محمد اکرام اعوان، محمد جاوید اقبال کھارا، مرزا عبدالرزاق طاہر
صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ، مفتی گل احمد عتیقی، مولانا محمد طاہر تبسم، ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی
پروفیسر نصر اللہ معینی، قاری محمد اکرم نظامی، ریاض صدیق ملک، طارق محمود نقشبندی

انجمن عشاق غوث و خواجہ و رضا

Mob: 0300-9429027
Ph: 0454-721787
انوار رضا لائبریری بلاک نمبر 4 جوہر آباد ضلع خوشاب

عالم اسلام کی عظیم درسگاہ

دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے صد سالہ جشن کی مناسبت سے

سیدنا امام اعظم کے علمی اور سیدنا غوث اعظم کے روحانی جانشین، امام العصر، اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی قدس سرہ

کی یاد میں عظیم الشان تاریخی

اب تاجدار بریلی نمبر حصہ دوم

شائع کر رہا ہے۔ جس کے ساتھ تعاون آپ کی دینی فریضہ ہے۔

تحقیقی مضامین، شعرائے کرام کا نذر عقیدت، فضلائے بریلی شریف کے تعارف و تاثرات کے علاوہ یادگار انٹرویوز بھی شامل ہوں گے آپ اس اشاعتِ خاص میں اپنے ادارہ کے اشتہار اور ایڈوانس کا پیاں بُک کروا کر اعانت فرما سکتے ہیں

دعوت دین کے سلسلے میں آپ بھی دست تعاون بڑھائیے

برائے رابطہ: محمد محبوب الرسول قادری (انٹرنیشنل غوثیہ فورم)

چیف آرگنائزر انوار رضا لائبریری 198/4 جوہر آباد (41200) پنجاب پاکستان
فون نمبر: 0454-721787-042-7594003
موبائل: 0300-9429027

آئینہ

اپنی بات

تاجدار بریلی نمبر کا دوسرا حصہ بھی عنقریب آرہا ہے

الحمد للہ! اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہٗ کی یاد میں آپ کے محبوب ترجمان دینی وتنظیمی وتحریکی مجلّہ ''انوار رضا'' جوہر آباد، نے تاریخ ساز، عظیم الشان

''تاجدار بریلی نمبر'' شائع کرنے کا شرف پایا۔ جو دو زبانوں (اردو/انگریزی) میں ہے اس کے کل ۵۱۲ صفحات ہیں جبکہ انگریزی حصہ ۷۲ صفحات پر محیط ہے۔ دنیا بھر کے ارباب علم وقلم کی تحقیقات ونگارشات اور منظومات اس اشاعتِ خاص کی زینت بنیں۔

اب انشاء اللہ اس کا حصہ دوم چار زبانوں (اردو، عربی، انگریزی اور پنجابی) میں شائع کیا جارہا ہے۔ وقت بہت تھوڑا ہے جلدی سے اپنا نذرانۂ عقیدت بھجوایئے۔ معیار پر پورا اترنے کی صورت میں اس تاریخی نمبر کا حصہ بن جائے گا۔ اس کارِ خیر میں آپ کا حصہ ضرور شامل ہونا چاہیے۔

رب کریم ہمیں اپنے مقبولانِ بارگاہ اور محبوب ومقرب بندوں کی محبت اور یوم حشر ان کی سنگت عطا فرمائے۔ آمین

غبارِ راہِ حجاز

محمد محبوب الرسول قادری

(چیف ایڈیٹر)

جلوے بھی دیکھ لیں تو طواف نظر کریں

آؤ کہ ذکر حسن شہ بحر و بر کریں
جلوے بکھیر دیں، شب غم کی سحر کریں

مل کر بیاں، محاسن خیر البشر کریں
عشق نبی کی آگ کو کچھ تیز تر کریں

جو حسن میرے پیش نظر ہے اگر اسے
جلوے بھی دیکھ لیں تو طواف نظر کریں

وہ چاہیں تو صدف کو دُر بے بہا ملے
وہ چاہیں تو خزف کو حریف گہر کریں

فرمائیں تو طلوع ہو مغرب سے آفتاب
چاہیں تو اشارے سے شق قمر کریں

کونین کو محیط ہے سرکار کا کرم
سرکار! آپ ہم پہ کرم کی نظر کریں

راہ نبی میں غیر پہ تکیہ حرام ہے
اے عشق آ کہ بے سرو ساماں سفر کریں

دل میں بھی ہو درود، زبان پر بھی ہو درود
یوں منزل حبیب کی جانب سفر کریں

کونین وجد میں ہوں، جنوں نغمہ بار ہو
یعنی جہان ہوش کو زیر و زبر کریں

چومیں ہر ایک ذرۂ راہ رسول کو
سجدے قدم قدم پہ سر رہگذر کریں

آنسو قبول ہوں درِ خیرالانام پر
نالے طواف روضۂ خیر البشر کریں

شعر و ادب بھی، آہ و فغاں بھی ہے ان کا فیض
پیش حضور، اپنی متاع ہنر کریں

اب کے جو قصدِ طیبہ کریں راہبرانِ شوق
مظہر کو بھی ضرور، شریک سفر کریں

حافظ مظہر الدین مظہر رحمہ اللہ تعالیٰ

اعتراف عظمت

☆ حضرت محمد ﷺ ایک عظیم ہستی اور صحیح معنوں میں انسانیت کے نجات دہندہ ہیں۔ (جارج برنارڈ شا)

☆ حضرت محمد ﷺ خندہ رو، ملنسار، اکثر خاموش رہنے والے، بکثرت ذکر خدا کرنے والے، لغویات سے دور، بیہودہ پن سے نفور، بہترین رائے اور بہترین عقل والے۔ .... (فرنچ پروفیسر سیڈلو)

☆ قرآن مجید میں وہ سب کچھ موجود ہے جو ایک بڑے مذہب میں ہونا چاہیے اور جو ایک بزرگ انسان حضرت محمد ﷺ میں موجود تھا۔ .... (سٹینلی لین پول)

اللہ کے محبوب، کائنات کے مطلوب

تحریر: سید محمد حفیظ الدین محمودی

فخر موجودات وجہِ تخلیقِ کائنات آقائے دو جہاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "سب سے پہلے اللہ جلِ شانہ نے اپنے نور سے میرا نور خلق کیا پھر اس کے چار حصے کیے ایک حصے سے فرشتے اور لوح و قلم تخلیق ہوئی دوسرے حصے سے اَزل سے اَبد تک آنے والی اَرواح تخلیق ہوئیں اور تیسرے حصے سے زمین و آسمان اور پوری کائنات تخلیق ہوئی" چوتھا حصہ یعنی حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ اپنی نورانی کیفیت میں اپنے خالق نورِ حق کی حمد و ثناہ کرتے رہے اور اللہ جل شانہ اُن پر اپنے انعامات کی بارش کرتا رہا اُن کو وہ تمام علم عطا کیا جو لامحدود ہے وہ خلق عطا کیا جو عظیم ہے وہ حکمت عطا کی جو کسی اور کے حصے میں نہ آئی وہ محبوب رب العالمین جو تھے۔

اُن کی تخلیق بھی یکتا کی اور اپنے ساتھ نسبتِ عظیم رکھی اور اُن کی خصوصیات کو بھی عظمت حاصل ہوئی اُن کی نسبت اللہ کے ساتھ ہے کیونکہ اُن کی تخلیق اللہ کے نور سے ہوئی جب کہ کائنات کی ہر چیز حضور اکرم ﷺ سے نسبت رکھتی ہے کیونکہ وہ حضور اکرم ﷺ کے نور سے تخلیق ہوئی۔

پھر اللہ جل شانہ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ زمین سے مٹی لائی جائے اور اس کا خمیر تیار کیا جائے غور کرنے والی بات ہے کہ مٹی کائنات کی سب سے حقیر چیز ہے پھر اس سے آدم علیہ السلام کا پتلہ تیار کیا گیا اور روح پھونکی گئی اور پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو سب حکم بجالائے اور سجدہ کیا لیکن ابلیس جو تمام فرشتوں کا سردار تھا اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار تھا اور آگ سے خلق ہوا تھا اپنے تکبر کی بناء پر آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا جو مٹی سے خلق ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کا مرتکب ہوا اور مردود ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر خلافت عطا کی اور کائنات ان کے لئے مسخر کردی اللہ اللہ کیا شانِ ربوبیت ہے کہ سب سے حقیر شے مٹی سے خلق کیا

گیا انسان اس کو کیا مقام عطا کیا گیا یہ اس کا احسانِ عظیم ہے پھر اپنے پیغمبروں کے ذریعے اپنے بندوں کو ہدایت کا راستہ بتایا اور اُن کی تعلیم و تربیت کی اور اپنے پیغمبروں کے ذریعے یہ منادی بھی کرادی کہ میرا ایک محبوب تم میں آنے والا ہے جب وہ آئے تو اُس کی تعظیم کرنا اور اُن کی مدد کرنا اور اُن کا حکم ماننا۔

پھر ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے بعد جب وہ شہنشاہِ دوجہاں محبوب رب العالمین دنیا میں تشریف لائے اور لوگوں کو حکمت کی باتیں بتائیں اور اللہ کے احکامات سنائے اور اُن کے ذہنوں کو پاک صاف کیا اور اپنی ساری زندگی اپنی امت کی بخشش کے لئے اپنے مولیٰ سے گڑگڑاتے رہے اور اپنے مولیٰ سے اپنی امت کی بخشش کے لئے ضِد کرتے رہے، محبوب جو تھے، پھر رب نے اُن کو خوشخبری دی کہ اے میرے محبوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ملول نہ ہوں قیامت کے روز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ محمود عطا کروں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس کی شفاعت فرمائیں گے میں اُس کو بخشش عطا کردوں گا۔ کوئی ہے دنیا میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مماثل ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بے انتہا نعمتیں عطا کیں لیکن کسی نعمت پر احسان نہ جتایا لیکن ایک نعمت ایسی عطا کی جس پر احسان بھی جتایا اور کہا کہ ”ہم نے اپنی رحمت تم کو عطا کردی اور اپنے محبوب کو تمام جہانوں پر رحمت بنا کر نازل کیا میں، میرے فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہیں تم بھی اُن پر درود وسلام بھیجو۔“

لیکن اس حقیر خاک کے پتلے میں سے جن لوگوں نے اللہ کے احسانات اور اس کے بھیجے رسولوں اور پیغمبروں کے احکامات کی پیروی کی انہوں نے اللہ کے محبوب کو اپنا آقا بنالیا اُن کی تعظیم کی اور اُن پر اپنا سب کچھ قربان کرنے پر فخر محسوس کیا اور اُن پر درود وسلام بھیجتے رہے وہ کامیاب وکامران ہوئے اور قیامت کے روز محبوب رب العالمین کی شفاعت کے حقدار ہوئے لیکن جس نے اللہ کے احسانات کو بھلادیا اور اپنی حقارت سے غافل رہا اور مٹی کے خمیر کا اثر لے کر پھولتا رہا اس نے اللہ کی نافرمانی کی، اللہ کے محبوب کی شان میں گستاخیاں کیں اور اُن کو اپنے جیسا بلکہ اپنا بڑا بھائی تک قرار دیا۔ معاذ اللہ! یہ شیطانی وسوسہ اور مٹی کا وہ خمیر ہے جو نفس کی شکل میں اُن پر غالب ہوا اور اُن کو شیطان کی صف میں کھڑا کردیا کیونکہ شیطان بھی اللہ کی حکم عدولی کا مرتکب ہوا

تھا۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ شیطان فرض سے غافل کرتا ہے اور نفس انسان کو اس کی حقیقت سے غافل کرتا ہے۔ بس اے لوگو! شیطان اور نفس کے شر سے غافل نہ رہو۔

اللہ کے نیک بندے اللہ کے محبوب اور اپنے آقا کی تعریف وتوصیف تو کرسکتے ہیں لیکن اُن پر تنقید کا تصور بھی نہیں کرسکتے ہم حقیر مٹی سے بنے پتلے، اللہ کے نور سے بنے اس کے محبوب کا کیا تقابل؟ ہماری حقیقت تو یہی ہے کہ ہم مٹی کے پتلے ہیں حکم کی ڈوریوں کے ساتھ چلنا ہمارا کام ہے اور اسی میں ہماری فلاح وکامیابی ہے۔

یہ دو جہاں ہمارے لئے نہیں ہم تو حکم عدولی کے جرم میں یہاں آئے اور محبوبِ رب العالمین کے صدقے میں جب ہمارا جرم معاف کردیا گیا تو ساتھ ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ ٹھیک ہے تم دنیا میں رہو اور ہمارے حکم پر لبیک کہو اور ہمارے محبوب کو اپنا آقا بنالو اگر کوئی غلطی ہو جائے تو اُن کے وسیلے سے توبہ کرو، تو یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ ہمیں پھر جنت میں بلالے گا لہٰذا دنیا میں رہ کر ہمیں یہ ثابت کرنا ہے کہ جس حکم عدولی کی پاداش میں ہم جنت سے نکالے گئے اس حکم عدولی کے اب ہم مرتکب نہیں اور اگر کہیں کوئی گناہ سرزد ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ کے محبوب کی شفاعت ہم کو عطا ہو تو ہم دوبارہ جنت میں جانے کے قابل ہو جائیں گے ہم خود اپنے لئے نہیں ہیں ہم تو صرف حکم کی تابعداری کے لئے ہیں ہماری ذات اور کائنات کی ہر چیز یہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لئے پیدا کی ہے تاکہ وہ اپنے محبوب کی شان دکھا سکے یہ اس کے محبّ ہونے کی دلیل بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو میرے محبوب کو اپنا محبوب بنالے گا وہ بھی میرا محبوب ہوگا اپنے سردار اپنے آقا اور محبوب رب العالمین کے محبوب وہ بزرگانِ دین ہیں جو آپ ﷺ کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچا کر اُن کے تاریک دلوں میں روشنی کررہے ہیں آیئے اِن محبوبوں کا دامن پکڑ لیجئے اور ان کے وسیلے سے اپنے مولیٰ سے اس کے محبوب کی شفاعت مانگیئے، اِن سے اپنی روحوں کو واسطہ کرلیجئے تاکہ ہم اور آپ بھی اللہ اور اللہ کے حبیب کے محبوب ہو جائیں۔ آمین۔

☆☆☆

باعثِ تحریر

کلام ابوتراب کرم اللہ وجہہ

رشحاتِ قلم: حیدر جاوید سید

امیر المومنین سید الوالحسن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی ہمہ جہت شخصیت نے صرف انقلاب محمد ﷺ کی بدولت، قائم ہونے والے معاشرے اور نظام پر ہی نہیں بلکہ علوم انسانیت اور ارفع اقدار پر بھی گہرے اثرات مرتب کئے علامہ ابو حامد عبد المجید (متوفی ۶۵۵ ھ) لکھتے ہیں آپ فصحاء کے امام اور اہل بلاغت کے سر گردہ ہیں آپ ہی کے کلام کے متعلق یہ مقولہ ہے کہ وہ خالق کے کلام کے نیچے اور تمام مخلوق کے کلام سے بالاتر ہے اور آپ ہی سے دنیا نے خطابت و بلاغت کے فن کو سیکھا حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں " میں حضرت سید ابوالحسن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے بارے کیا کہوں؟ جن میں تین صفتیں ایسی تین صفتوں کے ساتھ جمع تھیں جو کسی بشر میں جمع نہیں ہوئیں فقد کے سخاوت شجاعت کے ساتھ تدبر اور علم کے ساتھ عملی گزاریاں جناب امیر سید ابوالحسن کرم اللہ وجہہ کی شخصیت کا ایک خاص پہلو یہ بھی ہے کہ جنگ جمل کے خاتمہ پر آپ نے ایک اعلان عام فرمایا کہ کسی پیٹھ پھرانے والے ہتھیار ڈالے اور ہمارے دامن میں پناہ لینے والے پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے باوجود اس کے کہ شجاعتوں کی من چلی طبیعتیں سوچ بچار کی عادی نہیں ہوا کرتیں نہ مصلحت بینی و مال اندیشی سے انہیں کوئی لگاؤ ہوتا ہے مگر آپ میں شجاعت کے ساتھ ساتھ سوجھ بوجھ کا مادہ بھی بدرجہ اتم پایا جاتا ہے جناب سید الوالحسن کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں......

اے لوگو بخدا میں تمہیں کسی عمل کی دعوت نہیں دیتا مگر تم سے پہلے اس کی طرف بڑھتا ہوں اور کسی چیز سے تمہیں نہیں روکتا مگر یہ کہ پہلے اس سے اپنا دامن بچاتا ہوں حضرت قیس ابن سعد رضوان اللہ تعالی نے امیر المومنین سید ابوالحسن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی ذات گرامی کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا خدا کی قسم وہ اس خوش مذاقی اور خندہ روئی کے باوجود بھوکے شیر سے بھی زیادہ پر ہیبت تھے اور یہ ان کے تقوی کا رعب تھا یہ ویسا جیسا شام کے چند اوباش رعب مانتے ہیں جناب امیر کرم اللہ وجہہ اپنے چچازاد بھائی حضرت عبد اللہ ابن عباس رضوان اللہ تعالی کے نام ایک خط میں فرماتے ہیں تمہارے روبر واپسی جو باتیں بھی ہوں جن پر نظر رکھنے میں امت کی فلاح و بہبود ہے ان کے بارے میں مجھے مطلع

کرتے رہنا کیونکہ تم اس لائق اور تم پر قوم کا یہ حق واجب ہے ابن عباس کے نام لکھے گئے ایک اور خط میں فرماتے ہیں خدا کی قسم مجھے یہ بھی ہرگز پسند نہیں میں مسلمانوں کا جو مال جائز طور سے حاصل کروں اپنے بعد بطور میراث چھوڑ جاؤں تم سوچو کہ گویا تم وفات پا چکے ہو اور کل اس اعلی مقام پر تمہارے اعمال تمہارے سامنے پیش کئے گئے ہیں جہاں نیکی ضائع کرنے والا توبہ اور خلاصی کی تمنا کر رہا ہے اور نجات حاصل نہیں کرسکتا آقائے سید ابوالحسن ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کرم ایک فضیلت ہے وفا باعث سرداری ہے...... عدل قابل الفت ہوتا ہے جور و ستم انسانیت کی رگھور سے ہٹا دیتا ہے انکساری باعث رفعت ہے تکبر باعث پستی ...... علم رتبہ کو بلند کرتا ہے...... حکمت، راہ راست دکھاتی ہے......

انصاف کرنے والا کریم کہلاتا ہے اور ظلم کرنے والا ہمیشہ ملامت کا شکار رہتا ہے...... لذتیں، باعث فساد ہوتی ہیں...... نیکی کے بدلے نیکی غلامی سے آزادی دلاتی ہے...... جہالت دراصل موت ہے...... خود پسندی حماقت...... دین ایک جاودانی خوشی ہے...... کم ظرفی چھچھورا پن ہے بردباری اور وقار ایک حسن ہے...... شک، نفس کی گھبراہٹ ہے...... رزق تقسیم کر دیا گیا ہے لالچی کو محروم کر دیا گیا ہے...... حیا بھی ایک جمال ہے فاجر، اپنے عیب کو آشکار کرکے رہتا ہے حق کو ظاہر کرنا بھی امانت ہے۔ شکر، کرنا بھی فرض ہے...... لالچ غربت ہے...... شعور، ایک ہدایت ہے...... لغزش باعث ندامت ہے...... منافق، ہمیشہ وسوسہ کا شکار رہتا ہے...... علم، تجھے نجات دلائے گا جہل تجھے برباد کرے گا، آرزوئیں فریب دیتی رہتی ہیں...... سچائی، وجہ سربلندی ہے...... قناعت، ایک نعمت ہے...... اجل، ایک ڈھال ہے...... احسان بغیر محنت کے ہاتھ آنے والا نفع ہے...... صبر، ایک دفاعی ہتھیار ہے...... کینہ، حاسدوں کی سرشت ہے...... جاہل، کبھی برائی سے باز نہیں رہتا۔ عذر خواہی معذرت قبول کرنے کو واجب کردیتی ہے...... دانا، وہ ہے جس کی امیدیں کوتاہ ہیں...... چہرے کی تازگی دوستوں کے انس کا سبب ہے...... اطاعت، سب سے دیرپا عزت ہے...... اخلاص دین کا مقصود ہے...... حق، سب سے واضح راستہ ہے...... احسان جتانا نیکی کو خراب کردیتا ہے...... سچائی سب سے کامیاب رہنما ہے...... ترقی اور مہربانی بڑے پن کی علامت ہے...... نفاق اور کفر ایک ہی بطن سے پیدا ہوئے ہیں...... فکر، حکمت کے ملنے کا ذریعہ ہے...... ہٹ دھرم کی کوئی رائے نہیں ہوتی...... ذخیرہ اندوزی فاجروں کی فطرت ہے...... حکومت، کفر سے تو رہ سکتی ہے ظلم سے نہیں...... دنیا، احمقوں کا دھوکا ہے...... شکم سیری، بیماری کو بڑھا دیتی ہے...... انصاف حکومت کی زینت ہے......

قناعت سب سے خوشگوار زندگی ہے...... ادب عقل کی صورت گری ہے...... حلم کینے کے منہ کو بند کر دیتا ہے ...... نتیجہ، کے بارے میں فکر نا خوشگوار حوادث سے بچاتی ہے...... دغا باز کی زبان میٹھی اور اس کا دل کڑوا ہوتا ہے...... مرد کریم وہ ہے جو کچھ اسے میسر ہو اس کو بخش دے...... غربت اخلاق کو خراب اور دوستوں کو دور کر دیتی ہے...... سخاوت محبت کماتی ہے اور اخلاق کو زینت بخشتی ہے...... وفاداری عقل کا زیور اور سر بلندی کا عنوان ہے علم دو زندگیوں میں سے ایک زندگی ہے چار چیزیں جس کو عطا کر دیا گئیں تو گویا اس کو دنیا اور آخرت کا خیر عطا کر دیا گیا، صدق کلام ادائیگی امانت، شکم کی حرام سے پاکیزگی اور حسن اخلاق...... حق سے تجاوز کرنا نعمت کو زائل کر دیتا ہے...... صداقت یقین کا لباس ہے...... عمل سب سے کامل جانشین ہے...... جہالت سب سے زیادہ زخم دینے والا دشمن ہے آدمی اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے...... کریم وہ ہے جو احسان کے ساتھ ابتدا کرے...... تجربات ایک آزمودہ علم ہے۔

آرزو دل جو پوری ہو گئی

الٰہی وہ زباں دے جو ثنا خوان محمد ﷺ ہو — ثنا ایسی جو ہر آئینہ شایان محمد ﷺ ہو

وہ جان پاک دے یا رب جو قربان محمد ﷺ ہو — وہ دل دے جو شکار تیر مژگان محمد ﷺ ہو

جنون عشق و گرما گرمی سوز محبت سے — یہ آوارہ ہو اور دشت و بیابان محمد ﷺ ہو

شراب شوق سے لبریز ہو پیانۂ الفت — نگار حسن ہو، میں ہوں، خیابان محمد ﷺ ہو

مقام لی مع اللہ تک بھلا کس کی رسائی ہو — جب اس خلوت کدہ میں خاص جانان محمد ﷺ ہو

بدل جائے شب بخت سیہ صبح دل آرا سے — اگر جلوہ نما روئے درخشان محمد ﷺ ہو

علیم خستہ جاں تنگ آ گیا ہے درد ہجراں سے — الٰہی کب وہ دن آئے کہ مہمان محمد ﷺ ہو

رشحات فکر: حضرت سفیر اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ

حمد و نعت کی محافل ۔ آداب اور تقاضے

ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی

حمد و نعت خوانی کی محفلیں قرب الٰہی اور برکات ربانی کا ذریعہ ہیں۔ ان کی بدولت مسلمانوں میں محبت و اخوت اور اطاعت خدا اور رسول کا جذبۂ صادق پیدا ہوتا ہے۔

فیوض و برکات کی حامل ان مقدس محفلوں کے لئے کچھ اصول و آداب بھی مقرر ہیں۔ ہمارے حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان محافل کے لئے جو تین رہنما اصول بتائے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ (۱) زمان (۲) مکان (۳) اخوان

"زمان" سے مراد یہ ہے کہ ان محافل و مجالس کے لئے وقت ایسا مقرر کیا جائے جس میں کسی نماز کے قضا ہونے کا خطرہ نہ ہو۔ آج کل عام طور پر ان محافل کے انعقاد کا جو وقت اور طریقہ رائج ہو گیا ہے وہ یہ ہے کہ عشاء کے بعد رات دو تین بجے تک یہ محفلیں جاری رہتی ہیں اور ان کے اختتام کے بعد شرکائے محفل سوائے چند خوش نصیبوں کے، گھروں میں جا کر لمبی تان کر سو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ نماز فجر بھی رہ جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ طریقہ فائدے کے بجائے الٹا نقصان کا باعث بنتا ہے۔ وہ یوں کہ رات بھر آپ نے جس فخر موجودات، حسن کائنات اور رحمت عالم ﷺ کا ذکر مبارک سنا، اگلے ہی روز ان کی سنت مطہرہ کی (یعنی نماز ترک کر کے) خلاف ورزی کر دی۔

ظاہر ہے یہ فائدے کے بجائے خسارے کا سودا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان محافل کے لئے رات کے اولین حصہ میں (یعنی نماز عشاء کے فوراً بعد) دو تین گھنٹے مخصوص کیے جائیں تاکہ قرب الٰہی اور محبت رسول ﷺ حاصل ہونے کے مقاصد بھی پورے ہوں، اور نماز فجر یا جو لوگ تہجد گزار ہیں۔ ان کی عبادت میں بھی خلل نہ آئے۔

اس سلسلے کا دوسرا اصول "مکان" ہے۔ یعنی ان محفلوں کے لئے مقام یا جگہ ایسی مقرر ہو جہاں ہمسائے میں رہنے والے لوگوں کے آرام میں خلل نہ آئے۔ کوئی طالب علم ہے تو اس کی پڑھائی میں حرج نہ ہو، کوئی بیمار ہے تو اس کو تکلیف نہ ہو۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان روحانی محفلوں کے انعقاد کے لئے ایسے مقام کا انتخاب کیا جائے، جہاں صرف حاضر ہونے والے سامعین ہی مستفیض ہوں۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ لاؤڈ سپیکر کے باعث ارد گرد رہنے والے ملازمین اور مزدور بے آرام ہوں۔ اور اگلے روز وہ محنت مزدوری کے قابل نہ رہیں۔

تیسری شرط "اخوان" ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ محفل کے شرکاء (یعنی سامعین) سب کے سب ہم ذوق اور ہم مسلک ہوں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ یہ سب باادب اور باوضو شریک ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ کسی افسردہ شخص کے غیر محتاط رویے کے اظہار سے پوری محفل میں افسردگی پھیلے۔

افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

اس لئے جہاں تک ممکن ہو، بزرگوں کے مقرر کردہ ان اصول و شرائط یعنی زمان، مکان، اور اخوان کی پابندی کی جائے۔ ان اصول و قواعد پر عمل کی بدولت ہمارے بزرگوں نے اطاعت الٰہی اور محبت رسول ﷺ کے اعلیٰ مشن اور بلند مقام کو عام کیا اور عوام کے دلوں کو روشن کیا۔

آداب محفل:

باوضو اور باادب بیٹھنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ محفل میں حمد و نعت کے جو مضامین پڑھے جائیں وہ شریعت کے عین مطابق ہوں۔ پوری کوشش ہونی چاہیے کہ محفل میں ان حضرات کا کلام پڑھا جائے، جو مقام الوہیت اور مقام رسالت کے شناسا ہوں۔ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مطابق نعت گوئی تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے ظاہر ہے یہ مشکل اور اہم کام ہر شخص انجام نہیں دے سکتا۔ آج کل فلمی گانوں کی طرز میں نعتیں پڑھنے کا رواج بھی بڑھ رہا ہے۔ اس کو بھی ختم کرنا بہت ضروری ہے۔ ایک اور ضروری بات یہ ہے کہ نعت پڑھنے اور سننے والے کی نیت محض حصول ثواب و برکات کی ہو۔ یہ نہ ہو کہ نعت پڑھنے والا پیسوں کی خاطر اور سننے والا اپنی امارت کی نمائش کے اظہار کے لئے محفل میں شریک ہو۔ سب کی نیت یہ ہونی چاہیے کہ نعت رسول ﷺ کی اس محفل کے انعقاد کا مقصد دلوں میں محبت و اطاعت رسول ﷺ کا جذبہ صادق بیدار کرنا ہے۔ جو ہماری زندگی کا مقصد و مشن ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ لوگ عبادت سمجھ کر محفل نعت میں شریک ہوں اور جب اٹھیں تو محسوس کریں کہ ہمارے اندر دینی جذبہ و عمل کی قوتیں مزید توانا ہوگئی ہیں۔

آپ سب حضرات ماشاء اللہ نماز تہجد اور نماز فجر کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں۔ اس لئے پوری کوشش کریں کہ محافل حمد و نعت رات کے ایسے حصہ میں اختتام پذیر ہوں کہ سب حضرات گھروں میں جا کر نیند پوری کر لینے کے بعد علی الصبح بیدار ہوں اور اپنے معمولات فجر بہ احسن و خوبی ادا کر سکیں۔

اس وقت جبکہ امریکی صدر بش جونیئر نے مسلمانوں کے خلاف CRUSADE کا اعلان کیا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی دینی محافل کو مزید انقلاب انگیز بنائیں اپنے ایمانی جذبوں کو مزید مضبوط اور

توانا بنائیں اور عالم اسلام بالخصوص پاکستان کو ان لادین قوتوں کے اثرات سے محفوظ رکھنے کی بھرپور کوشش کریں جو ہمارے ایمان اور عقائد کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہیں۔ اسلام دشمنوں کے ناپاک عزائم کو شکست دینے کا کام ہم اپنی ان نعتیہ محافل سے بخوبی لے سکتے ہیں۔ اس طرح کہ ہمارے علماء اور نعت گو شعراء اپنی بصیرت افروز تقاریر و اشعار کے ذریعہ اہل محفل میں ملی و دینی شعور و بیداری پیدا کریں۔ اگر ہمارے نعت گو شعراء ان نورانی محفلوں میں اپنے اشعار کے ذریعہ اسلام دشمنوں کے اعتراضات کا مسکت جواب دیں۔ تو یہ یقیناً حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بہترین تقلید ہوگی۔ کیونکہ حضور پرنور ﷺ اپنے منبر پر انہیں بٹھا کر انہیں حکم دیا کرتے تھے کہ اپنے اشعار کے ذریعہ کفار کے اعتراضات کا جواب دیں۔ آج ضرورت ہے کہ ہمارے نعت گو شعراء بھی حضور ﷺ کے اس حکم کی تعمیل کریں اور اسلام کا نام بلند و روشن کریں۔

(جامعہ نعیمیہ لاہور میں متحدہ نعت کونسل کی طرف سے منعقدہ محفل میں صدارتی تقریر)

قابل توجہ

جب مسجدیں بے رونق اور مدرسے بے چراغ ہو جائیں۔ جہاد کی جگہ جمود اور حق کی جگہ حکایت کو مل جائے، ملک کے بجائے مفاد اور ملت کے بجائے مصلحت عزیز ہو اور جب مسلمانوں کو موت سے خوف آئے اور زندگی سے محبت ہو جائے تو صدیاں یوں ہی گم ہو جاتی ہیں۔

قحط میں موت ارزاں ہوتی ہے اور قحط الرجال میں زندگی، مرگ انبوہ کا جشن ہو تو قحط، حیات بے مصرف کا ماتم ہو تو قحط الرجال، ایک عالم کی ناحق زحمت کا، دوسرا زندگی کی ناحق تہمت کا، ایک سماں حشر کا دوسرا محض حشرات الارض کا.......... زندگی کے تعاقب میں رہنے والے قحط سے زیادہ قحط الرجال کا غم کھاتے ہیں..........

زندگی ایک عطیہ ہے۔ جس کا کم از کم حق ادا کرنے کی واحد صورت یہ ہے کہ دوسروں کو اس میں حصہ دار بنا لیا جائے۔

اچھا انسان، اچھی کتاب اور اچھی گفتگو جہاں میسر آئے اس میں دوسروں کو شریک کرو، ان سے تنہا فائدہ اٹھانا کم ظرفی کی دلیل ہے۔

مختار مسعود

فاسق اور اس کی امامت کا مسئلہ

امام النحو مولانا سید امیر اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۸۷۳ء .... ۱۹۷۰ء) کا شمار اہلسنت کے اکابر علماء میں ہوتا ہے آپ نے طویل عرصہ تک دارالعلوم معینیہ اجمیر شریف میں تدریسی خدمات سرانجام دیں جہاں شارح بخاری حضرت مولانا غلام جیلانی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مولانا سردار احمد قادری محدث اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ جیسی نابغہ روزگار ہستیوں نے آپ سے اکتساب علم کیا۔ آپ نے ۲۰ کتب تصنیف فرمائیں جو آج بھی اپنی علمی و تحقیقی شان کے ساتھ آپ کے فیضان کو عام کرنے کیلئے موجود ہیں تاہم ان کی اشاعت نو کی ضرورت ہے۔ آپ ایک باعمل عالم دین تھے۔ جنوری ۱۹۶۳ء میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا اور اس کے اثر سے آپ کی زبان پر بھی ہوا بولنا محال ہو گیا لیکن اس وقت بھی آپ کا وظیفہ "الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ" آپ کی زبان سے جاری رہتا تھا جب چاہتے بالکل صاف پڑھتے اور زبان میں معمولی سے لکنت بھی محسوس نہ ہوتی تھی۔ ۹۷ برس کی عمر میں استاذ العلماء امام النحو حضرت مولانا سید امیر اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۰ء (۱۳ شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ) منگل کے روز رحلت فرمائی اور اپنے آبائی گاؤں چھمرہ شریف (وادی سون) ضلع خوشاب میں مدفون ہوئے۔

زیر نظر مضمون دراصل آپ کا ایک فتویٰ ہے جو آپ نے محمد عمرو وکیل مرحوم کے اس سوال پر جاری فرمایا تھا کہ "شرعاً فاسق کون ہے؟ جس کی امامت مکروہ یا ممنوع ہے" موضوع کی اہمیت اور وقت کی ضرورت کے تحت یہ اہم مضمون نذر قارئین ہے۔ (محبوب قادری)

شرعاً فاسق وہ شخص ہے جو دینی امور کا اہتمام نہ کرے اور راہ راست سے ہٹ جائے۔ امور کبائر سے اجتناب نہ کرے۔ صغیرہ پر اصرار کرے۔ مثلاً زانی، جھوٹا، فتنہ باز، شرابی، سود خور، چغل خور، راشی، مفسد، نکاح پر نکاح پڑھنے والا وغیرہم جو کبیرہ گناہ بالاعلان کرتے ہوں ان کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔ (درمختار، ردالمحتار)

صغیری و کبیری شرح منیہ میں ہے۔ مکروہ تقدیم الفاسق کراھۃ تحریم و کذاالمبتدع۔ فاسق کا امام ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ اسی طرح بدعتی کا امام ہونا بھی۔ درمختار میں ہے۔ کل صلوۃ ادیت مع الکراھۃ التحریم تعادی وجوباًفی الوقت۔ جو نماز مکروہ تحریم کے ساتھ ادا کی جائے وقت میں اس کا اعادہ واجب ہے۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے۔ روی عن ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ و ابی یوسف رحمۃ اللہ اِن الصلوٰۃ خلف الاھواء لا یجوز۔ امام ابو حنیفہ وابو یوسف رحمہا اللہ سے روایت ہے کہ اہل ہوا کے پیچھے نماز جائز نہیں فتح القدیر میں ہے .... وروی محمد عن ابی حنیفہ والی یوسف رحمہا اللہ تعالیٰ ان الصلوۃ اھل الاھواء لا یجوز .... امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں۔ کہ بے شک اہل ہوا کے پیچھے نماز جائز نہیں ہوتی۔

المختار میں ہے۔ فاسق کی امامت کے مکروہ ہونے کی علت فقہا نے یہ بیان فرمائی

ہے کہ وہ امور دین کا اہتمام نہیں کرتا ہے۔ اور اس کو امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے۔ حالانکہ شرع شریف ہے اس کی اہانت سب کے اوپر واجب ہے اور پوشیدہ نہ رہے کہ اگر وہ فاسق زیادہ علم والا ہو اوروں سے تب بھی علتِ کراہت زایل نہ ہوگی وہ تو مانند بدعتی کے ہے اس کی امامت ہر حال میں مکروہ ہوگی بلکہ شرع منیہ والے تو اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی فرماتے ہیں اسی واسطے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے پیچھے نماز جائز ہی نہیں اور امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی ایک روایت آئی ہے کہ اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ طحطاوی میں ہے۔ الکراھۃ فیہ تحریمۃ انتھٰی۔ فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ شرح منیہ میں ہے۔ لوقدمو افاسقاً یاثمون بنا علی ان کراھتہ تقدیم کراھتہ تحریم۔ اگر فاسق کو امام بنایا تو بنانے والے گنہگار ہوں گے کیونکہ اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ طحطاوی میں ہے۔ اما الفاسق الاعلم فلایقدم لان تقدیمہ تعظیمہ و قد وجب علیھم اھانتہ شرعاً و مفاد ھذا کراھتہ التحریم اور ردالمحتار سے بھی اس کی تصریح گزر چکی۔ جو فاسق زیادہ علم والا ہو وہ بھی امام نہ بنایا جائے کیونکہ اس کو امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے۔ اور شرع شریف سے اس کی اہانت مسلمانوں پر لازم وواجب ہے اور خلاصہ اس کا یہ کہ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور فسق کی دو صورتیں ہیں ایک فسق فی العمل اور دوسرا فسق فی العقیدہ۔ پھر فسق فی العمل یا اعلانیہ طور سے ہوگا۔ جیسے جھوٹ بولنا، شراب پینا، غیبت کرنا، اعلانیہ طور سے زنا کرنا، اغلام کرنا و سود لینا۔ سود کے معاملات میں شرکت کرنا، جھوٹی گواہی دینا، نماز نہ پڑھنا، فرائض دینی کی پرواہ نہ کرنا، داڑھی منڈوانا یا ترشوانا (جو حد شرعی ایک مشت سے کم ہو) مرد کو ریشمی کپڑا پہننا، سونے کی انگوٹھی پہننا، سونے چاندی کی گھڑی چین، تعویذ (جادو ٹونا کے) وغیرہ استعمال کرنا۔ مجالس لہو ولعب میں شریک ہونا۔ سینما تھیٹر وغیرہ وغیرہ میں جانا، ایسے کام کرنے والے کو فاسق معلن کہتے ہیں جس کو شرعاً ذلیل و رسوا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگرچہ ایسا شخص فضیلت نسبی کا دعویٰ دار ہی کیوں نہ ہو یا دنیوی حاکم ہو۔ دولت رکھنے والا ہو۔ ظاہری علم و فضل والا قاری و اعلم و عالم ہی کیوں نہ ہو ایسوں کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ و امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو اصلاً ان کے پیچھے نماز ہوتی ہی نہیں جیسا کہ ردالمحتار وغیرہ میں فرمایا ہے۔ رہا فاسق فی العقیدہ مبتدع، اس کی بھی دو صورتیں ہیں یا

وہ فسق فی العقیدہ صرف گمراہی تک پہنچتا ہو گا یہ شخص بھی مثل فاسق معلن ہے اور مبتدع ایسے کا امام ہونا سخت مکروہ ہے۔ بلکہ امام صاحب کی ایک روایت میں ناجائز یا فسق فی العقیدہ حد کفر تک پہنچے گا ایسے مدعی اسلام کے پیچھے ہر گز نماز صحیح نہیں ہوتی۔ جیسے فرقہ باطلہ، معتزلہ، روافض، خوارج وغیرہ اور موجودہ شاخیں قادیانی، وہابی، غیر مقلد، نیچری وغیرہ جو حد کفر تک پہنچے ہوں۔ طحطاوی میں ہے۔ **من کان خارجاً عن هذه المذاهب فهو من اهل البدعة والنار**۔ یعنی جو شخص ان چاروں مذہب اہل سنت سے خارج ہے وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔ اس فرقہ کی عزت ومدحت ووقعت وتعظیم بلاشبہ حرام ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے۔ **اذا مدح الفاسق غضب الرب وهتذلذالک العرش و رواه البیهقی**۔ یعنی جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور عرش عظیم ہل جاتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے۔ **من وقر صاحب بدعة فقدا عان علیٰ هدم الاسلام** ۔ یعنی جس نے مبتدع کی تعظیم وتکریم کی اس نے اسلام کے ڈھانے میں مدد دی۔ حدیث میں ہے جب کوئی گناہ کرے تو اس کے ساتھ توبہ کر پوشیدہ کی پوشیدہ اور آشکار کی آشکار۔

ابن ماجہ میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ **لا یؤمن فاجر مومنا** ۔ ہر گز کوئی فاجر کسی مسلمان کی امامت نہ کرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ امام تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان وکیل ہے پس وہ اہل سنت، صاحب علم، متقی ہونا چاہیے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے درمیان جو شخص سب سے بہتر وافضل ہو اس کو امام بناؤ۔ کیونکہ تمہارے اور تمہارے خدا کے درمیان قاصد ہے۔ اس حدیث شریف کو دارمی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، تم کو اگر خوش آئے اور منظور ہو کہ تمہاری نماز کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے تو چاہیے کہ تم میں سے جو سب سے بہتر ہو وہی امام ہو۔ اس حدیث کو حاکم نے اپنی مستدرک میں مرفوعاً روایت کیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ ایک بار رسول مقبول ﷺ نے ہم لوگوں کو وعظ سنایا، پس فرمایا اے لوگو! مسلمان کا، فاسق امام نہ ہو مگر زبردستی سے۔ جس کی تلوار اور تازیانے کا خوف ہو۔ یہاں سے **صلو خلف کل بروفاجر** کے معنی ومحمل صاف واضح۔ **فان کلام الرسول صلی الله علیه وسلم ککلام الله تعالیٰ لفسر بعضهٗ بعضاً**۔

طوالع الانوار میں ہے فاسق عالم بھی افضل نہ ہو گا کیونکہ اس کو امام بنانے میں اس میں

کی تعظیم ہے حالانکہ شرع سے اس کی اہانت سب پر واجب ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ شرع کا حکم سب مسلمانوں پر یہی ہے کہ فاسق کی اہانت کریں۔ فاسق کی اہانت و حقارت واجب ہے۔ طحطاوی میں ہے جو فاسق زیادہ علم والا ہو وہ بھی امام نہ بنایا جائے کیونکہ اس کو امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اور شرع سے اس کی اہانت مسلمانوں پر لازم وواجب ہے اور خلاصہ اس کا یہ کہ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور ردالمحتار سے بھی اس کی تصریح گزر چکی ہے۔ جب روایات واحادیث وآیات سے ثابت ہو گیا کہ غیر مقلد کی امامت ناجائز یا مکروہ تحریمی ہے تو معلوم ہو گیا کہ قول جواز، اس کی امامت کا مرجوع ہے تو اب جو اسکو امام بنائے گا مقلد لائق امامت کے ہوتے ہوئے وہ عامل ہو گا قول مرجوع پر۔ اور خرق اجماع ہے اور مخالفت، اجماع کی، حرام اور باطل ہے۔ ان آیات واحادیث سے جن سے حجیت اجماع مبرہن ہے۔ درمختار میں ہے۔ **ان الحکم والفتیا بالقول المرجوع جهل و خرق الاجماع** ۔ ضعیف قول کے ساتھ فتویٰ دینا جہل ہے اور خلاف اجماع ہے۔

سلام

نذرانہ عقیدت: پروفیسر الطاف عابد اعوان

اے ہوا مصطفیٰ ﷺ سے جا کہنا سب بیچارے سلام کہتے ہیں
دل میں رکھتے ہیں تجھ کو شام وسحر تیرے پیارے سلام کہتے ہیں

اللہ اللہ تیرے بچپن کو یاد کر کے زمانہ شیدا ہے
چاند تجھ کو کھلانے آتا ہے اور ستارے سلام کہتے ہیں

اللہ اللہ تیرے جلوؤں کو بلکہ پاؤں کے تیرے تلوؤں کو
شمس اب بھی سلام کہتا ہے سب نظارے سلام کہتے ہیں

اللہ اللہ لب پہ گیت تیرے دل میں تیرے پیار کی باتیں
دل تو پہلے ہی تجھ پہ وار چکے جان وارے سلام کہتے ہیں

اللہ اللہ تجھ کو قرآن میں خود بھی سلام کہتا ہے
سب ملائک سلام کہتے ہیں سب سپارے سلام کہتے ہیں

اللہ اللہ تیری رحمت نے سب طرح ہم کو سرخرو رکھا
روح میں تیری تڑپ ہی باقی ہے دل ہمارے سلام کہتے ہیں

اللہ اللہ تیری نگری میں ہم سب کا بھی آنا جانا ہو
بھیگی پلکوں کو ہم جھکائے ہوئے روح پیارے سلام کہتے ہیں

اللہ اللہ آپ آ جائیں ہم بھی آقا کا بھید پا جائیں
خالی جھولی کو ہم اٹھا کے بھی دل کو ہارے سلام کہتے ہیں

اللہ اللہ عابد وزاہد سب کے سب ہی تیرے دیوانے ہیں
بھر کے آنسو یہ اپنی آنکھوں میں دل کے سارے سلام کہتے ہیں

مواعظِ غوثیہ

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا تاریخی خطاب

دوسرا خطبہ جو ۵ شوال ۵۴۵ھ کو مدرسہ بغداد میں دیا گیا

اے عزیز!

کیا تو اپنی جاہ وعزت پر اپنی عارضی قوت وطاقت کے غرور میں ہے۔ شاید یہ اس لیے ہے کہ مصیبت وآفت کے سانپ بچھوؤں نے ابھی تجھے نہیں ڈسا، کاش کہ اس کے ڈسنے سے پہلے ہی تو اس خودفریبی سے باز آجا۔ کیونکہ اب یہ سانپ بچھو ڈسنے ہی والے ہیں جس عارضی مسرت کی نعمتوں سے تو مدہوش ہو رہا ہے اس کا تار اب ٹوٹنے ہی والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذنا ھم بغتۃ جب ہماری دی ہوئی نعمتوں پر ریجھ کر خوشی میں آپے سے باہر ہو گئے تو پھر ہمارے عذاب نے انھیں پکڑ لیا۔ اگر تم مصیبتوں پر صبر کرو تو فتح قریب ہی ہے۔ اسی لیے تو اسلام میں صبر کا حکم بار بار آیا ہے۔ فقر اور صبر اگر کہیں جمع ہو سکتے ہیں تو وہ مومن کے مضبوط دل ہی میں جمع ہو سکتے ہیں۔ خدا کے دوستوں ہی کی زیادہ آزمائش ہوتی ہے۔ اس پر وہ صبر کرتے ہیں۔ ان کے دل میں الہام ہوتا ہے کہ وہ بلاؤں کی حالت میں نیکی کرتے ہی چلے جائیں۔ اور صبر واستقلال کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ یہاں تک کہ خدا کی مدد ان کے لیے آجاتی ہے۔

اے غلام! تو اس دنیا میں سدا رہنے کے لیے نہیں آیا ہے نہ اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانا تیری زندگی کا حقیقی مقصد ہے۔ اگر تیرا ایسا خیال ہے تو اسے بدل دے چاہے تجھے اس کا شعور ہو یا نہ ہو، کیونکہ تو بے شک زبان سے تو کہتا ہے۔ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور حضرت محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ مگر اس سے تجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ یاد رکھ، ایمان کے دو جز ہیں۔ ایک قول دوسرا عمل، قول اس وقت تک نفع نہ دے گا۔ جب تک کہ دوسرا جز یعنی عمل بھی نہ ہو۔ اگر تو گناہ کرتا چلا جائے خدا کی مخالفت پر اڑا رہے۔ برائیوں پر اصرار کرتا رہے۔ نماز روزہ خیر خیرات سے غافل ہو

جائے۔ فرض نیکی کے سارے کاموں کو طاق نسیان میں ڈال کر صرف ان دو گواہیوں پر اکتفا کرے تو اس سے تجھے قطعاً کوئی فائدہ نہ پہنچ سکے گا۔ تیری یہ زبانی شہادت دلیل کی طالب ہے۔ جب تو اس کے سوا کسی اور کو معبود نہیں سمجھتا تو پھر اطاعت کس کی کیے جا رہا ہے۔ حقیقی شہادت تو یہ ہے کہ دل سے لے کر تیرے اعضاء وجوارح تک اس کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیں، وہ جس امتحان میں ڈالے اسے قبول کر لیں۔ یہ ہے دلیل اس دعوے کی پھر تیرے اعمال کے لیے یہ ایک روح بھی ہے۔ یہ روح کیا ہے؟ اخلاص جس طرح تیرا بلا عمل قبول نہیں۔ اسی طرح تیرا عمل اخلاص بھی منظور نہیں۔

خیر خیرات تیرے اعمال حسنہ کا ایک اہم ترین جز ہے۔ تیری روح کو بلندی پر پہنچانے میں اس کا زبردست ہاتھ ہے۔ جو بھی تجھ سے ہو سکے غریبوں کو دیئے جا، کوشش کرو کہ کوئی سائل نامراد تمھارے در سے واپس نہ ہو۔ اگر تم سے زیادہ نہیں ہو سکتا ہے تو تھوڑا ہی سہی اس عطا کے ذریعہ تم اپنے مولا کی بہت بڑی خوشنودی حاصل کر رہے ہو۔ اس عطا کے ذریعہ تم اپنے مولا کی نعمتوں کا شکر ادا کر رہے ہو جس نے تم کو اس عطا کے قابل بنایا ہے۔ اس عطا کے ذریعہ تم اس سے اس درجہ کے طالب ہو جس میں تم بڑی سے بڑی عطا بھی دے سکتے ہو اگر کوئی تم سے کچھ مانگ رہا ہے اور تم اسے دے سکتے ہو تو نہ دینا بہت بڑی گمراہی ہے، بہت بڑی بدنصیبی ہے خدا کہتا ہے کہ تم تو مجھ سے مانگتے ہو اور رو رو کر مانگتے ہو۔ مگر جب تمھارے پاس مانگنے والا آتا ہے تو تم اسے ناکام واپس کر دیتے ہو، اس طرح خدا تمھیں آزما رہا ہے کہ تم بھی تو اسی طرح راندے جانے کے قابل ہو۔

اے مرید! جب تو میرے پاس آکر ہدایتیں سننا چاہتا ہے تو پہلے باطن کی گہرائی میں (جسے میں تصوف کی اصلاح میں سر کہتا ہوں) کی نیت لے کر آ، پھر دل اور اعضاء ظاہری کو بھی اسی رنگ میں رنگ لے۔ اپنا علم وعمل، اپنی زبان، اپنا نسب وحسب جب پاک وصاف ہو جائے، یعنی اپنے اور اپنے اہل وعیال کے خیال سے ان میں صفائی ہو جائے، ماسویٰ اللہ کے تخیل کے اپنے دل کو عریاں کر کے میری مدد کا طالب ہو تو اس کے بعد ہی تجھے اس کے فضل وکرم کی خلعت نصیب ہو جائے گی اس قفس کے تاروں کو توڑ کر وہ طائر لاہوتی بن جائے گا۔ جو صبح کو ایک مسرت کے چمن میں نغمہ بار ہوتا ہے تو شام کو کسی فردوس بریں کے شجر طیبہ پر اپنا آشیانہ بناتا ہے۔ یاد رکھو، تمھارے دل میں نور اگر کہیں سے آتا ہے تو اسی نور کے سرچشمۂ ازل سے آتا ہے جس کی شان میں کہا گیا ہے اللہ نور السموات والارض۔ اسی نور سے سب کچھ نظر آنے لگتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

ترجمہ:۔ مومن کی فراست سے ڈرو، وہ اللہ کے نور کے ذریعہ دیکھتا ہے۔

اے فاسق! اگر تو فسق کی نجاست سے گندہ ہے تو تیری یہ گندگی مومن کی نظر سے نہ چھپ سکے گی۔ وہ تیرے شرک ونفاق کو اللہ کے نور کے وسیلہ سے دیکھ ہی لے گا۔ تیرا عمل اس چیز کو واضح ہی کر دے گا جو تیری مادیت کی کثیف قبا کے اندر ہے۔ اگر تو سراپا ہوس ہے تو تیری ہم نشینی اہل ہوس ہی کے ساتھ ہوسکتی ہے کسی نے مجھ سے پوچھا کہ ہماری آنکھ کا یہ اندھاپن کب دور ہوسکتا ہے؟ میں نے کہا کہ جب تک کہ تو کسی طبیب حاذق کے پاس رجوع نہ کرے، اس کے درست مشوروں پر عمل نہ کرے اس کے ساتھ حسن ظن نہ رکھے۔ اس کے در کو مضبوط نہ پکڑ لے۔ اس کی دواؤں کی تلخی پر صبر نہ کرے یہ اندھا پن دور نہیں ہوسکتا۔ جب تو ایسا کرے گا تو یہ مرض رفع ہو جائے گا۔ اللہ کے لیے محنت ومشقت کیے چلا جا، جو کچھ طلب کرنا ہو اسی سے کر، کمزور مخلوق کے در سے اپنی امیدوں کی نظریں ہٹا لے۔ تیرے اور تیرے رب کے درمیان یہی تو حجاب ہے اسے دور کر دے، اپنے گناہوں کا اعتراف کر، اپنے مصوروں کی معذرت خواہی کر، یہ یقین کر لے کہ اس کے سوا نہ کوئی نفع دے سکتا ہے۔ نہ ضرر، نہ کسی کے ہاتھ میں عطا ہے نہ منع۔ جب تو ایسا کرے گا تو تیرے دل کی آنکھوں میں حقیقی نور پیدا ہو جائے گا، جو تیری بصارت اور بصیرت دونوں کو منور اور تیز کر دے گا۔

اے غلام! صرف موٹے جھوٹے کپڑے پہن لینے میں کوئی تقدس کی شان نہیں ہے۔ اصلی تصوف تو روح کی گہرائی سے شروع ہوتا ہے۔ پھر کہیں چل کر اس کا اثر ظاہر پڑتا ہے۔ اس کا سلسلہ اس طرح ہے۔ پہلے سر (یعنی روح کی گہرائی) متاثر ہوتی ہے پھر قلب، پھر نفس، پھر اعضاء وجوارح۔ جب ان میں خشیت پیدا ہو جاتی ہے تو اب ازلی رافت ورحمت کا ہاتھ آگے بڑھتا ہے اور اس لیے یہ ماضی سیاہ لباس اتروا تا ہے، خوشی کا عروسی لباس اس کے آگے پیش کرتا ہے۔ اس طرح خوف سے امن کے درجہ میں، رنج سے خوشی کی منزل میں، افلاس کے گڑھے سے جو کہ دولتمندی کے اسٹیج پر وہ آجاتا ہے۔

اے غلام! اپنی قسمت کے ٹکڑے زہد کے ہاتھوں سے لے کر کہ حرص وہوس اور خواہشوں کی پیروی کے ہاتھوں سے جو کھاتا ہے اور روتا ہے اس کے برابر نہیں ہے۔ جو کھاتا ہے اور ہنستا ہے۔ قسمت کے ٹکڑے کھا، بشرطیکہ تیرا دل حق عزوجل سے لگا ہو۔ اس وقت تو دنیا کے شر سے محفوظ رہے گا۔ طبیب کے ہاتھوں سے دوا کھانا بہتر ہے اس بات سے کہ لاعلمی کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے دوا کھائی جائے۔

کیا یہ افسوس کی بات نہیں ہے کہ امانت داری کا شیوہ ہم سے غائب ہوتا جارہا ہے۔ آپس میں رحم ومروت کے جذبات مفقود ہوتے جارہے ہیں۔ احکام شرع کو پس پشت ڈالا جارہا ہے۔ حقیقی امانت داری تو یہی تھی کہ شعائر ملیہ کا احترام کیا جائے۔ مگر جب ہم ایسا نہیں کررہے ہیں تو ہمیں اس کے افسوسناک نتائج کے لیے تیار رہنا پڑے گا۔ ہمارے دل سے نور چھین لیا جائے گا۔ ہمارے ہاتھ پاؤں بیڑیوں میں جکڑتے چلے جائیں گے۔ جب خالق کی دل سے محبت کم ہو جائے گی تو مخلوق کے دل سے بھی مہر رخصت ہو جائے گا، اس لیے سرکشی وعدوان کے ان ذلت آفریں نتائج پر ہم کو رونا پڑے گا۔ مگر اس وقت کیا فائدہ؟ کیونکہ اس کی پکڑ شدید ہے۔ اس کا عذاب دردناک ہے۔ اس لیے تم اس سے ڈرتے رہو کیونکہ وہی زمین وآسمان کا حقیقی حکمران ہے۔ ہاں تم اس کی شکر گزاری کر کے اس کی نعمتوں کو محفوظ کر سکتے ہو۔ اس کے احکام وقوانین پر عمل کر کے امن وعافیت کی قدر وقیمت کو حاصل کرسکتے ہو۔ تکلیف کے زمانے صبر، راحت وآسودگی میں قدر وشکر کی یہی اصلی شکل ہے۔ اسی پر تمہارے بڑے بڑے انبیاء ومرسلین اور اولیاء وصالحین کا عمل رہا ہے اور یہی ان کی زندگی کا سچا نمونہ ہے۔ اس کے گناہوں سے بچتے رہنا۔ اس کے حکم[illegible] پر عمل کرتے چلے جانا، گناہوں سے توبہ کرنا، نفس کی مخالفت کرنا چاہیے۔ جب ایسا کرو گے تو تمہارے لیے کچھ خوف نہ رہے گا کیونکہ وہ حاکم ازلی کبھی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا موت کو پیش نظر رکھو، مرنے کے بعد کیا ہونے والا ہے؟ اس پر دھیان دو، خدا کو یاد کرتے رہو، وہی تو تمہارے اعمال کا حساب لینے والا ہے، یہ غفلت کی نیند تو کچھ اچھی نہیں ہے اس لیے اب ہوشیار ہونا چاہیے۔ جہل ونادانی کی بھی حد ہوتی ہے اس لیے اب آنکھوں پر سے غفلت کا پردہ ہٹا دینا چاہیے۔ باطل عقیدوں پر قائم رہنا، نفس کی خواہشوں پر مہر نہ لگانا، عادات کے غلام بنے رہنا۔ ہماری غفلت ونادانی کے شعار کے اصلی اجزاء ہیں۔ عادت کی غلامی سے آزاد ہونا اللہ کی عین عبادت ہے۔ اللہ کی عبادت حسن ادب کا زیور ہے۔ یہ زیور کتاب وسنت پر عمل کے ذریعہ بنتا ہے۔

اے غلام! انسانوں کے گروہ کے ساتھ یہ تیری ہم نشینی اور جماعت کے مسلک میں پرو یا جانا جہل و غفلت کی حالت میں خطرہ سے خالی نہیں۔ سماج میں مل جل کر رہنا تو علم بصیرت ہی کے ساتھ پرامن ہو سکتا ہے۔ جو سمجھ والا اور علم والا ہوتا ہے وہ لوگوں کی اچھی خصلتیں اپنے میں جذب کرسکتا ہے اور ان کی بری باتیں رد کر دیتا ہے اس لیے غفلت وبے خبری کو دور کرنا چاہیے۔ اپنا تعلق مسجدوں سے گہرا کرنا چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اکثر درود بھیجنا چاہیے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر آسمان سے آگ برسنے لگے تو یاد رکھو اہل مسجد اس سے بچ جائیں گے۔ اگر نماز سے تعلق کھورہے ہو تو یاد رکھو اپنے رب سے بھی تعلق کھورہے ہو۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ خدا کے قریب وہی بندہ جاتا ہے جو سجدہ کرتا ہے۔

افسوس ہے ہم نصوص دینیہ میں تاویلیں کر کے عبادت الٰہی سے چھٹی حاصل کر رہے ہیں۔ یہ تاویلیں ایک شیطانی دھوکا ہیں۔ ایک وسوسہ ہیں۔ اگر ہم اجماع امت کی اہمیت کو تسلیم کریں اور اپنے اعمال میں اخلاص کی روح کے طالب ہوں تو ان تاویلوں سے خود بخود ہمارے دل میں نفرت پیدا ہو جائے گی۔ عبادت الٰہی سے دامن بچانے کا شوق ہم میں اس لیے پیدا ہو رہا ہے کہ یہ زمانہ ریا ونفاق آ گیا ہے یعنی ہم خدا کو علیم وبصیر نہیں سمجھ رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم بندوں کے حقوق پر دست درازی کرنے کو بھی کوئی عیب نہیں سمجھتے۔ اس میں کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرتے بھی ہیں تو لوگوں کو دکھانے کے لیے اس علیم وبصیر کو دکھانے کے لیے نہیں۔ گویا اس عالم پر خدا کی نہیں مخلوق کی اصلی حکومت سمجھ رہے ہیں۔ یہ روح کی زبردست موت ہے۔ ہاں خواہشیں زندہ ہوتی چلی جاتی ہیں مگر دل مردہ ہوتا چلا جاتا ہے دنیا طلبی زندگی کا حقیقی مقصد ہو کر رہ جاتی ہے۔ یاد رکھو، دل کو زندہ کرنا ہو تو خالق کو چھوڑ کر مخلوق پر بھروسہ کرنے سے باز آؤ۔ خدا کی اطاعت کرو حقیقت کا چراغ اپنے اندر روشن کر لو۔ صورت کا کوئی اعتبار نہیں دل کی زندگی اللہ کے احکام کی اطاعت میں ہے اس کی بلاؤں پر صبر میں ہے۔ اس کے قضا وقدر کو تسلیم کرنے میں ہے۔

اے غلام! اپنے آپ کو تقدیر کے حوالے کر دے پھر ہر کام میں سیدھا ہو جا ہر کام کے لیے ایک اساس کی ضرورت ہے۔ وہ اساس بھی تقدیر ہے۔ دن رات اسی کا خیال رکھ۔ غور فکر جو تیرے دل کا فریضہ ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ اچھائیوں پر شکر کر، برائیوں سے توبہ کر۔ غور وفکر کی وجہ سے مذہب زندہ ہو گا۔ شیطان کی موت ہوگی اس لیے حدیث میں آیا ہے۔

"گھڑی بھر کی فکر، ایک رات کی عبادت سے بہتر ہے۔"

اے امت محمدیہ! تم اللہ کا شکر کرو، تمھارا رب اگلی قوموں سے ان کی بڑی بڑی ریاضتوں کے ساتھ بھی راضی نہ ہوتا تھا۔ وہ تم سے تھوڑی سی عبادت پر بھی خوش ہو جاتا ہے۔ اس موقعہ کو غنیمت سمجھو۔ زمانے کے لحاظ سے تم پچھلے ہو مگر اس خوش نصیبی کے لحاظ سے تم اگلے ہو۔ اگر تم اور بھی بہتر ہو جاؤ تو کیا کہنا۔ تمھاری نظیر دنیا میں نہ مل سکے گی۔ تم میں سے غریب دوسروں کے امیر کے برابر ہے۔ مگر یہ درجہ بلند تمھیں کب مل سکتا ہے؟ جب کہ تم اس نفس وہوس اور طبیعت کی خواہشوں پر مہر لگاؤ۔ ریا ونفاق کے خس و خاشاک سے اپنی روح کی صفائی کر لو، جب تک تم نفس کے چنگل میں اور دنیا کے لائی دلدل میں پھنسے رہو گے۔ اس امتیاز اور رفعت سے محروم ہی رہو گے۔ اے اللہ! ہمیں دین و دنیا کی سعادت سے بہرہ ور کر۔ آمین! رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

برھان الواصلین، والیٔ دریا شریف

حضرت باباجی عبدالغفور نقشبندی قدس سرہٗ

تحریر: ملک محبوب الرسول قادری

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی دست گیری اور راہنمائی کے لیے اپنے بندوں میں سے کچھ خاص لوگ منتخب فرما کر انھیں قیادت اور راہنمائی کے منصب پر فائز کرتا ہے۔ تخلیق انسانی کے ساتھ ہی نبوت اور رسالت کا آغاز فرمایا گیا اور حضور خاتم الانبیاء حضرت رسالت پناہ ﷺ کو ختم نبوت کا تاج پہنا کر دنیا میں مبعوث کیا اور پھر تبلیغ واشاعتِ دین کا فریضہ صالحینِ اُمت کو سونپا گیا۔ جو ساڑھے چودہ سو سال سے پورے تسلسل کے ساتھ یہ فریضہ بطریق احسن نبھا رہے ہیں۔

حضور پرنور سیدنا غوث العالمین، غوث الثقلین، میراں محی الدین غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے مشن وپیغام رسول کو آگے بڑھانے اور مخلوق کو صراط مستقیم پر لانے کے لیے ریکارڈ خدمات سرانجام دیں۔ گذشتہ صدی میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا محدث بریلوی، حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی، غوث زماں خواجہ خواجگاں خواجہ غلام حسن پیر سواگ، حضرت پروفیسر محمد الیاس برنی، حضرت مولانا امام فضل حق خیرآبادی، حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی، شیخ الاسلام مولانا شاہ انوار اللہ فاروقی، حضرت سید شاہ علی حسین کچھوچھوی، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری، اعلیٰ حضرت خلیفہ حضرت مولانا قاضی عبدالغفور قادری حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ محدث الوری، حضرت مفتی غلام دستگیر قصوری، حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ بیربلوی اور حضرت باباجی عبدالغفور نقشبندی ایسی مبارک ہستیاں ہیں جو علم، تقویٰ، للّٰہیت، اخلاص، محبت، محنت، جدوجہد، کاوش، عرفان، تربیت اور خدمت کے ذریعے سے قربِ خدا کی سعادتوں سے لذت اندوز ہوئے اور پھر انھی خصوصیات کو زندگی بھر کے لیے نہ صرف اپنا معمول

بنایا بلکہ انہیں عام کرنے کے لیے اپنی ساری ساری زندگی وقف کر دی۔ ہمارے ممدوح، والیٔ دریا شریف، برہان الواصلین حضرت بابا جی عبد الغفور نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت وسعادت بھی علم وعرفان کے وارث خاندان میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی بھی ایک مستند، متقی اور جید عالم دین تھے اور فن میراث میں قابلیت اور فقہی مسائل میں نور بصیرت کے حوالے سے اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ انھیں سلسلہ قادریہ کے عظیم روحانی مرکز درگاہ عالیہ مانکی شریف سے خلافت و اجازت حاصل تھی۔ آپ کا اسم مبارک محمد جی بن محمد سعید بن محمود تھا۔

حضرت بابا جی عبد الغفور رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے مجاہدہ، مکاشفہ، عبادت اور نفس کے خلاف جہاد کی لذت سے خوب آشنا کیا تھا۔ قرآن کریم کے ساتھ آپ کو والہانہ محبت تھی۔ آپ نے دریا شریف سے سترہ میل دور ایک گاؤں...... شکردرہ...... میں قرآن کریم حفظ کیا اور نہ صرف پیدل سفر کر کے قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت پائی بلکہ راستے میں کثرت سے نوافل ادا کرتے اور اللہ کا شکر ادا کرتے اس نے مجھے اپنی کتاب (قرآن) کا نور عطا فرمایا ہے۔ آپ نے درس نظامی کی تمام کتب کامرہ، اکوڑی، رام پور اور دہلی کے علاوہ اپنے والد گرامی سے پڑھیں۔ اسی زمانے میں تہجد اور دیگر نوافل ادا کرنا آپ کی طبیعتِ ثانیہ بن گئی تھی۔ دریا شریف کیمبل پور (موجودہ ضلع اٹک) کے جس علاقے میں واقع ہے اس خطے کو "علاقہ چھچھ" کہا جاتا ہے۔ آپ نے علاقہ چھچھ میں قرآن کریم کے نور کو عام کرنے کے لیے انتہائی جدوجہد فرمائی۔ اپنے مریدین، متعلقین، متوسلین، اور حلقۂ ارادت میں قرآن کریم پڑھنے کا شوق بڑی حکمت اور دانائی کے ساتھ پیدا کیا۔ زمانہ طالب علمی میں آپ کے ماموں شمس العلماء مولانا قاضی غلام جیلانی جو رام پور میں آپ کو پڑھاتے تھے اور اس قدر جید عالم دین تھے کہ شامی شریف اور فقہ کی کئی کتابیں زبانی یاد تھیں۔ آپ کے انھی ماموں اور استاذ نے آپ کو دہلی کے ایک بڑے تاجر کی فرمائش پر رمضان المبارک میں قرآن کریم سنانے کے لیے بھیجا۔ تراویح کے اختتام پر اس زمانے میں ان لوگوں نے آپ کو دوسو روپیہ نذر پیش کی جسے آپ نے قبول نہ فرمایا انھوں نے اصرار کیا لیکن آپ چپکے سے واپس آ گئے۔ ان لوگوں نے وہ نذرانہ آپ کے استاد گرامی کی

خدمت میں لا کر قبول کرنے کی درخواست کی۔ استاذ گرامی نے آپ کو بلایا اور حکم فرمایا کہ یہ دوسو روپیہ قبول کر لیں۔ آپ نے معذوری ظاہر کی جب استاد نے حکماً مکرر ارشاد فرمایا تو آپ رونے لگ گئے اور عرض کیا کہ کسی قیمت پر یہ پیسے قبول نہیں کروں گا۔ سو یوں یہ مسئلہ حل ہوا اور استاذ نے آپ کو تحسین وآفرین کی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ "حافظِ قرآن، رمضان المبارک میں قرآن ختم کر کے پیسے لے کر کچھ دن تو کلاہ، لنگی باندھتے ہیں لیکن پھر سارا سال ان کی حالت خراب رہتی ہے۔" آپ قرآن کریم سناتے اور سحری وافطاری بھی اپنے گھر پر کرتے۔

آپ نے ساری زندگی مسجد یا مدرسہ کے لیے چندہ مانگنا تو درکنار کبھی رقم وصول نہیں کی۔ آپ کے مزاج میں فقر اور استغناء کا غلبہ تھا۔ اگر کوئی شخص آپ کو مدرسے کے لیے پیسے دیتا تو آپ فرماتے "تم مجھے خواہ مخواہ طلباء کا امین ٹھہراتے ہو؟" اور اگر کوئی مسجد کے لیے رقم پیش کرتا تو آپ فرماتے کہ "کیا تمہارے گاؤں میں کوئی مسجد نہیں؟ اگر ہے تو پھر یہ پیسے وہاں خرچ کرو" آپ نے تین منزلہ مسجد بنوائی۔ آپ خود مسجد کی صفائی کرتے اور لوگوں کے وضو کے لیے پانی بھر کر رکھتے۔ آپ کا نظریہ تھا کہ اللہ کا گھر ساری آبادی میں سب سے خوبصورت، مضبوط، وسیع اور بلند ہونا چاہیے۔

حضرت بابا جی کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ میں سونا بناتا ہوں اور جنات اڑا کر لے جاتے ہیں۔ آپ مجھے کوئی وظیفہ بتائیں تا کہ میرا بنایا ہوا سونا محفوظ رہے۔ اس کے بدلے میں، میں آپ کو سونا بنانے کا طریقہ بتاؤں گا۔ آپ نے سنا تو حیرت اور جلال کے ساتھ ارشاد فرمایا "کہ تم میرا ایمان لوٹنے آئے ہو جا مجھ سے دفعہ ہو جا"

آپ انگریز اور انگریزی سامراج سے بے حد نفرت کرتے تھے۔ سلسلہ قادریہ میں آپ کے شیخ طریقت پیر صاحب مانکی شریف ہیں آپ نے اس زمانے میں اعلان کیا کہ کوئی بھی شخص انگریز کے کارخانہ کی بنی ہوئی چیزیں استعمال نہ کرے۔ چنانچہ انگریزی مصنوعات کا سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ لیکن وقت کے تعین کے لیے گھڑی استعمال کی جاتی تھی۔ حضرت صاحب اس گھڑی کو ہاتھ میں نہیں باندھتے تھے بلکہ نماز کا وقت دیکھنے کے لیے گھڑی استعمال کرتے لیکن

اسے جیب میں رکھتے اور نماز کے وقت جیب سے بھی نکال کر دور رکھتے اور پھر نماز ادا فرماتے۔ یہ محض آپ کے تقویٰ کے باعث تھا۔ آپ نے انگریزی کارخانوں کا بنا ہوا کپڑا کبھی استعمال نہیں فرمایا۔ بلکہ اپنے علاقے سے جولاہے سے کپڑا بنوا کر استعمال کرتے۔ خانقاہ قادریہ مانکی شریف میں مسجد کے لیے چابیاں، قبضے، اور کیلیں اپنے لوہار سے بنوا کر استعمال کیں اور انگریز کے مصنوعات سے مکمل اجتناب فرمایا۔ یوں ترک موالات کی تحریک میں آپ نے ٹھوس اور اہم کردار ادا کیا۔

حضرت بابا جی عبدالغفور رحمہ اللہ تعالیٰ متوکل علی اللہ تھے آپ اکثر یہ شعر پڑھتے۔

گر بر توکل باشدت فیروزیت — حق دہد مانند مرغاں روزیت

یعنی جس نے توکل کا سبق اچھی طرح یاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو پرندوں کی طرح وسیع رزق عطا فرمائے گا۔

آپ کو سماجی خدمت کا نہایت شوق تھا۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا، مہمان نوازی، عجز و انکسار، آپ کے معمولات میں شامل تھے۔ موسم سرما میں جب علاقہ چھچھ میں غلہ و اناج ختم ہو جاتا تھا۔ تو آپ مسجد کے تعمیری کام کو وسیع کر دیتے تھے اور اس کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ کام کے بہانے زیادہ سے زیادہ لوگ مسجد میں آئیں اور لنگر شریف سے استفادہ کریں۔ لنگر شریف سے اکثر گاؤں والے لوگ اپنے گھروں کو کھانا لے جاتے تھے۔ آپ کی مہمان نوازی کا عالم یہ تھا کہ اگر کوئی مہمان کھانا کھا کر درگاہ شریف میں حاضر ہوتا تو آپ اس سے ناراض ہو جاتے اور فرماتے کہ جو مہمان اپنے میزبان کو دو روٹی کے قابل بھی نہیں سمجھتا وہ اپنے میزبان سے مزید کیا توقع رکھ سکتا ہے۔ میرے پاس آنے والے اس خانقاہ کو اپنا گھر سمجھیں۔ اگر کسی روز مہمان نہ آتا تو آپ افسردہ اور پریشان ہو جاتے تھے۔ آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

اے برادر مہمان را دوست دار — ہست مہمان از عطاء کردگار!

ہمارے شہر جوہر آباد (ضلع خوشاب) میں ۱۰۳ سالہ عظیم صوفی شاعر، مسافر مدینہ سیاح حرمین حضرت بابا سید طاہر حسین شاہ (پ ۱۹۰۰ء) بیان کرتے ہیں کہ ''مجھے حضرت بابو جی گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دربار شریف میں حضرت بابا جی عبدالغفور رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیجا۔

میں نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بہت کچھ حاصل کیا۔ ان سے کچھ اسباق لیے اور ان کی دعاؤں سے سرفراز ہوا۔ ان کا چہرہ مبارک اس قدر پر نور تھا کہ کوئی شخص آنکھ بھر کر نہیں دیکھ سکتا ہے۔'' (انٹرویو، یکم مئی ۲۰۰۳ء جوہر آباد)

آپ اپنے متعلقین کو غیبت اور تہمت سے بچنے کی تلقین فرماتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اپنی چیزوں کی خوب حفاظت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اپنی چیزیں سنبھالنے میں تم سے سستی ہو اور دوسرا شخص ان کو چوری کر کے گناہ گار ہو۔ سبحان اللہ! اس معاملے میں کیا خوب طرز استدلال ہے۔

حضرت بابا جی عبدالغفور رحمہ اللہ تعالیٰ نے مانکی شریف، میرا شریف، چھوہر شریف، برہ زئی شریف اور گولڑہ شریف سے فیض حاصل کیا اور پھر سواگ شریف میں حضرت خواجۂ خواجگان غوث زماں خواجہ غلام حسن سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں روحانی اشارے پر حاضر ہوئے۔ آپ نے کمال شفقت فرمائی سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت فرمایا وظائف و اوراد عطا کیے۔ آپ نے بھی درگاہ عالیہ سواگ شریف کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط سے مضبوط تر بنایا۔ سواگ شریف سے آپ کو چاروں سلاسل میں خلافت و اجازت بھی نصیب ہوئی۔ آپ کی سوانح ''لمعاتِ نور'' کے مصنف صاحبزادہ حافظ سلطان محمود رقم طراز ہیں۔ ''کروڑ شریف والے حضرات خواجہ غلام حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جب روضہ مبارک تیار ہو رہا تھا تو دریا شریف سے طلباء کام کے لیے گئے۔ طلباء بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ روضہ مبارک بننے کے ایام میں جاتے تو خود بھی کافی، کانی اینٹیں اٹھاتے جب آپ سے کوئی طالب علم لینا چاہتا تو آپ فرماتے کہ تم اپنے حصے کا کام کرو۔ میں اپنے حصے کا کام کر رہا ہوں۔ حضرت قبلہ بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ زمین کا سینہ ہل سے چھلنی ہوتا ہے تب فصل لہلہاتی ہے اور سرسبز نظر آتی ہے پھر زمیندار خوش ہوتا ہے۔......... حضرت خواجہ غلام محمد صاحب نے آپ کو خلافت سلاسل اربعہ نقشبندی، قادری، چشتی اور سہروردی عطا فرمائی۔'' .... ''قادریہ خاندان سے خلافت، حاصل کرنا صاحب طریقت کو معلوم ہے کہ کتنی مشکل ہے اگر حضرت بابا جی صاحب ثانی پیری مریدی کا شوق فرماتے تو آپ اپنے والد بزرگوار کی مسند پر بیٹھ جاتے۔''

مختصر یہ کہ حضرت بابا جی عبدالغفور رحمہ اللہ تعالیٰ علم و تقویٰ، عرفان الٰہی اور محبت و خدمت کا حسین پیکر تھے۔ آپ نے مخلوق خدا کو فیض یاب فرمایا اور ۹ جمادی الآخر ۱۳۹۷ھ بروز منگل چاشت کی نماز ادا کرنے کے بعد رحلت فرمائی۔ وقت وصال آپ کے سر مبارک پر عمامہ شریف سجا ہوا تھا۔ اگلے روز صبح گیارہ بجے نماز جنازہ ادا کی گئی اور ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں

پیوند خاک ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے آٹھ صاحبزادے عطا فرمائے جن میں سے تین کا انتقال ہو چکا ہے اور باقی پانچ صاحبزادے نیک، صالح، پابند شریعت اور خدامِ دین متین ہیں۔ جو پورے اخلاص کے ساتھ ہمہ وقت خدمت خلق اور تبلیغ و اشاعت دین میں مصروف و مگن رہتے ہیں۔ آپ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت صاحبزادہ محمد عبد الحق دریوی مدظلہ کو اپنے حیاتِ مبارکہ میں متعدد مرتبہ مصلیٰ امامت عطا فرمایا اور آپ کی رحلت کے بعد انھوں نے ہی نماز جنازہ کی امامت بھی فرمائی۔ حضرت صاحبزادہ محمد عبد الحق مدظلہ العالی آستانہ عالیہ دریا شریف کے سجادہ نشین کے حیثیت سے حضرت بابا جی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشن کو جاری و ساری رکھے ہوئے ہیں مساجد اور مدارس کی تعمیر و ترقی کا سلسلہ جاری ہے آپ نے لارنس پور، راولپنڈی، لاہور، اور (سعید آباد) کراچی میں نہایت خوبصورت مساجد تعمیر کروائیں۔ کراچی کی مسجد اور مدرسہ بارہ کنال رقبہ پر محیط ہے اور مدرسہ کے بنیاد بھی رکھ دی گئی ہے۔ آپ کے دو صاحبزادگان جواں جذبوں کے ساتھ علم دین کے حصول اور فروغ اور پابندی شریعت کے ساتھ زندگی کی حسین راہوں پر گامزن ہیں۔ لارنس پور (فقیر آباد) میں آستانہ عالیہ کے قرب میں مسجد اور مدرسہ، عظمت اسلام کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جہاں درس نظامی اور دیگر شعبہ جات کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رب العزت ان کے فیضان سے ہمیں بھی ایک جُرعہ عطا فرمائے اللہ کرے ان کے مشن جاری و ساری رہے۔ آمین

پلکیں بچھاؤ کوچہ سرکار میں!

اپنی قسمت کو جگاؤ کوچہء سرکار میں
جگمگاتی خاک پاؤ کوچہ سرکار میں
کس جگہ نقش قدم ان کے نہ ہوں گے سوچ لو
جھومنے کا ہے مزہ درکار تو ایسا کرو
بہہ رہا ہے ایک دریائے کرم تو سامنے
کوئی پابندی نہیں ہے دوستو! بالکل نہیں
اپنے اشکوں کے خزانے رات دن تم بھی عطا
جو لٹانے ہیں لٹاؤ کوچہء سرکار میں!

آنے والو! آؤ آؤ کوچہء سرکار میں
اپنے چہروں کو سجاؤ کوچہء سرکار میں
ہر قدم پلکیں بچھاؤ کوچہء سرکار میں
آؤ آ کر جھوم جاؤ کوچہء سرکار میں
آؤ آ کر تم نہاؤ کوچہء سرکار میں
نعتیں جتنی اٹھاؤ کوچہء سرکار میں

عطاء الرحمٰن شیخ، سنیئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان

بیربل شریف میں

گنج شکر مسجد کی تعمیرات کا آغاز

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کا سالانہ عرس مبارک ۱۴،۱۳ اکتوبر کو ہوگا

تحریر: ملک محبوب الرسول قادری

بیربل شریف گذشتہ دو صدیوں سے اولیائے کرام کا مسکن ہے جلید وقت بقیۃ السلف حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ بیربلوی قدس سرہ کی ذات گرامی پچھلی صدی میں علم و عرفان کا مرجع رہی ہے۔ آپ کی تصنیفی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ ایثار، اخلاص، محبت، للّٰہیت، لیاقت اور قابلیت کا پیکر یہ لوگ اپنے اپنے دور میں پرچم اسلام کو تھام کر جدو جہد کرتے رہے۔ آج حضرت صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی اپنے بزرگوں کی روشن کی ہوئی شمع کی لو میں خطے کے باسیوں کی علمی پیاس بجھا رہے ہیں۔ وہ ہمہ وقت ایک ہی لگن میں مگن رہتے ہیں کہ کس طریقے سے خدا کے کلام کا نور عام کیا جائے۔ کیونکہ وہ تمام معاشرتی، عصری مسائل کا حل قرآن حکیم کو ہی تصور کرتے ہیں ادارہ معین الاسلام ان کی پہلی اور آخری ترجیح ہے یہ سراپا محبت شخص خدمت قرآن کے مقصد کے لیے انکساری کی معراج پر نظر آتا ہے۔ وہ اسلام کے نمائندے کا حقیقی روپ پیش کرتے ہیں۔ فرقہ پرستی سے کوسوں دور اللہ کا یہ فقیر مسلک محبت رسول کا ترجمان ہے۔ اور پھر خوش قسمتی سے عظیم صوفی بزرگ مسافر مدینہ سیاح حرمین حضرت بابا جی سید طاہر حسین شاہ کی براہ راست سرپرستی، گہری دلچسپی، عملی تعاون اور قلبی دعائیں نصیب ہوئی ہیں۔ حضرت بابا جی دامت برکاتہم العالیہ اس وقت ۱۰۳ سال عمر رسیدہ بزرگ ہیں۔ ۵۱ مرتبہ حج و زیارت اور سینکڑوں مرتبہ عمرہ اور بارگاہ نبوی کی زیارت کا شرف پا چکے ہیں۔ دنیا کا وہ کونسا خطہ ہے جہاں انبیاء و مرسلین، صحابہ کرام، اولیائے کرام اور صالحین امت کی بارگاہ کی حاضری کے لیے یہ مرد درویش نہ پہنچا ہو۔ گزشتہ ایک صدی سے حضرت بابا جی پوری دنیا کی سیاحت کر چکے ہیں۔ اور یہ سفر ہنوز جاری ہے۔ خدا ان کا سایہ دراز فرمائے۔ ان کے پیش نظر اپنے تعلق داروں کی دنیاوی اور اخروی منفعت ہر وقت رہتی ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی خدمت میں بیٹھنے والے حرمین شریفین، نجف و

کربلا، کوفہ و بغداد، بریلی و اجمیر، بخارا و سمرقند جیسے دور دراز اسفار کرنے کا قلبی انس اور شوق رکھتے ہیں۔ علالت طبع اور بزرگ سنی کے موجودہ حضرت باباجی کو ایک ہی فکر لاحق ہے کہ ادارہ معین الاسلام جدید اور قدیم علوم کی مثالی درسگاہ کے طور پر دنیا کے نقشے پر ابھرے اور اس درسگاہ کی مسجد گنج شکر نہایت خوبصورت انداز میں تعمیر کی ہے۔ اپنے احباب کو بالواسطہ اور بلاواسطہ حضرت باباجی درگاہ عالیہ بیربل شریف کی طرف متوجہ کرتے رہتے ہیں۔ یاد رہے کہ حضرت باباجی نے سال رواں کے آغاز میں (۱۵ جنوری ۲۰۰۳ بروز بدھ بمطابق ۱۱ ذیقعد ۱۴۲۳ھ تین بجے بعد نماز ظہر) اس عظیم الشان مسجد گنج شکر کا افتتاح فرمایا جو تین کنال قطعہ اراضی میں زیر تعمیر ہے۔ یہ مسجد دو منزلہ ہوگی۔ حضرت صاحبزادہ محبوب حسین چشتی کے مطابق ۹۰×۱۴۰ فٹ سائز میں قرآن کریم کی تدریس کے لیے کلاس رومز پر مشتمل بیسمنٹ مکمل ہونے کو ہے۔ تعمیرات کا اہم ملکی ادارہ...... ایم ایس ایسوسی ایٹس...... نامور ماہر تعمیرات محترم انجینئر محمد سرور کی نگرانی میں اس خانہ خدا کو تعمیر کرنے پر مامور کیا گیا ہے صاحبزادہ محبوب حسین چشتی سجادہ نشین بیربل شریف نے صوبہ سندھ اور خصوصاً کراچی کے مفصل دورہ کے بعد لاہور پہنچنے پر ''انوار رضا'' کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ امسال حضرت خواجہ معین الدین چشتی بیربلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا سالانہ عرس ۳، ۴ اکتوبر ۲۰۰۳ء کو تمام شرعی امور کی پابندی اور پورے عقیدت و احترام کے ساتھ منایا جائے گا۔ جس کے لیے ابھی سے تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ عرس مبارک سے پہلے پہلے مسجد گنج شکر بیربل شریف کی چھت ڈال دی جائے۔

قارئین کرام! ایک دینی درسگاہ کی عظیم الشان مسجد گنج شکر کی تعمیر کا موقع آپ کے سامنے ہے۔ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے۔ آپ اپنا دست تعاون دراز فرمائیں۔

یہ طے ہے کہ خانہ خدا ضرور بن جائے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس میں حصہ لینے کی سعادت کس کس کے حصے میں آتی ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

لطائف کی زندگی ایک حقیقت ہے اس کا تعلق محسوسات سے ہے

نظریۂ وحدت الوجود کی مثال ایک تنگ گلی کی سی ہے، میں شہودی ہوں

عالمی غلبۂ اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ہوگا

اس وقت چار بیویاں ہیں الحمدللہ 13 بیٹے اور سات بیٹیاں ہیں

صوبہ سرحد کے نامور شیخ طریقت جید عالم دین

حضرت اخند زادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی مدظلہ

کی باتیں

ملاقات: ملک محبوب الرسول قادری

○ اسم گرامی؟

☆ سیف الرحمٰن

○ ولدیت؟

☆ حضرت قاری سرفراز خاں رحمۃ اللہ علیہ، جو سلسلہ قادریہ میں مشہور بزرگ حضرت شیخ المشائخ حاجی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے نہایت متقی، پارسا اور پرہیزگار انسان تھے۔ مجھے ان کی تربیت اور نسبت نے اللہ کے فضل سے بہت کچھ عطا کیا ہے۔

○ تاریخ پیدائش اور مقام ولادت؟

☆ میری ولادت جلال آباد (افغانستان) سے بیس کلومیٹر دور جنوب کی طرف واقع ایک گاؤں باباکلی، ارچی میں ہوئی۔ یہ سال ۱۳۴۹ھ تھا۔

○ ابتدائی تعلیم؟

☆ میں نے قرآن حکیم اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے ناظرہ پڑھا اور کچھ سورتیں حفظ بھی کیں۔ گویا میرے والد گرامی میرے استاد بھی تھے۔

o آپ کے دیگر اساتذہ؟

☆ یوں تو میرے اساتذہ کرام بہت سارے ہیں لیکن حضرت مولانا محمد آدم خان آمازوگڑھی، حضرت شیخ القرآن محمد اسلام بابا صاحب (باباکلی کوٹ)، حضرت مولانا ولید صاحب، وزیر ملا صاحب (کوٹ حیدر خیل)، مولوی محمد اسلم صاحب (حیدر خیل کوٹ)، مولانا محمد حسین صاحب مترانی، مولانا محمد فقیر صاحب سرہ غنڈے، فرید کلاجات، مولانا عبدالباسط صاحب، حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ صاحب وغیرہ جیسی ہستیاں میرے اساتذہ کرام میں شامل رہی ہیں۔

o آپ کی بیعت؟

☆ میری بیعت اپنے زمانے کے بہت بڑے ولی اللہ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔

o آپ کے پیرومرشد کے کچھ احوال؟

۴۰ سال تدریس کا فریضہ نبھایا، خالص حنفی ہوں

☆ میرے پیرو پیشوا حضرت شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ میں وہ تمام اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے۔ جو کسی بھی اللہ کے محبوب اور مقرب بندے کا خاصا ہوتے ہیں۔ مجھے ان کے ساتھ جو شرف نیاز حاصل تھا۔ وہ تو تھا لیکن میں اس حوالے سے بھی خوش نصیب ہوں کہ میرے شیخ مجھ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے۔ بیعت کے بعد جب میں نے حضرت سے اجازت لی اور اپنے گاؤں ارچی روانہ ہوا تو پھر میرے شیخ نے جو مجھے خط لکھا وہ میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔ وہ خط یہ تھا۔..........'' عزیز میرے کمالات کے نقش ثانی میرے شریک کار دوست اخندزادہ (سیف الرحمٰن) صاحب اور میرے غم خوار عاشق پاچالالا صاحب (جو مبارک صاحب کے

بڑے بھائی ہیں) اور باقی تمام دوستوں کو تحفہ سلام پہنچے۔ الحمدللہ کہ میں خیریت سے ہوں لیکن اخندزادہ (سیف الرحمٰن) کی جدائی فقیر (حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی) کے لیے بہت بھاری ہے۔ میں نہیں جانتا اس کی کیا وجہ ہے؟۔

خط تہ می چہ گوری ورتہ ژاڑہ ماچہ لیکہ ورتہ می ڈیر ژڑلی دی نہ
تعلق پہ یار سلام وائی زما دی سل زلہ سلام پہ تاسوری نہ

ترجمہ: جب میرا خط پڑھو تو گریہ زاری اختیار کرو کیونکہ خط لکھتے وقت میں (مولانا محمد ہاشم سمنگانی) بھی بہت رویا تھا۔ لوگو! میرے دوست کو سلام پہنچاؤ، میری طرف سے تمہیں سینکڑوں سلام ہوں۔

o اہم شخصیات، جن سے آپ کی ملاقات ہوئی؟

☆ حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے زمانے کے شیخ کامل اور قطب ارشاد تھے۔ مجھے ان کی صحبت سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا شاہ سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگ صدیوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں مجھے اللہ نے ان کی خدمت بابرکت

جو سنت پر پوری طرح کاربند ہو، خلافت اس کا حق ہے

میں بھی بیٹھنے کا شرف عطا فرمایا ہے۔ ان کے ہاتھ پر بے شمار لوگوں نے گناہ کی زندگی سے توبہ کی اور نیکی کے راستے اختیار کیے۔ مجھے شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت بھی عطا فرمائی اور توجہ خلافت کی خاص اجازت مرحمت کی۔ میں ان کی شفقتوں کو کبھی نہیں بھول سکتا۔ مجھے سلسلہ قادریہ شریف میں مولانا عبداللہ عرف مولوی سرخوردی جن کا تعلق ضلع ننگر ہار (افغانستان) سے ہے کے ہمراہ حضرت شیخ المشائخ خدا نظر المعروف حاجی پیر و صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس سلسلہ میں میرے مرشد گرامی حضرت مولانا ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد بھی تھا۔

o علم، شیخ طریقت کے لیے کس قدر ضروری ہے؟

☆ میں نے قرآن حکیم اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے ناظرہ پڑھا اور کچھ سورتیں حفظ بھی کیں۔ گویا میرے والد گرامی میرے استاد بھی تھے۔

O آپ کے دیگر اساتذہ؟

☆ یوں تو میرے اساتذہ کرام بہت سارے ہیں لیکن حضرت مولانا محمد آدم خان آمازوگڑھی، حضرت شیخ القرآن محمد اسلام بابا صاحب (باباکلی کوٹ)، حضرت مولانا ولید صاحب، وزیر ملا صاحب (کوٹ حیدر خیل)، مولوی محمد اسلم صاحب (حیدر خیل کوٹ)، مولانا محمد حسین صاحب مترانی، مولانا محمد فقیر صاحب سرہ غنڈے، فرید کلا جات، مولانا عبد الباسط صاحب، حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ صاحب وغیرہ جیسی ہستیاں میرے اساتذہ کرام میں شامل رہی ہیں۔

O آپ کی بیعت؟

☆ میری بیعت اپنے زمانے کے بہت بڑے ولی اللہ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔

O آپ کے پیر و مرشد کے کچھ احوال؟

۴۰ سال تدریس کا فریضہ نبھایا، خالص حنفی ہوں

☆ میرے پیر و پیشوا حضرت شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ میں وہ تمام اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے۔ جو کسی بھی اللہ کے محبوب اور مقرب بندے کا خاصا ہوتے ہیں۔ مجھے ان کے ساتھ جو شرف نیاز حاصل تھا۔ وہ تو تھا لیکن میں اس حوالے سے بھی خوش نصیب ہوں کہ میرے شیخ مجھ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے۔ بیعت کے بعد جب میں نے حضرت سے اجازت لی اور اپنے گاؤں ارچی روانہ ہوا تو پھر میرے شیخ نے جو مجھے خط لکھا وہ میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔ وہ خط یہ تھا............" عزیز میرے کمالات کے نقش ثانی میرے شریک کار دوست اخندزادہ (سیف الرحمٰن) صاحب اور میرے غم خوار عاشق پاچالالا صاحب (جو مبارک صاحب کے

بڑے بھائی ہیں) اور باقی تمام دوستوں کو تحفہ سلام پہنچے۔ الحمد للہ کہ میں خیریت سے ہوں لیکن اخندزادہ (سیف الرحمٰن) کی جدائی فقیر (حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ) کے لیے بہت بھاری ہے۔ میں نہیں جانتا اس کی کیا وجہ ہے؟۔

خط ته مې چه گورې ورته ژاړه   ماچه لیکه ورته مې ډیر ژړلي دي نه
خلق په یار سلام وائی زماوی سل زله   سلام   په   تاسوری   نه

ترجمہ: جب میرا خط پڑھو تو گریہ زاری اختیار کرو کیونکہ خط لکھتے وقت میں (مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ) بھی بہت رویا تھا۔ لوگو! میرے دوست کو سلام پہنچاؤ، میری طرف سے تمہیں سینکڑوں سلام ہوں۔

O اہم شخصیات، جن سے آپ کی ملاقات ہوئی؟

☆ حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے زمانے کے شیخ کامل اور قطب ارشاد تھے۔ مجھے ان کی صحبت سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا شاہ سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگ صدیوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں مجھے اللہ نے ان کی خدمت بابرکت

جو سنت پر پوری طرح کاربند ہو، خلافت اس کا حق ہے

میں بھی بیٹھنے کا شرف عطا فرمایا ہے۔ ان کے ہاتھ پر بے شمار لوگوں نے گناہ کی زندگی سے توبہ کی اور نیکی کے راستے اختیار کیے۔ مجھے شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت بھی عطا فرمائی اور توجہ خلافت کی خاص اجازت مرحمت کی۔ میں ان کی شفقتوں کو کبھی نہیں بھول سکتا۔ مجھے سلسلہ قادریہ شریف میں مولانا عبداللہ عرف مولوی سرخوردی جن کا تعلق ضلع ننگرہار (افغانستان) سے ہے کے ہمراہ حضرت شیخ المشائخ خدا نظر المعروف حاجی پیر و صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس سلسلہ میں میرے مرشد گرامی حضرت مولانا ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد بھی تھا۔

O علم، شیخ طریقت کے لیے کس قدر ضروری ہے؟

☆ علم ہر مرد و عورت پر فرض ہے اور علم سے مراد، علم باطن ہے۔ اور انبیاء کی چیزوں میں
سے علم ظاہر و باطن ہی باقی ہے اور یہی علم انبیاء کی میراث ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ علم دو قسم ہے۔

علم صرف نحو وغیرہ اور علم احکام وغیرہ

حضور ﷺ کا کچھ علم، بخاری، مسلم، ابوداؤد جیسی کی کتب سے حاصل کیا جاتا ہے یہ علم یہاں
تک درس کے ذریعے پہنچا ہے۔ یہ علم ہمیں ثمر اور فائدہ دے گا۔ جب تک کوئی اپنے عمل پر مکمل
کرے اور جو علم پر عمل نہ کرے اس کی مثال گدھے جیسی ہے قرآن میں اللہ نے بنی اسرائیل کے
لیے یہ فرمایا ایسے عالم پر اللہ تعالیٰ کی گرفت زیادہ ہوگی اور عذاب زیادہ ہوگا۔ یہ عمل اور
رضائے الٰہی کے لیے ہو تو مفید ہے ورنہ نقصان دہ ہے جب عام مسلمان کے لیے علم کی یہ اہمیت
ہے تو شیخ طریقت کے لیے بدرجہ اولیٰ اس کی اہمیت کہیں زیادہ ہے اسی طرح عبادت کے حوالے

علم حاصل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے اگر علم پر عمل نہ کیا جائے تو اس عالم کی مثال گدھے جیسی ہے

سے قاضی عیاض قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو کہ تم خدا کو دیکھ رہے ہو
پھر اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔" ایمان کی حالت میں جو دنیا سے جائے تو اس کو جنت ملے گی۔ کیونکہ
ہر نبی اور مرسل جنت میں ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے مومن کی نظر سے ڈریں کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے (مولا
روم قدس سرہٗ کا قول) بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت زبانی نہیں ہو سکتی۔

اس طرح تو مکہ کے لوگ اپنی اولاد کی طرح حضور ﷺ کو پہچانتے تھے۔ جبکہ حضرت بلال
رضی اللہ عنہ کی معرفت اور پہچان حقیقی تھی لیکن مکہ والوں میں تو کافر اور منافق تھے جو حضور ﷺ کی نبوت
پر ایمان نہ لاتے۔

اگر قلب جاری ہو جائے تو ہر سانس کے بدلے ایک سو نیکی ہے اور اجر ہے روح نرم اور
لطیف شے ہے اور اسی لطیف شے سے لطیفہ نکلا ہے۔ لطائف کی زندگی ایک حقیقت ہے اس
تعلق خالصتاً محسوسات کے ساتھ ہے۔ جس سے انکار ممکن نہیں۔ لطائف کی حیات سے مراد ذکر

الٰہی کا جاری ہونا جس شخص کا قلب جاری ہو جائے وہ مر بھی جائے تو وہ زندہ ہے۔ کیونکہ اس کا
ذکر جاری ہے۔

o تعویذ اور دم کے حوالے سے آپ کا موقف کیا ہے؟

☆ درست ہے، تعویذ روا ہے۔ حضرت ابن عباس تعویذ لکھ کر اپنے بچوں کے گلے میں
ڈال دیتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے ایک دعا انہیں تعلیم فرمائی تھی جو شخص اس دعا کو پڑھے اس کو
فالج نہیں ہوتا۔ میں شب و روز اس دعا کا وظیفہ پڑھتا ہوں۔ دعا یہ ہے۔ **اعوذ بکلمة الله
تامات کلها من شر ماخلق بسم الله الذی ما یضرو مآ اسمه شی " فی الارض ولا
فی السماء وهو السمیع العلیم۔**

o شیعہ، سنی، وہابی، نجدی وغیرہ کے باہمی روابط کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

☆ باطل فرقوں کے ساتھ نکاح درست نہیں ہے۔ احتیاط کرنی چاہیے۔ ان کے ساتھ میل

اخلاص کے ساتھ علم و عمل کا امتزاج، رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے

جول اور اٹھنے بیٹھنے سے ایمان کا خسارہ ہوتا ہے۔

o علم ظاہر اور علم باطن کی تفریق کیسے ہوگی؟

☆ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ......" علم کی فضیلت اور برکت یہ ہے
کہ علم جو حاصل کیا جا رہا ہے اس کے حوالے سے فیض ہے علم کی اہمیت کے حوالے سے اس چیز
کے لیے علم باطن، علم ذات ہے یہ غیر مخلوق ہے علم ظاہر، صرف نحو وغیرہ یہ مخلوق ہے......" ......علم
باطن والے صوفیاء، علم ظاہر والوں سے افضل ہیں۔

o علم باطن کے پرکھنے کے لیے کسوٹی کیا ہے؟

☆ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہاتھ سے کیے جانے والے کام، صنعت و حرفت والے استاد سے
علم دین والا استاد افضل ہے اور علم دین والے استاذ سے علم باطن والا استاذ افضل ہے۔ جو بھی علم
حاصل کیا جائے جس سے حاصل کیا جائے گا اگرچہ وہ حکما استاد ہے لیکن علم باطن والی بات اس

سے جدا اور الگ ہے۔ علم ظاہر شاگرد کی لیاقت اور قابلیت پر منحصر ہے، جبکہ علم باطن، شیخ پر منحصر ہے کیونکہ وہ مرید کے سینے میں منتقل کر دیتا ہے ستر ہزار حجابات شیخ کی توجہ سے اٹھ جاتے ہیں پردے ہٹ جاتے ہیں اور یہاں سے سالک (مرید) دائرہ ابرار سے نکل کر مقربین میں شامل ہو جاتا ہے جیسا فرمایا کہ مقربین کے خامیاں، ابرار کی نیکیاں قرار پاتی ہیں۔

حضرت امام مالک قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جس نے فقہ سیکھا اور تصوف نہ سیکھا وہ فاسق ہے اور جس نے تصوف سیکھا اور فقہ نہ سیکھا وہ زندیق ہے۔

علم باطن اور تصوف، اوراق سے نہیں ملتا بلکہ سینہ سے سینہ میں منتقل ہوتا ہے۔

صحابہ کرام نے بھی اس طرح معروف معنوں میں کتب نہیں پڑھیں بلکہ وہاں بھی سینوں سے علم منتقل ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام اس کی زندہ مثال ہیں۔ انہیں علم حضور ﷺ نے عطا کیا اور فرمایا کہ جو کچھ اللہ نے میرے سینے میں ڈالا وہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

علمِ باطن کا استاذ (مرشد) علم ظاہر کے استاذ سے افضل ہے

کے سینے میں ڈال دیا۔ اور اس سے مراد کاغذی علم نہیں بلکہ علم باطن تھا۔ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ، حضرت یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور دیگر اولیاء کے سینوں میں وہ علم پہنچا۔ جس سے ساری مخلوق فیض یاب ہو رہی ہے۔

یہ علوم سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے ہیں۔ کنز اور ہدایہ (فقہ کی کتب) سے اللہ کی معرفت نہیں ملتی، ثواب گناہ کے مسئلے تو ملتے ہیں لیکن اصل معرفت اور کمال تو درویشوں کے سینوں سے حاصل ہوتا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس کو قوت قلبی حاصل ہو جائے وہ عارف ہے اور غیر عارف کی ایک لاکھ نماز پر اس کی دو رکعت نماز کو فضیلت ہے۔ اس کی مثال یوں بیان کی گئی ہے انھوں نے کہا کہ صحابہ کی غیر صحابی پر فضیلت یہ ہے کہ صحابی کی ایک مٹھی جو، غیر صحابی کی سونا صدقہ کرنے سے افضل ہے کہ۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ آسمان کے تاروں کے برابر بھی کسی کی نیکیاں

ہیں؟ فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پھر پوچھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کتنی ہیں؟ فرمایا کہ جتنی عمر کی (عمر بھر کی) ساری ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک ہے صرف غار ثور والی نہیں بلکہ ہر ایک نیکی کا یہ حال ہے۔ کیونکہ وہ یہ معرفت رسالت، قرب رسالت اور اس علم باطن کے سبب ہے۔ جس طرح بعض علماء بعض علما کے سامنے جاہل کا حکم رکھتے ہیں مثلاً استاذ کے سامنے شاگرد۔ جو علم معرفت حاصل نہیں کر سکے وہ جاہل ہیں، علم معرفت والے کے سامنے۔ فرمایا کہ علم کا شہر میں ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ یہ علم، علم باطن ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ نے فرمایا کہ اگر (میری) زندگی کے دو سال نہ ہوتے تو (میں) نعمان ہلاک ہو جاتا۔ یعنی ایک سال حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور ایک سال حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کے پاس رہے ایک نقشبندیہ دوسرا اس وقت "امیریہ" کہلاتا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے فرمان سے آخری دو سال مراد ہیں یہ غلط ہے آخری نہیں۔ بلکہ طریقت والے دو سال مراد ہیں۔

میں نے خزانے کا نشان بتا دیا ہے اگر میں نہیں پہنچا شاید تم پہنچ جاؤ۔ اگر گھر میں کوئی موجود

جو پیر خلاف سنت کام کرے چاہے کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اس کی کوئی حیثیت نہیں اس سے جدا ہو جانا چاہیے۔

ہے تو پھر ایک دستک ہی کافی ہے علم باطن فرض عین اور اس کا ترک فسق ہے جو انکار کرے وہ کافر ہے۔

○ عالمی غلبۂ اسلام آپ کی دانست میں کیونکر ممکن ہے؟

☆ عالمی غلبۂ اسلام کے لیے جدوجہد کرنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے اپنے حالات، اختیارات اور وسائل کو بروئے کار لا کر فروغ اسلام کے لیے جدوجہد کی جانی چاہیے۔ اور یوم حشر ہر شخص سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہوگا۔ ویسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی حقیقی معنوں میں عالمی غلبۂ اسلام کا خواب شرمندۂ تعبیر کریں گے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم نفاذ اسلام کے لیے کام کرنا چھوڑ دیں۔ کم از کم ہر شخص کو اپنے وجود پر پہلے مرحلے میں نظام اسلام کو عملاً نافذ کرنا چاہیے۔ اس سے پورے معاشرے میں نیکی کے گلاب اگیں گے اور سارا ماحول معطر و معنبر

ہو جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسلام غریبوں میں آیا ہے۔ اور غریبوں میں زیادہ راسخ رہے گا۔

○ آپ کے خلفاء کتنے ہیں اور آپ کا معیارِ خلافت کیا ہے؟

☆ میرے خلفاء معمولات چار سو سے کچھ کم ہیں جبکہ خلفاء کی تعداد پندرہ ہزار نو سو اکیاسی ہے یہ خلفاء کی کتاب کی ساتویں جلد تک رجسٹرڈ ہیں یہ خلفاء کا دور ہے میرے خلفاء کے پھر مزید خلفاء ہیں۔ مریدین کی تعداد اس سے جدا ہے۔ یوں میرے متعلقین کی تعداد لاکھوں میں پہنچتی ہے ہم خلافت اس کو دیتے ہیں جو سنت پر پوری طرح کاربند ہو اور اس کی توجہ دوسروں پر اثر کرے۔ عقائد کے اعتبار سے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقلد اور حضرت امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا پیرو ہو۔ عقائد کے دو امام ہیں امام ابو موسیٰ اشعری اور امام ابو منصور ماتوریدی۔ اشعریوں کا میدان ''جبر متوسط'' کی طرف ہے۔ اگر ہمارے مریدین یا خلفاء میں

میں نے خزانے کا نشان بتا دیا ہے اگر میں نہیں پہنچا شاید تم پہنچ جاؤ

سے کوئی شخص شریعت سے بغاوت کرتا ہے تو ہم اس کو فوری طور پر عاق کر دیتے ہیں۔ عقائد کے معاملے میں کسی قسم کی کوئی گڑبڑ برداشت نہیں کی جاتی۔ جبکہ عمل کی غفلت اس کے مقابلے میں قابل برداشت ہے ہم بتدریج اصلاح کے قائل ہیں ہمارا موقف ہے کہ جو پیر خلاف سنت کام کرے وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اس سے الگ ہو جانا ضروری ہے۔

پیر کی مثال ایک درخت کی ہے کہ درخت کو دیکھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ درخت پھل دار ہے، پھول دار ہے، کانٹے دار ہے یا بے ثمر ہے اور درخت ہی اپنے پھل اور اپنے پھول کے ذائقے اور خوشبو کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ مریدین اپنے شیخ کی تصویر ہوتے ہیں اور انھیں ہونا بھی چاہیے۔ یونہی شریعت کی مثال درخت کی تنے کی ہے طریقت کی مثال شاخوں کی سی ہے۔ اگر کسی درخت کی شاخیں کاٹ دی جائیں تو اس پر پھل کیسے آئے گا۔ طریقت اور شریعت ایک ہی گاڑی کی دو پہیے ہیں۔

○ حج وعمرہ کی زیارت کتنی مرتبہ حاصل ہوئی؟

☆ دو مرتبہ حج کے لیے اور دو مرتبہ عمرہ کے لیے حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت پا چکا ہوں۔

○ سلاسل طریقت کے حوالے سے کچھ ارشاد فرمائیں؟

☆ سلاسل اربعہ حضور ﷺ سے آتے ہیں نبی کریم ﷺ سے یہ فیض جاری ہوا ہے۔ آپ ﷺ کے سینہ مبارکہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فیض حاصل کیا۔ جو مختلف واسطوں سے ہم تک پہنچا۔ سلسلہ قادریہ شریفہ کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک جا پہنچا ہے۔ سلسلہ قادریہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں ''امیریہ'' تھا بعد میں قادریہ ہوا۔ امیر المومنین سے امیر ہے سلسلہ قادریہ کے اسباق میں استغفار تزکیہ نفس کے لیے ابتدائی سبق ہے نفی اثبات...... لا الہ الا اللہ...... اس کے بعد دوسرا سبق...... الا اللہ...... تیسرا سبق...... اللّٰہ، اللّٰہ...... چوتھا سبق...... ھُو...... پانچواں سبق...... مراقبہ...... چھٹا سبق...... اللہ ھُو...... ساتواں سبق...... ھُو اللہ...... آٹھواں سبق...... انت الھادی انت الحق لیس الھادی الا ھو...... نواں سبق...... درود شریف...... اللھم صلی علی محمدٍ و آلہٖ و عترتہٖ بعدد کل معلوم الاک...... اور دسواں سبق...... استغفار...... ہے۔ اس کی تفصیلات ہماری کتاب ''ہدایت السالکین'' میں موجود ہیں۔

میرے خلفائے معمولات چار سو سے کچھ کم ہیں اور خلفاء کی تعداد ۱۵۱۹۸ ہے

○ آپ افغانستان سے یہاں قبائلی علاقہ میں کب آئے؟

☆ تیئیس سال پہلے پاکستان میں آیا۔ میں اپنے علاقے قندوز میں تبلیغ واشاعت دین اور دعوت الا اللہ میں مصروف تھا کہ افغانستان میں روس نے مداخلت کی اور ساز باز کر کے ایک کمیونسٹ نور محمد کی (جو در اصل غدار تھا۔) حکومت بنوائی۔ مجھے ان حالات میں وہاں رہنا محال نظر آیا ۲۷ اپریل ۱۹۸۷ء کو مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ بہت سارے علماء ومشائخ بھی گرفتار ہوئے۔ علماء ومشائخ کی ایک بڑی تعداد کو شہید کر دیا گیا اور قید وبند کی صعوبتیں ہمارے مقدر میں آئیں۔

جب خدا نے وہاں سے نجات دی تو میں صوبہ سرحد کے ضلع نوشہرہ میں ایک چھوٹے سے گاؤں ''پیر سوات'' پہنچا جہاں میرے ایک مرید مولوی عبدالاسلام پیر سباتی رہتے تھے۔ میں نے بھی وہاں قیام کیا۔ کچھ عرصہ نوشہرہ کی جامع مسجد ''دل آرام'' میں خطابت کے فرائض ادا کیے۔ وہاں فرقہ جبریہ کی تبلیغی جماعت کی اکثریت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وہاں پر تین سال تک کام لیا۔ بالآخر ۱۴۰۱ھ میں اس علاقہ کھجوری، باڑہ (پشاور) میں آفریدی قوم کے سرداروں نے زمین ہدیہ کی۔ اور ہم نے یہاں پر خانقاہ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ میں نے چالیس سال تدریس کی اور چالیسویں سال میں تصوف میں داخل ہو گئے۔

○ گویا آپ کے یہ چالیس سال ''چلہ'' قرار پائے؟

☆ بالکل، اللہ نے اس کی برکت مجھے عطا فرمائی۔

○ آپ کی کتابیں؟

☆ ھدایۃ السالکین، جوابات سیفیہ، مکتوبات وغیرہ

○ مسلکاً اور طریقتاً آپ کا مشرب کیا ہے؟

☆ میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ہوں۔ اور خالص حنفی ...... طریقت میں نقشبندیہ،

شریعت اصل ہے یعنی جڑ، طریقت شاخیں اور حقیقت پھل ہے

سہروردیہ، قادریہ، اور چشتیہ میں اپنے اکابرین کے تابع ہوں۔

○ حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے آپ کچھ اظہار خیال فرمائیں کیونکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ حضور شہنشاہ بغداد رحمۃ اللہ تعالیٰ کو غوث اعظم نہیں مانتے؟

☆ استغفر اللہ، یہ بہتان عظیم ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ ہی غوث اعظم ہیں اور اس میں کوئی دوسری رائے نہیں۔ حضرت غوث اعظم کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام عطا فرمایا ہے۔ وہ کسی کے انکار سے ختم نہیں ہوسکتا۔ صرف میرا ہی نہیں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی

رحمۃ اللہ تعالیٰ بھی آپ کو سید الاولیاء تسلیم کرتے ہیں۔

○ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے متعلق آپ کا تاثر؟

☆ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی کو میں اس نظر سے دیکھتا ہوں کہ اگر وہ نہ ہوتے تو یہ سارا خطہ وہابیت سے بھر جاتا۔ وہ ولی کامل، عاشق رسول، محقق، بے مثل عالم، بزرگ، اور مجاہد تھے۔ وہ امام وقت اور مرد کامل تھے۔ ماتریدی تھے۔ میں بھی ماتریدی ہوں۔ امام اعظم کے وہ بھی مقلد تھے میں بھی مقلد ہوں وہ ہمارے بزرگ اور راہنما ہیں۔ ولایت میں وہ اعلیٰ مقام کے حامل انسان تھے۔ وہ بھی پٹھان تھے میں بھی پٹھان ہوں۔ وہ قندھار کے تھے اور میں قندوز کا رہنے والا ہوں۔ میں عقیدے، مذہب، قوم اور علاقہ ہر اعتبار سے ان کے موافق ہوں۔ اور ان سے کوئی اختلاف نہیں۔ بلکہ ان کے فتاوٰی رضویہ سے خوشہ چینی کرتا ہوں۔

○ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی حقیقت کیا ہے؟

☆ وحدت الوجود والے صرف ایک اللہ کو مانتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ اس کے علاوہ

چاروں سلاسل میں مجاز ہوں دو مرتبہ حج اور دو مرتبہ عمرہ کی سعادت پائی

کسی شے کا کوئی وجود نہیں۔ جبکہ وحدت الشہود، یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نظر نہ آئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے سوا کچھ موجود بھی نہیں۔ اس کی تفصیل سب سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے۔ چنانچہ آپ کے مکتوبات حصہ سوم میں آپ کا مکتوب نمبر ۱۲۵ لائق مطالعہ ہے۔ وحدت الشہود والے زمین، چاند، ستارے، سب چیزوں کے وجود کو مانتے ہیں۔ اول نے عدم کو وجود بخشا تجلی ذات کی وجہ سے یہ سب چیزیں جدا جدا نظر آتی ہیں۔ میں وحدت الشہود کا قائل ہوں۔ وحدت الوجود بہت تنگ گلی ہے۔ ہم سالک کو بہت جلد اس تنگ گلی سے گزار دیتے ہیں۔ بعض کو اس کی سمجھ نہیں آتی اور جو عالم ہے وہ وارث رسول ﷺ ہے غار میں بیٹھنے والا شخص یہ سمجھتا ہے کہ آسمان پر ستارے ہیں اور یہ یہیں رہیں گے۔ لیکن عقل سلیم والا جانتا ہے کہ سورج، چاند، ستارے جدا جدا ہیں۔ سورج کی روشنی میں ستارے

موجود ہونے کے باوجود نظر نہیں آتے۔ اب جس کو نظر نہیں آتے۔ اس کی نظر کا قصور ہے۔

○ کیا ہر ولی سے کرامت کا صدور ضروری ہے؟

☆ نہیں، اللہ کے انوار و تجلیات اور فیوض و برکات اولیاء کرام کو نصیب ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ان سے کرامت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور بعض اوقات نہیں ہوتی۔ کرامت اور خوارق عادات ممکن ہیں۔ بڑے بڑے صحابہ کرام جو جلیل القدر منصب پر فائز تھے۔ ان سے کرامتیں ظاہر نہیں ہوئی اور بعض اولیاء سے خوارق کا ظہور ہوا ہے شیخ سے فیض لینے کے لیے قربانی دینا ضروری ہے حضرت امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ ''انوار قدسیہ'' میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص طویل عرصہ اپنے شیخ کی خدمت میں رہے اور مال و زر قربان کرے اور پھر اس کے دل میں فقط خیال آجائے کہ میں نے اپنے شیخ کی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے تو اس کی بیعت فی الفور ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ روحانی فیض کا ایک ذرہ دنیا و مافیاء کی تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہے۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ نے فرمایا کہ کرامت کوئی بڑی شے نہیں۔ قلب کا ذاکر ہونا بڑی چیز ہے جس کا قلب جاری

عمامہ کو ہم سنت سمجھتے ہیں عمامہ والی نماز ۷۰ گنا افضل ہے اعلیٰ حضرت بریلوی کا مسلک یہی ہے

ہو جائے اسی کے لیے ہی فرمایا گیا۔ ؎ ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

○ آپ کے نزدیک عمامہ کی حیثیت کیا ہے؟ سنا ہے آپ عمامہ کو واجب قرار دیتے ہیں۔

☆ یہ مجھ پر افتراء ہے ہم عمامہ کے وجوب کے قائل نہیں بلکہ ہم عمامہ کو سنت سمجھتے ہیں۔ عمامہ والی ایک نماز بغیر عمامہ کے پڑھی جانے والی ستر نمازوں سے افضل ہے۔ یہ دور فساد امت کا دور ہے۔ اس دور میں ایک سنت کو زندہ کرنا سو شہیدوں کا اجر عطا کرتا ہے۔ شیخ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ نے فرمایا کہ عمامہ سنت ہے اور عمامہ کی فضیلت میں بہت ساری روایات ہیں اس حوالے سے حدیث مبارکہ کے علاوہ، اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کا فتاویٰ رضویہ، حضرت مولانا وصی محمد محدث سورتی قدس سرہ، وغیرہم جیسے جید علماء کی تحقیقات موجود ہیں۔ واجب تو وہ ہے جس کو حضور ﷺ نے اپنی ساری حیات مبارکہ میں کبھی بھی ترک نہ کیا ہو۔ جہاں تک عمامہ کی بات ہے

آپ ﷺ نے دو یا ایک مرتبہ بغیر عمامہ کے بغیر نماز پڑھی اس لیے ہم عمامہ کو واجبہ لازمہ نہیں کہتے۔ ویسے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ عمامہ کو لازمہ کہتے ہیں۔

○ آپ کے ہاں کچھ لوگوں کو نماز کے دوران چیختے، اونچی آواز میں روتے اور شور مچاتے دیکھا گیا۔ کیا آپ کے نزدیک اس سے نماز نہیں ٹوٹتی؟

☆ بے اختیار ہو کر اللہ کی محبت میں رونے اور چیخنے سے نماز نہیں ٹوٹتی قرآن سنتے ہوئے آہ! اوہ! جیسی آوازیں یا رونا نماز کو نہیں توڑتا، اگر درد، تکلیف، غم کی وجہ سے آواز نکالے تو مکروہ ہے اگر بے اختیار ہے تو کوئی حرج نہیں۔ اس پر ہدایہ شریف صفحہ ۱۲۰ رد المختار جلد اول، باب الصلوٰۃ، صفحہ ۴۱۶، روح المعانی جلد سوم، مطبوعہ بیروت، پارہ ۹، صفحہ ۸۶ کے علاوہ بہت ساری کتابوں کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

○ آپ نے شادی کب کی؟

☆ ۱۳۲۹ھ میں پہلی شادی کی وہ فوت ہوگئی پھر شادی کی، ایک کو طلاق دی۔ اس وقت

امام احمد رضا، ولی کامل، عاشق رسول، بڑے عالم، عظیم محقق، مجاہد صفت حقیقی بزرگ اور اپنے وقت کے سب سے بڑے حنفی فقیہہ تھے وہ بھی پٹھان تھے اور میں بھی پٹھان ہوں

میرے نکاح میں چار بیویاں ویسے میں نے کل سات نکاح کیے ہیں۔

○ اولاد؟

☆ پہلی بیوی سے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں پھر دو بیٹے اور ایک بیٹی بہر حال کل تیرہ بیٹے اور سات بیٹیاں ہیں۔ بڑا بیٹا محمد سعید حیدری افغانستان سپریم کورٹ میں چیف جسٹس رہا ہے۔

○ بیٹا ''حیدری'' کیوں؟

☆ میرے دادا کا نام حیدر تھا۔ ان کی وجہ سے یہ حیدری کہلاتا ہے۔ باقی بیٹوں کے نام یہ ہیں۔ مولانا محمد حمید جان یہ شیخ الحدیث ہیں اور فنون کے بہترین مدرس ہیں۔ انھوں نے دار العلوم سیفیہ حنفیہ قائم کر رکھا ہے اس کے مہتمم ہیں۔ تیسرے بیٹے عبدالباقی بیمار رہتے ہیں لیکن متقی اور

پرہیزگار ہیں باقی بیٹوں کے نام یہ ہیں۔ قاری حافظ مولانا محمد حبیب، مولوی احمد سعید، المعروف یار صاحب، حافظ سید احمد حسین، محمد سیف اللہ، محمد صفی اللہ (حفظ کے طالب علم ہیں)، سید احمد حسن، محمد مجیب اللہ، محمد حبیب اللہ، سید محمد محسن، حسین اللہ

o آپ پر بعض علماء نے کفر کا فتویٰ عائد کیا ہے۔ سبب کیا ہے؟

☆ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ سنی سنائی بات پر یقین کر لے یا اس کو آگے چلا لے۔ میرے بارے میں بعض لوگ طرح طرح بے بنیاد الزامات تراشتے ہیں۔ کوئی جادوگر کہتا ہے، کوئی کاہن کہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو بہتر معلوم ہے کہ ان چیزوں کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں۔ جن لوگوں کو میرے متعلق کوئی تشکیک ہو وہ براہ راست مجھ سے بات کر لیں تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ میں اپنے مخالفین کے لیے ہدایت کی دعا کرتا ہوں۔ ویسے پشاور سے مولانا پیر محمد چشتی نے میرے خلاف بے بنیاد فتوے جاری کرنے شروع کر رکھے ہیں میں ان کے الزامات سے بریت کا اعلان کرتا ہوں۔ اس حوالے سے ہمارے کچھ احباب بھی علمی وتحقیقی کام کیا ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے اہل علم ہمارے اور ان کے موقف کو

چاروں سلاسل میں مجاز ہوں دومرتبہ حج اور دومرتبہ عمرہ کی سعادت پائی۔

پڑھ کر سچ اور جھوٹ کا فیصلہ خود کر سکتے ہیں۔

o آپ کے مخالفین خصوصاً پشاور سے مولانا پیر محمد چشتی کے قائم کردہ اعتراضات کے جواب میں آپ نے بھی کچھ لکھا؟

☆ ہم نے اپنے تمام معترضین کے سوالات کے جوابات مکمل دلائل کے ساتھ دیئے ہیں گوجرانوالہ سے بزرگ عالم دین شیخ الحدیث مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی نے پیر محمد چشتی کی بدنام زمانہ کتاب کا جواب لکھا جو الحمدللہ...... سل الحسام الہندی لنصرۃ مولانا سیف الرحمان النقشبندی...... کے نام سے چھپ چکا ہے اس کے علاوہ بھی کئی کتب شائع ہوئی ہیں۔

o اتحاد اہلسنت کے لیے آپ کیا تجویز پیش کرتے ہیں؟

☆ اتحاد اہلسنت کے لیے ضد، جہالت اور انا کو قربان کرنا ضروری ہے۔ جب تک اہلسنت کے تمام طبقے اللہ کی رضا اور حضور ﷺ کی خوشنودی کے لیے صدق دل کے ساتھ ایک دوسرے کو قبول نہیں کرتے۔ اتحاد اہلسنت ممکن نہیں۔ تاہم کسی بھی طرف سے اتحاد اہلسنت کے لیے جو بھی کوشش کی جائے گی ہم اس کو خیر مقدم کریں گے اور اس سلسلے میں اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں گے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی ہی "غوث اعظم" ہیں اس میں انکار یا تشکیک کی کوئی گنجائش نہیں میرا کیا امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کا یہی موقف ہے

o آپ شلوار یا تہبند ٹخنوں سے اوپر پورے اہتمام کے ساتھ رکھتے ہیں۔ کوئی خاص وجہ ہے؟

☆ مسئلہ اسبال پر میری تحقیق ہے کسی بھی مرد کے لیے شلوار ٹخنوں سے نیچے رکھنا شرعاً جائز نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے تکبر سے کپڑا لمبا کیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائے گا۔ بہت ساری اور احادیث مبارکہ اس سلسلے میں پیش کی جا سکتی ہیں۔ میرا مشورہ ہے کہ تمام اہل اسلام رسوم اور رواجات کو چھوڑ کر سنت نبوی کو اپنائیں اسی میں ان کی دونوں جہان کی بہتری کا راز مضمر ہے۔

o آپ کا پیغام؟

☆ میں فقیر سیف الرحمٰن بن قاری سرفراز خان بن قاری محمد حیدر (حنفی مذھبا) نقشبندی مشرباً و ماتریدی اعتقاداً کوٹ ننگرہار مولداً ارچی ترکستان مسکناً بارہ گھوری منڈی کس تمام اہل اسلام کو عموماً علماکرام و مشائخ عظام کو خصوصاً یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ الحمدللہ میں اللہ تعالیٰ کا عاجز بندہ ہوں تمام سرزمین پر اپنے آپ سے باعتبار ذوق کوئی اور مجھے ادنیٰ ترین نظر نہیں آتا۔ اور میں خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا امتی ہوں اور فقہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مقلد ہوں اور اصول وعقائد میں اہل سنت و جماعت کے عظیم پیشوا حضرت ابو منصور ماتریدی کا تابع ہوں۔ اور تصوف و طریقت میں حضرت خواجہ بزرگ محمد بہاؤ الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا تابع اور ان بزرگان دین کا بالواسطہ مرید ہوں۔ لیکن اس امر میں باشعور مسلمان اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ ہر زمانہ میں اہل حق وفقراء طریقت کے حاسدین اور معائدین موجود ہوتے ہیں جو قسم قسم کی افتراء بازیوں کے ذریعے عام مسلمانوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرتے رہتے ہیں اورانہیں اولیاء کرام کے خلاف عوام کو ابھارتے رہتے ہیں لیکن اہل حق شکر اللہ سعیھم ہر زمانہ میں ان منکرین اسلام اور حاسدین کا منہ توڑ جواب دیتے ہیں اللہ رب العزت نے قرآن میں ارشاد فرمایا۔

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون القرآن

میں تصوف اور طریقت میں حضرت بہاؤ الدین نقشبند، حضرت سیدنا غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اور حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات کا تابع اور ان بزرگوں کا بالواسطہ مرید ہوں۔

ہر دور میں بزرگان دین وملت اہل اسلام کو ان کی مکاریوں سے آگاہ فرماتے رہتے ہیں اس پرفتن دور میں سنت وشریعت کی پابندی کرنا نفس کے ساتھ بہت بڑا جہاد ہے اور اس کا اجر اس قدر عظیم ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ فساد امت کے وقت جس نے میری ایک سنت پر عمل کیا اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

حدیث نعمت کے طور پر یہ فقیر بتا سکتا ہے کہ لاکھوں خلفاء مریدین دنیا کے تقریباً ہر حصے میں احیاء سنت اور شریعت محمدی ﷺ کا ایک عظیم اور روحانی انقلاب برپا کر رہے ہیں اور ہزاروں بلکہ لاکھوں بدعقیدہ اور بھٹکے ہوئے گمراہ لوگ ہدایت پا چکے ہیں۔ پنجاب میں میرا خلیفہ میاں محمد حنفی سیفی میرے مریدوں میں ایک روشن مثال ہے جو کہ خلق اللہ کی خدمت کے لیے دن رات کوشاں ہے۔

نوٹ: حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی کا یہ انٹرویو آپ کے خلیفہ اعظم حضرت میاں محمد حنفی سیفی، صاحبزادہ پیر محمد حمید جان سیفی، پیر عابد حسین سیفی، سمیت متعدد خلفاء اور ان کے مریدین کی موجودگی میں مسلسل ساڑھے گھنٹے کے دورانیے میں کیا گیا اور اس کے علاوہ ملتان اور راوی ریان (لاہور) میں دو الگ الگ نشستوں میں گفتگو سے اخذ کیا گیا ہے ابھی اس مفصل انٹرویو کو محض ایک حصہ خیال کیا جائے۔ (محبوب قادری)

پیر آف بھرچونڈی شریف اور مرکزی جماعت اہلسنت کے سربراہ

امیر اہلسنت پیر میاں عبدالخالق قادری کا دورۂ پنجاب

رپورٹ: محبوب قادری

مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کے سربراہ اور درگاہ عالیہ بھرچونڈی شریف (سندھ) کے سجادہ نشین حضرت پیر طریقت میاں عبدالخالق قادری نے کہا ہے کہ ہم حقوق اہلسنت کی جنگ لڑیں گے اور کسی بھی موڑ پر حقوق اہلسنت غضب نہیں ہونے دیں گے۔ وہ اپنے دس روزہ دورہ پنجاب کے دوران لاہور پہنچنے پر مقتدر علماء ومشائخ اور اہم دینی، مذہبی، علمی، سیاسی، سماجی، روحانی شخصیات کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ خانقاہیں اور دینی مدارس، اسلام کے مورچے ہیں یہاں پڑھنے والے چمنستان رسالت میں چہکنے والے پرندے ہیں۔ مدارس کے خلاف امریکہ یا امریکی ایجنٹوں کے عزائم مٹی میں ملا دیئے جائیں گے۔ ہم ہر سطح پر اہلسنت کے تمام طبقات کو متحد دیکھنے کے متمنی اور خواہش مند ہیں قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کی خدمات ناقابل فراموش ہیں ہم ان کی بے داغ قیادت میں انقلاب نظام مصطفی ﷺ کے خواب کو شرمندہ تعبیر کریں گے۔ ملاقات کرنے والوں میں ممتاز سماجی وعلمی شخصیت محمد یوسف خٹک، صاحبزادہ احسان احمد گیلانی، جمعیت علمائے پاکستان کے صوبائی جنرل سیکرٹری قاری محمد زوار بہادر مولانا نصیر احمد نورانی، مرکزی جماعت اہلسنت لاہور کے امیر قاری محمد خان قادری، راقم الحروف کاروان اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات ملک محبوب الرسول قادری، مولانا محمد تاج قادری شامل تھے۔

مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کے سربراہ نے لاہور میں العصر محقق مولانا مفتی محمد خان قادری اور ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی سے ملاقات کے دوران علماء اہلسنت کی اتحادی کوششوں کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ جمعیت اور جماعت کے تمام دھڑوں میں اتحاد ممکن ہے اخلاص وللہیت وقت کی ضرورت ہے۔ جماعت اور جمعیت کے دستور اور منشور کو مدنظر رکھ کر اصولوں کے مطابق فیصلے کر لیے جائیں تو اتحاد کی راہ میں حائل تمام رکاوٹیں خود بخود ختم ہوتی چلی جائیں گی۔ اصولوں کو مدنظر رکھ کر اتحاد کے لیے جو بھی کوششیں کی جائیں گی ہماری طرف سے غیر مشروط حمایت اور خیر مقدم کیا جائے گا۔

حضرت پیر میاں عبدالخالق قادری نے صاحبزادہ سید احسان احمد گیلانی کی طرف سے اپنے

اعزاز میں دیئے گئے استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان اہلسنت نے بنایا تھا اور اہلسنت ہی پاکستان بچائیں گے ملک میں کسی بھی سطح کی گروہی تفریق کو ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا انھوں نے مصطفیٰ لائبریری والٹن لاہور میں صوبائی امیر مفتی غلام فرید ہزاروی (ایم پی اے) کی زیر صدارت مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کی صوبائی مجلس شوریٰ کے اجلاس سے بطور مہمان خصوصی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کی سیاسی بصیرت اور مسلسل سیاسی جدوجہد ضرور رنگ لائے گی اور اس دھرتی پر نظام مصطفیٰ ﷺ کا سورج ضرور طلوع ہوگا۔ اجلاس میں پیر سید محمد محفوظ مشہدی، قاری زوار بہادر، قاری محمد خان قادری، ملک محبوب الرسول قادری، قاری احمد رضا (چشتیاں)، چوہدری فیاض حسین (گجرات) مولانا عبدالرسول اشرفی (بہاولنگر) محمد اسلم عثمانی (بھلوال)، حافظ نصیر احمد نورانی، میاں شفقت حسین رنڈھیر (گھوکی) مولانا صاحبزادہ محمد رفیق رضوی، مولانا غلام نبی معصومی (چیچہ وطنی) مولانا مشتاق احمد جلالی (راولپنڈی) پیر سید جاوید احمد شاہ نوری (اٹک) پروفیسر محمد یعقوب رضوی (ملتان) صاحبزادہ سید احسان احمد گیلانی، مفتی سید مزمل حسین شرقپوری، مولانا عبدالرشید جامی (فیصل آباد) مولانا محمد اشرف آصف جلالی، مولانا نور احمد سیال سعیدی (رحیم یار خان)، محمد مختار علی حامدی (ملتان)، حافظ حمید اختر قادری گوجرانوالہ، محمد افضل فانی (نارووال) سمیت پنجاب بھر کے اضلاع سے ضلعی کابینہ کے اراکین نے بھرپور شرکت کی۔ اجلاس میں اضلاع کے نمائندوں نے تنظیمی صورت حال سے آگاہ کیا اور آئندہ کا لائحہ عمل مرتب کیا گیا۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ اکتوبر میں صوبہ پنجاب کا تنظیمی کنونشن منعقد کیا جائے گا۔ اجلاس نے متفقہ طور پر اعلان کیا کہ مدارس کے خلاف مختلف انداز میں کیا جانے والا پراپیگنڈہ ہرگز کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ اتحاد اہلسنت کے لیے کی جانے والی کوششوں کا خیر مقدم کیا جائے گا وحدت و اخوت اور معاشرتی بھائی چارے کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ اس موقع پر مولانا قاری محمد خان قادری نے جامعہ مسجد زینب میں امیر اہلسنت مدظلہ کے اعزاز میں ایک پرتکلف ظہرانہ دیا جس میں علماء ومشائخ کی بھاری تعداد نے شرکت کی بعد ازاں پیر آف بھرچونڈی شریف نے حضرت پیر سید چراغ علی شاہ رحمہ اللہ تعالی کے مزار مبارک پر فاتحہ خوانی کی انھوں نے دربار حضور داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالی پر بھی حاضری دی۔ دورۂ پنجاب کے دوران انھوں نے اسلام آباد میں قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی سے ملاقات کی۔

تباہ حال عراق میں

مسلم ہینڈز انٹرنیشنل کی سماجی خدمات

محترم شاہد بشیر اور محترم عامر نعیم کی مفصل رپورٹ

بغداد کی جانب سفر کرتے ہوئے ہم شوق اور تشویش کی ملی جلی کیفیت سے دوچار تھے۔ اگرچہ بڑی جنگ تو ختم ہو چکی تھی لیکن بعض علاقوں میں موجود جھڑپیں اور لاقانونیت اب بھی خطرے کا باعث تھی۔ ۲۱ مئی کو جب ہم بغداد کی جانب بڑی شاہراہ پر اس خیال سے تیزی سے محو سفر تھے کہ کہیں راستے میں رات نہ آجائے۔ ہم نے دیکھا کہ وہ عظیم اور تاریخی شہر اب تباہ حال تھا اور وہاں زندگی کی رونقیں بھی مفقود تھیں۔ ہمیں یہ دیکھ کر انتہائی مایوسی ہوئی کہ شہر بغداد جو کہ اپنی امارت، خوشحالی اور عمدہ بناوٹ میں کبھی اپنی مثال آپ تھا۔ آج تباہ شکستہ حال، اور کھنڈرات کا نمونہ بن چکا تھا۔ گلیوں میں کچرے اور گندگی عام تھی اور ٹریفک کی روانی بہت کم۔ بغداد کے وسط میں اکثر بڑی عمارتیں بالکل تباہ ہو چکی تھیں جبکہ آس پاس کی عمارتوں کی کھڑکیاں اور دروازے بھی ٹوٹ چکے تھے۔ شہر میں ٹریفک لائٹس کام نہیں کر رہی تھیں اور نہ ہی بجلی موجود تھی۔ جب ہم ٹگرلیس پل کے اُس پار گزر رہے تھے جسے لاکھوں افراد نے اس وقت ٹی وی پر دیکھا ہوگا جب امریکی فوج شہر کا کنٹرول حاصل کرنے کے لیے اس اہم پل پر قبضہ حاصل کرنا چاہتی تھی۔ ہم نے دیکھا کہ کس طرح چن چن کر ہر ایک سرکاری عمارت اور وزارت کو تباہ و برباد کیا گیا ہے۔ تمام بڑی بڑی عمارتیں کھنڈرات کا نمونہ پیش کر رہی تھی لیکن وزارت تیل کی عمارت صحیح وسلامت تھی۔ ''شاید'' صرف یہی ایک عمارت قابض فوجوں کی نظر میں اہم تھی۔ بغداد شہر میں جہاں سے بھی گزرے ہم نے دیکھا کہ اتحادی فوجوں کی عراق پر اس چڑھائی کے دوران جو لوگ شہید ہوئے ان کے غم وافسوس اور ان کی یاد میں ہر چوک اور ہر اہم شاہراہ پر سیاہ بینر لگے ہوئے ہیں جن پر عراقی فوجیوں کے نہیں بلکہ ان ہزاروں معصوم شہریوں کے نام واضح طور پر لکھے ہوئے تھے جن کو امریکی فوجوں نے شہر میں داخل ہوتے ہوئے انتہائی بے دردی سے شہید کیا۔ بعد میں ہم نے

مقامی لوگوں سے ہزاروں بے گناہ شہریوں کی ایسی دردناک ہلاکتوں کی کئی کہانیاں سنیں۔ ایک واقعہ کے مطابق تو ایک ایمبولینس کو بھی نشانہ بنایا گیا جو کہ ایک حاملہ خاتون کو ہسپتال لے جارہی تھی۔ اس حملہ میں مریضہ سمیت ڈرائیور اور میڈیکل سٹاف سب کو نہایت بے رحمی سے شہید کر دیا گیا۔

عراق میں ہمارے مشن کے دو بنیادی مقاصد تھے ایک یہ کہ ہسپتالوں، اسکولوں اور یتیم خانوں میں بنیادی ضروریات کا از خود جائزہ لینا اور امدادی کاموں کا فوری آغاز کرنا دوسرے یہ کہ عراق میں مسلم ہینڈز کا آفس قائم کرنا۔ صدام دور میں بیرونی تنظیموں پر پابندی کی وجہ سے اگرچہ مسلم ہینڈز مقامی تنظیموں کے ذریعے ۱۹۹۴ء سے کام کر رہی تھی لیکن موجودہ حالات میں اپنا مستقل آفس ہماری ناگزیر ضرورت تھی تا کہ عراق میں امدادی کام، دوبارہ آبادکاری اور تعمیر نو کے منصوبوں کے دوران دوسری، این جی اوز امریکی انتظامیہ DFID اور اقوام متحدہ کی ایجنسیوں کے ساتھ منظم رابطہ رکھا جاسکے۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہمیں اپنے مقاصد میں عظیم کامیابی نصیب ہوئی۔

امدادی کام کے اس مشن میں ہمارا پہلا ہفتہ انتہائی مصروف گزرا۔ ہم نے بغداد موصل، نجف اور فلوجہ میں کئی اسکولوں، ہسپتالوں، یتیم خانوں اور عمر رسیدہ لوگوں کے مراکز کا دورہ کیا۔ ہم جہاں بھی گئے مقامی لوگوں نے نہایت گرم جوشی سے ہمارا استقبال کیا اور ہم نے اپنے مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے بلاتاخیر متاثرہ افراد کی ضروریات کا جائزہ لیا۔ تباہی کے اس سمندر میں جس کا عراق شکار ہے انتہائی ضرورت مند لوگوں کو تلاش کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اور ہمارا مطالعہ اور مشاہدہ یہ ہے کہ عراقیوں کی زندگیوں میں کسی بہتری کے آثار پیدا ہونے سے قبل اگر سالوں نہیں تو مہینوں تک انہیں اس جنگ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے کئی مصائب و آلام سے گزرنا ہوگا جو کہ ایک انتہائی مشکل اور دکھدہ صورتحال ہے۔

مسلم ہینڈز نے ۴۰۰ ٹن سامان خورد و نوش اردن اور شام کے راستے عراق پہنچایا ہے اور موصل اور بغداد میں مقامی مساجد کی معاونت سے ضرورت مند خاندانوں کا انتخاب کر کے ان

میں یہ سامان تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ ان لوگوں کو سابقہ دور میں ملنے والے راشن کا گویا ایک متبادل ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ڈبوں میں بند خوراک کو وہاں خاص طور پر پسند کیا گیا ہے۔ مسلم ہینڈز بغداد اور موصل میں خوراک کی ترسیل کا کام جاری رکھے ہوئے ہے اور اس ماہ کے آخر تک مزید ۲۸۰ ٹن سامان عراق روانہ کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں ہم اپنے معاونین کے انتہائی مشکور ہیں۔ ہم نے انتہائی ضرورت کے ۱۵ اسکولوں، یتیم خانوں اور عمر رسیدہ لوگوں کے مراکز کی بحالی کا کام شروع کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ بغداد کے ہسپتالوں میں ادویات اور طبی آلات بھی فراہم کیے ہیں۔

طبی امداد: امریکی انتظامیہ کا موقف یہ ہے کہ عراق میں طبی ضروریات کی کوئی کمی نہیں ہے لیکن اس کے برعکس ہم نے جس ہسپتال یا کلینک کا بھی دورہ کیا وہ عام بنیادی ضرورت کی ادویات، لیبارٹری آلات، ریفریجریشن یونٹ اور ایئر کنڈیشن سسٹم سے بالکل محروم اور سخت مشکلات کا شکار تھے۔ سال ہا سال کی اقتصادی پابندیوں، جنگ اور لوٹ مار کے باعث عراق کے قومی صحت کے وہ ادارے جو کسی دور میں مغربی یورپ کے لیے باعث رشک تھے، آج ان کی دھجیاں بکھر چکی ہیں۔ اردن سے بغداد جاتے ہوئے ہم نے بنیادی ضرورت کی ادویات خریدیں اور دو گاڑیوں میں بھر کر انہیں اپنے ساتھ بغداد لے گئے۔ بغداد میں اپنے گودام میں ان دوائیوں کو اتارنے سے قبل ہی قریبی طبی مراکز کے ڈاکٹر فوری ضرورت کی ادویات حاصل کرنے ہمارے پاس پہنچ گئے۔ ہماری ٹیم کے ممبر اور مسلم ہینڈز کے پروجیکٹ منیجر عامر نعیم جو کہ فارماسسٹ بھی ہیں۔ انہوں نے بغداد پہنچنے کے صرف ایک گھنٹہ بعد ان ادویات کو مختلف ہسپتالوں تک پہنانے کا کام شروع کر دیا۔

الیرموک ہسپتال بغداد کا سب سے بڑا ہسپتال ہے۔ انھوں نے ہماری عراق روانگی سے چند روز قبل طبی امداد کے لیے ہم سے درخواست بھی کی تھی۔ اس ہسپتال میں ہم یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ہسپتال کے آپریشن تھیٹر بعض بنیادی ادویات اور آلات، حتی کہ بستر اور روشنی کے بلب تک میسر نہ ہونے کی وجہ سے کام نہیں کر پارہے تھے۔ ریفریجریشن یونٹ نہ ہونے کے باعث موجود

دوائیاں خراب ہو چکی تھیں اور ۳۸ ڈگری درجہ حرارت میں ایئر کنڈیشن کے بغیر ڈاکٹروں کے لیے آپریشن کرنا ناممکن تھا چونکہ اتحادی فوجوں کے حملوں کے نتیجے میں ہسپتال کا ایئر کنڈیشن سسٹم بالکل ناکارہ ہو چکا تھا جبکہ تیز دھار گولیوں کے ٹکڑے ابھی تک ہسپتال کے ایریا میں پائے جاتے تھے۔ ہم مسلم ہینڈز کو عطیات دینے والوں، کارکنوں اور عراق کی مقامی تنظیموں کے انتہائی مشکور ہیں جن کے مخلصانہ تعاون کے نتیجے میں ہم الیرموک ہسپتال کے شعبہ گائنا کالوجی، بلڈ بنک، لیبارٹری اور چار آپریشن تھیٹرز کو صرف چند دنوں میں دوبارہ قابل استعمال بنانے میں کامیاب ہوئے۔ ہم نے ہسپتال کو جو اشیاء فراہم کیں ان میں ۱۰ ایئر کنڈیشن یونٹ، ۱۰ ریفریجریشن یونٹ، میٹرنٹی اور ڈلیوری بیڈ، آپریشن تھیٹرز کے لیے روشنی کے بلب، سکشن مشینیں، ڈینٹسٹ چیئر اور دیگر ضروری ادویات شامل ہیں۔

آرفن (یتیم خانہ): ہم نے بغداد اور موصل میں کئی یتیم خانوں کا دورہ کیا جس کے بعد یہ حقیقت واضح طور پر ابھر کر سامنے آئی کہ تین جنگوں اور سال ہا سال کی اقتصادی پابندیوں کے عراق پر اثرات یتیموں اور یتیم خانوں کی صورت میں زیادہ واضح نظر آتے ہیں۔ اگرچہ باقی مسلم دنیا کی طرح عراق میں بھی مشترکہ خاندانی نظام موجود ہے لیکن اس کے باوجود یتیم خانوں میں زیادہ تر وہ بچے پناہ لینے پر مجبور ہیں جو کہ انتہائی غربت اور مفلسی کا شکار ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے ایسے یتیم بچوں سے ہماری ملاقات ہوئی جن کے ماں اور باپ دونوں اس دنیا سے جا چکے تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ عراق میں اس وقت کوئی حکومت نہیں ہے جس کے باعث دیگر ملازمین کی طرح یتیم خانوں کے سٹاف کو بھی کوئی تنخواہ نہیں مل رہی ہے لیکن اس کے باوجود ملازمین رضا کارانہ کام کر رہے ہیں اور یتیم خانوں کا نظام چل رہا ہے۔ بہت سے یتیم خانے ایسے بھی تھے جو لاقانونیت کے باعث سر عام پھرنے والے غنڈہ عناصر کی لوٹ مار کا بری طرح شکار ہوئے جس کے باعث ان کی دوبارہ بحالی ایک فوری ضرورت ہے۔ کئی ایسے یتیم بچے جو کہ اپنی باقی ماندہ فیملی کے ساتھ رہ رہے ہیں ان کے لیے ہم نے بغداد میں "براہ راست آرفن سپانسر شپ سکیم" بھی شروع کی ہے۔

العلویہ یتیم خانہ:۔ بغداد میں قائم بچیوں کے اس یتیم خانہ میں ۷ سال سے لے کر ۱۶ سال کی عمر تک کی ۶۳ بچیاں رہائش پذیر ہیں۔ اس کو بحال کرنے کے لیے ہم نے انہیں ضروری فرنیچر ایئر کنڈیشن یونٹ، فریج، واشنگ مشین اور آگ بجھانے کے آلات مہیا کیے۔ سٹاف ممبران اور تمام یتیم بچیوں کو کپڑے اور مالی امداد فراہم کی۔ اس کے علاوہ اس یتیم خانے میں بچیوں کی پیشہ وارانہ تربیت کے لیے کمپیوٹر کلاسز اور سلائی سنٹر بھی شروع کیا۔

مسلم ہینڈز نرسری:۔ بغداد کے دارالایتام (یتیم خانہ) جس میں ۶ سال تک کی عمر کے بچے رہتے ہیں وہاں نئی نرسری اور ننھے بچوں کے لیے کھیل کے مناسب انتظامات کی اشد ضرورت تھی۔ ہم نے وہاں موقع پر ہی نئی نرسری کے قیام کا فیصلہ کیا اور صرف چند دنوں میں ان ٹوٹے پھوٹے اور تاریک کمروں کی پوری مرمت کروا کر انہیں دوبارہ قابل استعمال بنایا۔ نرسری کی نئی زیب و زینت کے علاوہ نئی قالین، ایئر کنڈیشن یونٹ، روشنی کا بہتر انتظام اور بہت سارے کھلونے بھی فراہم کیے ہیں۔ اس نئے ماحول میں معصوم بچوں کو خوش خوش دیکھ کر یقیناً دلی مسرت ہوتی ہے۔ مسلم ہینڈز عراق آفس آئندہ اس نرسری کی مستقل دیکھ بھال کرے گا۔

مسلم ہینڈز بغداد آرفن سنٹر:۔ ۱۶ سال تک کی عمر کے بچوں اور بچیوں کے لیے الگ الگ سہولیات پر مشتمل اس نئے سنٹر کی تعمیر سال کے آخر تک مکمل ہو جائے گی۔ وسیع اور جدید طرز کی اس دو منزلہ عمارت کو بچوں کی سہولیات کو مدنظر رکھتے ہوئے خاص طور پر ڈیزائن کیا گیا ہے۔ اس سنٹر میں ۳۵ ماؤں کو بھی رہائش دی جائے گی جو یتیم بچوں کی ہمہ وقت دیکھ بھال کا کام بھی کریں گی۔ بغداد کے نواح میں یہ عمارت دراصل ایک بڑے کمپلیکس کا حصہ ہے۔ اس کمپلیکس میں کل ۵ بلاک ہیں جو کہ زیر تعمیر ہیں۔ پورا کمپلیکس مکمل ہونے کے بعد ایک ہزار یتیم بچوں، بچیوں اور ۱۵۰ عمر رسیدہ لوگوں کو تمام ضروری سہولیات کے ساتھ اس عمارت میں رہائش فراہم کی جائے گی۔ ہر اعتبار سے یہ ایک بہت بڑا منصوبہ ہے جس کی تکمیل میں مدد کے لیے مسلم ہینڈز مخیر افراد اور فلاحی تنظیموں سے خصوصی درخواست کرتی ہے۔

فلوجہ میں تعلیمی پروگرام:۔ شعبہ صحت کی طرح عراق کا شعبہ تعلیم بھی کسی دور میں

انتہائی موثر اور ترقی یافتہ تھا لیکن بدقسمتی سے اقتصادی پابندیوں، جنگ اور لوٹ مار کے باعث بہت سارا تعلیمی نظم ونسق ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگیا ہے اور فوری درستگی اور بحالی کا متقاضی ہے۔ فلوجہ میں چند سکول ایسے بھی تھے جو کہ اتحادی افواج کے حملوں کے بعد حال ہی میں ہمارے وہاں پہنچنے سے چند روز قبل دوبارہ پہلی بار کھلے تھے۔ جن میں سے اکثر سکولوں میں بجلی کی فراہمی منقطع تھی۔ کھڑکیاں اور دروازے ٹوٹ چکے تھے اور ناقابل استعمال ہونے کے باوجود بھی ان عمارتوں کو مجبوراً استعمال کیا جارہا تھا۔ فلوجہ جہاں کہ ہوائی حملے اور جنگ ابھی تک جاری ہے، ہم چار سکولوں کو دوبارہ استعمال کے قابل بنانے کے لیے کام کر رہے ہیں۔ ان میں القدس سکول، الحریری سکول، فلسطین سکول اور حفصہ سکول شامل ہیں۔ ان سکولوں میں ۷ سال سے لے کر ۱۶ سال کی عمر تک کے ۱۲۰۰ سے زائد بچوں اور بچیوں کو تعلیم دی جارہی ہے۔ فوجی کاروائیوں کے باعث مغربی امدادی تنظیمیں فلوجہ شہر میں داخل نہیں ہوسکتیں۔ مسلم ہینڈز کی امدادی ٹیم اس شہر میں پہنچی تو وہاں کے مقامی لوگوں نے ہمارا استقبال کیا۔ ہم نے سکولوں کی شکستہ حالت کا جائزہ لیا اور اسی دوران، عراق میں شعبہ تعلیم کو بحال کرنے میں جس محنت طلب کام کی ضرورت ہے، اس پر بھی غور کیا گیا۔ فلوجہ میں جتنے سکولوں کا ہم نے دورہ کیا ان سب عمارتوں کے لیے نئے دروازے، کھڑکیاں، بجلی کی مرمت، پانی کے ٹینک، ڈیسک، بلیک بورڈ اور دیگر متعلقہ اشیاء کی اشد ضرورت ہے۔ القدس سکول میں ہم نے دیکھا کہ سیوریج کا پانی سکول گراؤنڈ میں رس رہا تھا جس کی وجہ سے پینے کا پانی بھی خراب ہو چکا تھا ہم نے صورتحال کے فوری تدارک کے طور پر سکول میں چار بڑے واٹر ٹینک نصب کیے اور ان کا رابطہ قریبی مین واٹر سپلائی لائن سے جوڑا تا کہ سکول میں پینے کے صاف پانی کی سہولت بحال ہو سکے۔ اس کے علاوہ سیوریج پائپ سے خارج ہونے والے پانی کو گراؤنڈ سے باہر کھینچنے کے لیے بھی فوری انتظامات کیے۔

عراق میں فلسطینی متاثرین کی صورتحال:۔ فلسطینی مہاجرین کی ایک بڑی تعداد جو ۱۹۶۷ء سے عراق میں ہجرت کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ حالیہ جنگ کے دوران لاقانونیت کے باعث جرائم پیشہ عناصر نے بغداد کے گردونواح سے انہیں اپنے گھروں سے نکال دیا اور اب وہ بغداد کے کنارے مہاجر کیمپ میں رہنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ اس کیمپ کے انچارج ڈاکٹر انور نے ہمیں کیمپ کی مشکلات کے بارے میں آگاہ کیا۔ اس بنجر زمین میں رہائش پذیر ۲۱۳ خاندان بجلی، پانی اور دیگر بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ عورتوں کو بہت دور سے پانی اٹھا کر لانا پڑتا ہے جبکہ کیمپ سے باہر آنے جانے کے لیے انہیں الگ راستے کی سہولت بھی حاصل نہیں ہے۔ بغداد

شہر میں لوٹ مار کرنے والے شرپسند عناصر سے محفوظ رکھنے کے لیے اس کیمپ کے گیٹ کو ہر وقت تالا لگانا پڑتا ہے۔ دوران گفتگو ڈاکٹر انور کے چہرے سے تھکن اور بوجھ کے آثار اس وقت اور بھی نمایاں ہوگئے جب انھوں نے کہا کہ فلسطینیوں کے لیے اپنے وطن لوٹنے کے مستقبل بعید تک کوئی امکانات نظر نہیں آتے۔ ہم نے اس کیمپ میں خوراک اور ادویات کی تقسیم کے علاوہ ۱۰ واٹر کولر، ۲۰ آگ بجھانے والے گیس سلنڈر اور دوائیاں ذخیرہ کرنے کے لیے ریفریجریٹر مہیا کیے۔

بغداد اور موصل میں عمر رسیدہ افراد کے مراکز:۔ بعض اوقات انسانی مشکلات سے جذباتی طور پر الگ رہنا ناممکن ہوتا ہے اور یہ صورتحال اس وقت اور بھی مشکل ہوگئی جب ہم نے بغداد اور موصل میں ان عمر رسیدہ افراد کو دیکھا جن کے پاس ضروری فرنیچر بھی نہیں تھا۔ بستر ٹوٹے ہوئے تھے اور سہولیات زندگی نہ ہونے کے برابر تھیں اور اس حال میں وہ فرسودہ کمروں میں اپنی زندگی کے آخری ایام پورے کر رہے تھے۔ اور یہ امر مزید باعث افسوس تھا کہ یہ لوگ یہاں اپنی مرضی سے نہیں رہ رہے تھے بلکہ ان کے خاندان غربت کے باعث ان کی دیکھ بھال سے قاصر تھے لہذا انہیں !Old age home میں پناہ لینا پڑی۔

بغداد میں عمر رسیدہ افراد کے ایک سنٹر میں ہم نے دیکھا کہ وہاں نہ صرف یہ کہ رہائش کی سہولیات بہت ناقص تھیں بلکہ پینے کے پانی اور خوراک کی بھی قلت تھی۔ ہم نے اس سنٹر کی ضرورت کے لیے اپنی موجودگی میں خوراک کی فراہمی کے علاوہ نئے بستر اور ہر فرد کے لیے دو جوڑے کپڑوں کا انتظام کیا۔ ان میں سے کئی لوگ بہت بوڑھے کمزور اور معذور بھی تھے۔ ان کے لیے بھی ہم نے فوری طور پر وہیل چیئر اور چلنے میں سہولت کے لیے فریم اور بیساکھیوں کا انتظام کیا۔ مسلم ہینڈز آئندہ اس سنٹر میں رہائش پذیر افراد کو خوراک وظائف اور سٹاف کو ماہانہ تنخواہ بھی مہیا کرے گی۔ موصل سنٹر میں بھی ہم نے اسی قسم کی صورتحال دیکھی اور ضرورت کے مطابق مناسب سہولیات فراہم کیں اس کے علاوہ سنٹر کے لیے ایک نئی لائبریری کا انتظام کیا اور ہر کمرے میں ہیٹر فراہم کیے چونکہ موصل میں سردی کا موسم بہت سخت ہوتا ہے۔

مسلم ہینڈز کے آئندہ منصوبے:۔

(۱) موصل میں عمر رسیدہ افراد کے سنٹر کے قریب ہی ایک میڈیکل سنٹر قائم کیا جائے گا یہ میڈیکل سنٹر مسلم ہینڈز کے ہی زیر انتظام علاقے کے دو یتیم خانوں کو بھی طبی سہولیات فراہم

کرے گا۔اس کے علاوہ مقامی لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

(۲) بغداد میں ۲۰۰ یتیموں کے لیے Orphanage (یتیم خانہ) تعمیر کیا جائے گا۔ موصل میں انٹرنیٹ کی سہولیات پر مشتمل کمپیوٹر ٹریننگ سنٹر قائم کیا جائے گا۔(۳) امام ابوحنیفہ مسجد کی مرمت کی جائے گی جسے اتحادی فوجوں کے حملوں میں شدید نقصان پہنچا۔(۴) بغداد یونیورسٹی میں نئی لائبریری کا قیام جس کو شرپسند عناصر نے لوٹ کر مکمل تباہ کر دیا تھا۔(۵) ضرورتمند عمر رسیدہ افراد کے لیے براہ راست سپانسر شپ سکیم کا قیام۔(۶) عراقی یتیم بچوں کو تعلیم وتربیت دے کر انہیں بہتر مستقبل فراہم کرنے کے لیے ''براہ راست آرفن سپانسر شپ سکیم'' کا اجراء۔(۷) تباہی وبربادی کا شکار ہونے والے افراد اور خاندانوں کی ضروریات کو اجاگر کرنے کے لیے مقامی انتظامیہ کے ساتھ کام کرنا۔

آپ کیسے مدد کریں؟

مسلم ہینڈز آپ کے دیئے ہوئے عطیات سے عراقی بہن بھائیوں کی خدمت کو جاری رکھے ہوئے ہے۔اور اس ضمن میں متاثرین کی مزید معاونت کے لیے درج ذیل ضروریات بہم پہنچانے میں آپ ہماری مدد کر سکتے ہیں۔

۱۔عمر رسیدہ افراد کی دیکھ بھال کے لیے انہیں سپانسر کریں۔
۲۔عراقی یتیم بچوں کو سپانسر کریں۔
۳۔یتیم خانے کی تعمیر میں حصہ لیں۔
۴۔یتیم خانے یا ہسپتال کے لیے واٹر ٹینک، پانی کی صفائی کا یونٹ، واٹر کولر اور ایئر کنڈیشن یونٹ عطیہ دیں۔
۵۔ایک یا زائد سکول کے بچوں کو سکول بیگ (معہ ضروریات) عطیہ دیں۔
۶۔معذور/بوڑھے افراد کے لیے وہیل چیئر عطیہ دیں۔
۷۔اپنے بچوں کا عقیقہ عراق میں کرائیں۔

اور دعائیں فرمائیں کہ رب کریم امت مسلمہ کا حامی وناصر ہو، آمین!

چشمۂ آب رحمت

سید علی رضا بخاری القادری

خانقاہ قادریہ گڑھی اختیار خاں (ضلع رحیم یار خاں) اپنی علمی وروحانی خدمات کی بنا پر کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے اس خانقاہ کی انفرادیت اور خصوصیت یہ رہی ہے کہ اس کا ماحول شروع سے خالصتاً شرعی اور علمی رہا ہے خانقاہ کے سجادہ نشینوں میں صدیوں سے علم وفضل، مختلف اور متنوع علوم وفنون میں حیرت انگیز صلاحیتیں، شعر وسخن کے ساتھ وابستگی اور اتقاء وپرہیز گاری کی روایت پوری آن بان کے ساتھ قائم رہی ہے۔

خانقاہ قادریہ کے نامور بزرگ سید برہان الدین سردار احمد قادری (م ۱۳۵۰ھ) سات سال مسجد نبوی میں حدیث پڑھاتے رہے آپ کی امام اہلسنت فاضل بریلوی کے ساتھ خط وکتابت اور خوشگوار تعلقات رہے فاضل بریلوی آخری حج کے لیے گئے تو سید سردار احمد قادری نے ان کے اعزاز میں مدینہ منورہ میں شایان شان دعوت کا بندوبست کیا۔

خانقاہ قادریہ کے گل سرسبز سید سیف الدین مغفور القادری علیہ الرحمۃ نے دینی وعلمی خدمات، تحریک پاکستان میں ناقابل فراموش خدمات اور علم وفضل کی بنا پر بڑا نام پایا آپ کی کتاب ''عباد الرحمٰن'' اردو ادب کا شہ پارا ہے آپ کا اردو، فارسی اور عربی منظوم کلام اساتذہ فن کی شان کا حامل ہے۔

سید سیف الدین مغفور القادری علیہ الرحمہ نے ۱۳۶۰ھ میں اپنی خانقاہ کے احاطے میں مسجد کے نزدیک دو دفعہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی یہ زیارت دو راتیں مسلسل ہوئی آپ نے دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ پانی کے ایک چشمے سے پیالے بھر بھر کر بیماروں، معذوروں اور تشنہ لب لوگوں کو اپنے ہاتھ سے پانی پلا رہے ہیں اور وہ فوراً ٹھیک ہو رہے ہیں آپ نے اس جگہ کو محفوظ کر لیا اور ارادہ کیا رل کنواں احداث کراؤں گا (اس دور میں اس مقصد کے لیے کنوئیں بنائے جاتے تھے)

آپ کے حلقہ معتقدین میں یہ بات ہر شخص کے علم میں تھی ۱۹۷۱ء میں غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ حضرت شاہ مغفور القادری علیہ الرحمہ کے پہلے عرس پر تشریف لائے، تو آپ مزارات پر فاتحہ کے بعد بے ساختہ اس جگہ کھینچے چلے گئے اور فرمانے لگے مجھے یہاں سے جنت کی خوشبو آتی ہے جب انہیں سارا واقعہ بتایا گیا تو انھوں نے خوشگوار حیرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ جنت کو اس جگہ سے کیا نسبت جہاں سرور عالم کے قدم آئے ہیں یہ فرما کر آبدیدہ ہو گئے۔

اب خانقاہ کی طرف سے اسی مقام پر ایک خوبصورت اور دلکش عمارت میں چشمہ آب رحمت، اور ...... ''...... چشمۂ فیضانِ مصطفوی......'' ...... کے نام سے چشمہ قائم کیا گیا ہے گرمیوں میں پانی ٹھنڈا رکھنے کے لیے الیکٹرک واٹر کولر لگایا ہے، ابھی تزئین و آرائش کا کام جاری ہے عاشقانِ مصطفیٰ نے ظاہری و باطنی بیماریوں کی تسکین قلوب اور غذائے روح کے اس چشمے پر پروانہ وار ہجوم کیا ہے۔

چشمہ آبِ رحمت کے چند تاریخی قطعات نامور صاحبانِ شعر وسخن نے کہے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

از...... جناب ابوالطاہر فدا حسین فدا...... مدیر اعلیٰ...... ماہنامہ ''مہر و ماہ'' لاہور

چشمہ فیضان مصطفوی

۱۴۲۴ھ

جناب سید والا وہ سیف الدین خدا والے
ہے جن کے زہد وتقویٰ کی زمانے میں پذیرائی

رہے سرشار حب نبی سے تادم آخر
غلامانِ محمد کے تھے دل و جاں سے شیدائی

ھو القادر ھو القادر رہا ورد زبان انکا
ملائک بھی در اقدس پہ کرتے ہی جبیں سائی

رہی قاطع کفر و شرک ان کی ہرادا واللہ
ہے دیکھا اک جہاں نے آپ کا ذوقِ تمنائی

انہیں قرب وحضوری کا شرف حاصل ہوا بے شک
فدا حق سے عطا ان کو ہوئی یہ شان یکتائی

نہ ہوں حلقہ بگوش ان کے فدا یاران ملت کیوں
عجب ہے چشمہ فیضان مصطفوی کی رعنائی
۱۴۲۴ھ

چشمۂ آب رحمت

از۔ خواجہ غلام قطب الدین فریدی

گلشنِ ابن علی انوار سے معمور ہے
دامن چشم طلب دیدار سے بھرپور ہے

اک ہجوم مئے کشاں ہے چشمہ عرفان پر
آب رحمت اور دست سید مغفور ہے

از۔ جناب طارق سلطانپوری...................... اٹک

رودِ رحمت رسولِ کریم ، خوبیٔ جہانِ مغفور
۱۴۲۴ھ ، ۲۰۰۳ء

اے خوشا اس سرزمین پاک سے جاری ہوا
چشمہ فیض و عطا و بخشش شاہ عرب

جلوہ گاہ جانِ رحمت ہے یہ نورانی مقام
مرکز تعظیم ہے بے شک یہ ہے جائے ادب

اس کرم کی، ذات پاک اس کی بنی جو تھا
مرد حق مغفور وہ دلدادۂ محبوب رب

آب رحمت اس نے دیکھا بانٹتے سرکار کو
جام پر جام اس جگہ پر پی رہے تشنہ لب

فیض بخش ہر جہاں و ہر زماں ہیں مصطفیٰ
خلق میں تقسیم فرماتے ہیں نعمت ہائے رب

چشمہ آب کرم کی پہلے حرف واہ سے
۶
دلکشا تاریخ ہے طارق شرف عظمت ادب
۱۹۹۷+۶=۲۰۰۳ء

مرکزِ انوار رحمت مرحبا

نتیجہ فکر: صاحبزادہ فیض الامین فاروقی ایم اے۔ مونیاں ٹھکریاں ضلع گجرات

بے گماں عظمت نشاں ہے خطہ شاہ آباد کا
مہبط الطاف حق ہے مرجعِ خلقِ خدا

حضرت برہان الدینؒ اور سید حضرت سیف الدینؒ
دفن ہیں یاں کیسے کیسے صاحبانِ ذی علیٰ

مرتبہ ان کا بلند میرے شعور و فکر سے
مہرباں رب جہاں راضی ہیں ان پر مصطفیٰ ﷺ

ان کے در سے پاتے ہیں اہل زمانہ نعمتیں
ہر کسی کے واسطے دروازہ ہے ان کا کھلا

سرور کونین کی تائید اور تصدیق سے
ہے یہاں جاری ہوا اک چشمۂ آب صفا

فائدہ اس سے اٹھائے گا ہر اک میر و فقیر
اس کے قطرے قطرے میں قدرت نے رکھی ہے شفا

چاہیے فیض الدین اس کا اگر سال بنا
تو کہو تم ''مرکزِ انوار رحمت مرحبا''
۱۴۲۴ھ

امام اہلِ محبت

امام احمد رضا بریلوی کے حضور

عالم اسلام کی قدیم ترین یونیورسٹی الازہر میں تعلیم کے دوران مختلف یونیورسٹیوں میں امام احمد رضا کا چرچا ہوتے دیکھا اور خود راقم نے الازہر یونیورسٹی سے فاضل بریلوی کی عربی شاعری پر پیش کئے گئے مقالے میں ایکسیلنٹ گریڈ حاصل کیا جسے عربی میں ممتاز کہتے ہیں، اور اس موقع پر فرحت وانبساط نے درج ذیل اشعار کا روپ دھار لیا، مقطع میں اسی طرف اشارہ ہے:

اے محمد مصطفیٰ کے عاشقِ صادق غلام — تو کہ ہے عرب وعجم کے اہلِ سنت کا امام

خونِ دل سے لکھ کے نعتِ حضرتِ عالی جناب — عشق ومستی کے جہاں میں پالیا اپنا مقام

تجھ کو ملکِ شعر کی شاہی خدا نے کی عطا — اہلِ فن کو آج بھی اس میں نہیں ہے کچھ کلام

سرزمینِ مصر پہ ہیں چار سو چرچے ترے — جامعہ سے جامعہ تک کو بہ کو تیرا پیام

تو نے خفتہ بخت امت کو دیا درسِ حیات — جانبِ منزل چلا پھر کاروانِ تیزگام

مجھ سے کیونکر ہوسکے گا تیری عظمت کا بیاں — تجھ پہ میری جاں فدا ہو تجھ کو ازہر کا سلام

"آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے" — باغِ جنت کی ہوا دائم رہے مستِ خرام

تیرے ہی صدقے ملا "ممتاز" کو "ممتاز" آج — کرسکوں جو تیری مدحت یہ نہیں میرا مقام

بتاریخ: 6 ستمبر 1999ء

غنچۂ فکر: ممتاز احمد سدیدی

حال مقیم: قاہرہ مصر

افق تا افق

مرنہ سکا!

قاضی عبدالمصطفےٰ کامل .... نامور سکالر حضرت علامہ قاضی عبدالنبی کوکب رحمہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی بھائی ہیں روزنامہ نوائے وقت لاہور میں سینئر صحافی ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں فہم وفراست اور مسلکی ہمدردی کی نعمت سے سرفراز کیا ہے وہ محب وطن بیدار مغز پاکستانی ہیں حضرت مجاہد ملت رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے ان کا زیر نظر کالم میانوالی میں حضرت مجاہد ملت کے شیدائی محترم محمد ممتاز خان مکان نمبر N-4 محلہ چوں نیل نے مجھے دورہ میانوالی کے موقع پر دیا۔ موضوع کی مناسبت سے آپ بھی پڑھیں۔ بشکریہ ممتاز خان، روزنامہ نوائے وقت لاہور بابت 5 مارچ 2002ء .... (محبوب قادری)

عید سے چند روز پہلے کی بات ہے کہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر مجھے ہسپتال جانا پڑ گیا۔ دفتر کے قریب ہی گنگا رام ہسپتال پڑتا ہے پھر وہاں پر ایک مہربان اور تعلق والے ڈاکٹر صاحب بھی موجود ہیں اس لئے اس قربت کو اہمیت دیتے ہوئے میرے مہربان حاجی انجم وحید مجھے اپنی گاڑی میں لے کر دو تین منٹ میں ہی وہاں پہنچ گئے انہوں نے پرچی بنوائی اگلے دو منٹ میں ڈاکٹر صاحب نے ایک گولی عنایت فرمائی کہ میں اسے فوراً زبان کے نیچے رکھ لوں اور ساتھ ہی مجھے ایک کونے میں پڑے ہوئے بیڈ پر لیٹ جانے کی ہدایت کی گئی اس دوران ٹمپریچر چیک کیا گیا ف (جو کہ 102 تھا) بلڈ پریشر چیک کیا گیا جو تھوڑا سا کم تھا اب بازو نخنے اور چھاتی ننگی کرائی گی۔ ای سی جی ہوئی چند منٹ بعد ای سی جی کی رپورٹ تیار ہوگئی کوئی خطرے والی گفتگو تو میرے سامنے نہ آئی لیکن اس دوران میری انگلی سے خون نکالا گیا۔ شوگر چیک کی گئی دو سلائیڈ تیار کر کے مزید ٹیسٹ کے لئے پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی بھجوا دی گئی اب میں ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں ایک دوسرے بیڈ پر آرام فرما رہا تھا مجھے محسوس ہوا کہ میں تھک چکا ہوں شاید نڈھال ہو چکا ہوں۔ میں آنکھیں بند کر کے سکون حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگا کہ ایک منٹ بعد ہی مجھے ایسا لگا جیسے میرا کسی نے سوچ بدل دیا ہے میں اس زندگی اور دنیا سے کہیں دور، بہت دور چلا گیا ہوں تھوڑی دیر تک میرے سامنے اندھیرا سا چھایا رہا ایسے لگا کہ میں کسی اندھیرے راستے میں گزر رہا ہوں لیکن اس گھپ اندھیرے میں بھی کبھی مجھے مگرمچھ کی طرح کی بڑے بڑے جبڑوں والی بلائیں منہ کھولے بڑی بڑی آنکھوں سے گھورتی ہوئی نظر آتی رہیں اور میری سانس (جو پتہ نہیں اس وقت چل بھی رہی تھی کہ نہیں) رکتی ہوئی محسوس ہوتی بہرحال تھوڑی دیر بعد ان گھپ اندھیروں سے پار نکل گیا تو میرے سامنے

تا حدنگاہ ایک کھلا میدان یا آسمان تھا شاید؟ مجھے بالکل سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میرے پاؤں کے نیچے کیا ہے لیکن میرے سامنے بے پناہ مخلوق تھی مگر سب لوگ خوبصورت چمکتے ہوئے سفید لباس میں ملبوس نظر آ رہے تھے میں بغیر سوچے سمجھے کسی واقف اور شناسا چہرے کو تلاش کرنے لگا کہ اچانک سامنے سے ایک زوردار آواز گونجی کامل صاحب خوش آمدید، یہ علامہ عبدالستار خان نیازی مرحوم تھے میں تیزی سے ان کی جانب بڑھا ہاتھ ملایا اور معانقہ کیا مگر میں یکدم حیران ہوگیا کہ کہاں وہ سات فٹ سے بھی نکلتے دراز قامت اور کہاں میں مختصر قد وقامت کا حامل مگر جب میں معانقہ کر رہا تھا تو نہ نیازی صاحب جھکے تھے اور نہ میں پنجوں پر کھڑا تھا پھر بھی ہم دونوں بالکل برابر قد وقامت کے نظر آ رہے تھے مجھے فوراً ہی احساس ہوگیا کہ اس میدان میں سبھی ایک جیسے قد وقامت اور ایک ہی عمر کے نظر آ رہے تھے پھر مجھے ایک اور انکشاف ہوا کہ یہاں آواز کے ساتھ کوئی نہیں بول رہا بلکہ جو کوئی دوسرے سے مخاطب ہوتا ہے صرف اس کے کانوں یا دماغ میں اس کی بات پہنچ جاتی ہے علامہ نیازی بھی مجھے اسی طرح مخاطب ہوئے تھے پھر نیازی صاحب پوچھنے لگے کہ نیچے پاکستان میں وہ بڑے بڑے دعوے کرنے والے علماء اور بڑی بڑی جماعتوں کے لیڈر جو ہر موقع پر دہلی، بیت المقدس اور وائٹ ہاؤس پر اپنا اپنا پرچم لہرانے کی بڑھکیں مارا کرتے تھے وہ سب کہاں گئے ان میں سے ادھر اوپر تو کوئی نہیں آیا؟ اس دوران میں نے ادھر ادھر غور سے دیکھا تو مجھے چاروں طرف بڑے بڑے سٹیج نما سیٹ لگے ہوئے نظر آنے لگے جگہ کی پوزیشنیں ایسی تھی کہ ہر کسی کو سب کچھ نظر آ رہا تھا جیسے وہ کسی اونچائی پر کھڑے سامنے دائیں جانب۔ ایک بڑا خوبصورت سٹیج تھا جس پر سبھی روشن اور چاند کی طرح ٹھنڈے نورانی چہروں والے بارعب لوگ ایسے انداز میں کھڑے تھے جیسے وہ کسی کے انتظار اور استقبال کے لئے کھڑے ہوں پھر مجھے ایسے ہی کسی سرگوشی سے معلوم ہوا کہ وہ افغانستان سے آنے والوں کے استقبال کے لئے کھڑے ہیں اور شاید کسی خاص کا انتظار بھی کر رہے ہیں ارے ادھر اسٹیج کے پہلو میں باغ نما قطعہ ہے اس میں بہت سے نوجوانوں کی حرکتوں پر حیران ہو رہا تھا کہ پھر سرگوشی کر کے کسی نے بتا دیا کہ یہ نوجوان دراصل وہ نوعمر بچے ہیں جو افغانستان میں شہید ہوگئے تھے میری توجہ دوبارہ سٹیج کی طرف ہوگئی جس پر کچھ تازہ واردان کا استقبال ہو رہا تھا۔ پھر اچانک ایک روشن ہالے میں مجھے شیر میسور سلطان ٹیپو شہید رحمہ اللہ تعالیٰ، سلطان حیدر علی رحمہ اللہ تعالیٰ، غازی علم دین شہید رحمہ اللہ تعالیٰ، 1857ء کی جنگ آزادی کے مجاہد کبیر علامہ فضل حق خیرآبادی رحمہ اللہ تعالیٰ نظر آئے اور بہت سے روشن چہرے بھی تھے

جن کے نام میں معلوم نہ کر سکا یہ سب لوگ استقبال کرنے والوں میں پیش پیش تھے اسی دوران میری نظر دائیں جانب ایک اور بڑے سٹیج کی طرف مڑ گئی مجھے فوراً ہی ان میں اپنے قائداعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ تعالیٰ نظر آ گئے۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے یہ لوگ کسی اجلاس میں شرکت کرنیوالے ہیں خواجہ نظام الدین بھی نظر آئے سردار عبدالرب نشتر رحمہ اللہ تعالیٰ اور چودھری محمد علی جناح رحمہ اللہ تعالیٰ بھی نظر آئے سردار عبدالرب نشتر رحمہ اللہ تعالیٰ اور چودھری محمد علی جناح رحمہ اللہ تعالیٰ بھی کچھ فائلیں سی اٹھائے قائداعظم کے قریب پہنچ رہتے تھے کچھ اور بھی شناسا چہرے نظر آئے لیکن اب مجھے اپنے بارے میں فکر ہونے لگی کہ میں کہاں ہوں؟ کس مقام پر ہوں علامہ نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی قائداعظم رحمہ اللہ تعالیٰ والے سٹیج پر جا چکے تھے میں بھی ہمت کر کے اسی سٹیج کی جانب بڑھنے لگا مگر مجھے ایسے لگا کہ میرے پاؤں ہی نہیں اٹھ رہے بالخصوص میرا بایاں پاؤں جیسے کسی نے پکڑ رکھا ہو میں نے زور سے پاؤں کھینچا تو جھٹکے سے میرا سوچ تبدیل ہوگیا میں ہسپتال کے بیڈ پر تھا۔ ادھر حاجی انجم وحید آ گئے پنجاب کارڈیالوجی سے کلیسٹر کی رپورٹ آئی اب میرے اصرار پر ڈاکٹر نے کچھ دوائیں لکھ کر ہدایت دے کر مجھے جانے کی اجازت دے دی۔ مگر کہاں؟ میری آنکھوں میں تو ابھی تک وہی منظر گھوم رہے تھے پھر حاجی انجم وحید نے بتایا کہ ڈاکٹر کے مطابق مائلڈ (کمزور سا) اٹیک تھا باقی سب کچھ خیر خیریت ہے لیکن مجھے اب سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں خوش ہوں کہ کیا ہوں؟ پھر پروفیسر سلیم صاحب نے چند روز پہلے اکبر الہ آبادی کا جو شعر سنایا مجھے یاد آ گیا اور حسب حال لگا ہے۔

کمزور میری صحت تھی کمزور میری بیماری بھی

اچھا رہا، کچھ کر نہ سکا، بیمار پڑا تو، مر نہ سکا

سلطان الہند خواجۂ خواجگان شاہ سنجر

حضرت معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمت والرضوان

المعروف خواجہ غریب نواز

تحریر: ملک محمد محبوب الرسول قادری

آفتاب چشتیاں، غریب نواز، سلطان الہند حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ تعالی سے کون واقف نہیں؟

آپ نے کفرستان ہند میں قدم رنجا فرمایا.......... اور اپنے اخلاص و اخلاق، ایثار و محبت سے لاکھوں دلوں پر قبضہ کرلیا.......... حضور رحمت عالم ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں ہندوستان تشریف لائے .... اور .... لاہور میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ تعالی کے مزار پرانوار پر چلہ کشی کی اور نوے لاکھ غیر مسلموں کو کلمۂ توحید کی عظیم نعمت عطا فرمادی۔

خواجہ اجمیری رحمہ اللہ تعالی ۱۴، رجب المرجب ۵۳۰ھ (18 اپریل 1139ء) کو سنجر نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا اسم گرامی خواجہ غیاث حسن اور والدہ کریمہ کا نام سیدہ ام الورع ماہ نور تھا۔ نجیب الطرفین سید ہیں سلسلۂ طریقت اور سلسلۂ نسب دونوں اعتبار سے آپ سولہ واسطوں سے مولا امیر المومنین علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ کے نور نظر ہیں...... پندرہ برس کی عمر تھی کہ والد گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا...... اپنے باغ کی خود دیکھ بھال میں مصروف ہوگئے...... بس حسن اتفاق تھا کہ اس زمانے کے ایک بزرگ، قلندر وقت حضرت شیخ ابراہیم قندوزی رحمہ اللہ تعالی کا ادھر سے گذر ہوا...... باغ میں ستانے بیٹھ گئے...... ادھر شیخ سنجری خواجہ اجمیری رحمہ اللہ تعالی کی تقدیر بدلنے والی تھی...... اٹھے...... اپنے باغ سے انگوروں کا ایک خوشہ توڑا...... اسے دھویا اور طشت میں رکھ کر حضرت ابراہیم قندوزی رحمہ اللہ تعالی کی خدمت میں پیش کیا...... جذبۂ ایثار و محبت دیدنی تھا...... شیخ قندوزی رحمہ اللہ تعالی نہایت خوش ہوئے۔ انگور تناول فرمائے...... دعا دی اور پھر اپنی جیب سے کوئی چیز نکال کر حضرت معین الدین کو تحفہ عنایت کیا...... معین الدین نے اسے کھایا ہی تھا کہ...... حجابات اٹھتے گئے...... اور انوار الٰہی ڈیرے لگاتے گئے...... دل کی دنیا بدلتی گئی آپ اٹھے اور اپنا ملکیتی باغ، راہ خدا میں خیرات کردیا۔

طیبہ سے منگائی جاتی ہے سینوں میں چھپائی جاتی ہے
توحید کی مے پیالوں سے نہیں آنکھوں سے پلائی جاتی ہے

سمرقند اور بخارا کا سفر کیا...... اپنے زمانے کے جید عالم دین حضرت علامہ شرف الدین رحمہ اللہ تعالی سے سمرقند میں اور حضرت علامہ حسام الدین بخاری رحمہ اللہ تعالی سے بخارا میں علم حاصل کیا...... اسی دوران قرآن حکیم بھی حفظ کرلیا...... جب علم حاصل کرچکے تو معرفت الٰہی کے حصول کی تڑپ نے بے تاب کیا تلاش مرشد میں دور دراز کا سفر کیا...... بالآخر منزل پالی اور نیشاپور کے نواحی گاؤں "ہارون" پہنچے اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ تعالی سے شرف بیعت حاصل کیا...... بیس سال کا طویل عرصہ صحبت شیخ میں گذارا...... پھر اپنے مرشد کامل کے ہمراہ حرمین شریفین کے سفر پر نکلے...... اب اس سفرنامے کا ایک حصہ قابل توجہ ہے جو آپ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "انیس الارواح" میں بیان فرمایا ہے کہ

".......... میرے پیر روشن ضمیر حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ تعالی بغداد سے روانہ ہوئے تو میں بھی ہمراہ تھا۔ مکہ معظمہ میں پہنچ کر زیارت اور طواف سے فارغ ہوکر میرے حضرت نے میرا ہاتھ پکڑ کر خدا کے سپرد کیا۔ اور میزاب رحمت کے نیچے کھڑے ہوکر میرے حق میں دعا فرمائی اسی وقت ندا آئی۔ ہم نے معین الدین حسن کو قبول کیا۔ مکہ معظمہ سے میرے حضرت مدینہ منورہ گئے۔ روضۂ اقدس و اطہر پر حاضر ہوئے اور مجھے فرمایا کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں سلام عرض کرو میں نے سلام عرض کیا تو روضۂ انور سے آواز آئی۔ وعلیکم السلام، یا قطب المشائخ بحر و بر۔ یہ آواز سن کر حضرت خواجہ اعظم عثمان ہارونی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا۔ اے معین الدین! اب تیرا درجہ کمال کو پہنچ گیا۔" پھر خواجہ عثمانی ہارونی رحمہ اللہ تعالی نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا کیا۔ فرمان شیخ کی تعمیل میں آپ طویل عرصہ سیر و سیاحت فرماتے رہے اور پھر دربار رسالت سے ہندوستان جاکر تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دینے کا حکم پاکر 588ء میں لاہور آئے۔ آستانہ گنج بخش رحمہ اللہ تعالی پر چلہ کشی فرمائی اور 589ء میں ملتان سے اجمیر شریف پہنچے راجہ پرتھوی راج کے محل کے مدمقابل کھلے میدان میں ڈیرہ لگادیا اس کے حواریوں نے یہ کہہ کر وہاں سے اٹھادیا کہ یہاں تو پرتھوی راج کے اونٹ بیٹھا کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ...... اچھا! اب اونٹ بیٹھتے ہیں تو بیٹھیں...... خود اٹھے اور ایک تالاب کے کنارے جاکر بیٹھ گئے اونٹ آئے باندھ دیئے گئے لیکن صبح اٹھنے کا نام نہ لیتے،

شتر بانوں، ساربانوں نے سارے کلیے آزمائے مگر ناکام رہے۔ آخر کار خواجہ اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ ہی کام آئے۔ ان کی خدمت میں عرض کی گئی۔ منت سماجت کی گئی۔ معافی مانگی گئی۔ آپ نے فرمایا...... اچھا، جاؤ ۔ جس کے حکم سے بیٹھے ہیں اسی رب کریم کے حکم سے اٹھیں گے۔ بس یہ جملہ ابھی مکمل ہوا ہی تھا کہ اونٹ کھڑے ہوگئے۔ آپ کی اس کرامت سے ساربانوں اور راجہ پرتھوی کے حواریوں میں سلطان الہند خواجہ اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ توجہ کا مرکز بننا شروع ہوگئے۔ وہ زمانہ جادو اور سفلی علوم میں دلچسپی کا زمانہ تھا۔ سادھو رام اور اجے پال جوگی جب آپ کے سامنے لاجواب ہوگئے تو خواجہ اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ پرتھوی راج آپ کا جانی دشمن ہوگیا۔ سفلی علوم کے ذریعے آپ کو اجمیر سے نکالنا چاہا مگر ناکام و نامراد ہوا۔ آپ نے اسے پیغام بھجوایا کہ ظلم وستم سے باز آجاؤ۔ اس نے جواباً سخت سست الفاظ کہے۔ آپ جلال میں آگئے اور فرمایا...... ما پتھورا را زندہ گرفتم ودادیم...... چند روز بعد شہاب الدین غوری حاضر ہوا۔ آپ سے دعا کروائی اور پھر پرتھوی راج پر حملہ کیا جس میں پرتھوی راج کو شکست ہوئی۔ فرار ہوا پیچھا کرنے پر غوری کے مجاہدوں نے "ترالوڑی" کے مقام سے گرفتار کرلیا بعد ازاں قتل کردیا گیا اور یوں خواجہ اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلاف زبان کھولنے والا اپنے انجام بد کو پہنچ گیا۔ شہاب الدین غوری تین روز لگاتار آپ کی خدمت میں رہا آپ کی اقتداء میں نمازیں پڑھیں اور پھر دعا کروا کے چلا گیا۔

خواجہ اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے سادھو رام کا اسلامی نام "سعدی" اور جے پال جوگی کا اسلامی نام عبداللہ رکھا...... جے پال جوگی جس پہاڑی پر رہتا تھا اسے جھالرہ کہتے تھے۔ آپ وہاں تشریف لے گئے...... وہیں قیام فرمایا...... مسجد بنوائی، لنگر خانہ تعمیر کروایا...... اور آج آپ کا مزار بھی وہیں ہے۔ آپ نے 6، رجب المرجب 632ھ بروز اتوار بعد از نماز عشاء وصال فرمایا آپ کی نماز جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ فخر الدین اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی۔ خواجہ اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کا فیضان دور دور تک جاری ہوا۔ بڑے بڑے اکابر اولیاء نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ حضرت خواجہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے بزرگ بھی خواجہ اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ ہی کے فیضان سے مرتبۂ کمال کو پہنچے۔ آپ کی کرامات حد تواتر تک ہیں نماز عشاء کے وضو سے آپ اکثر اوقات صبح کی نماز ادا فرماتے تھے۔ سفر و حضر میں ہر روز دو مرتبہ قرآن حکیم ختم کرنا آپ کا معمول تھا۔ صبر وشکر آپ کا طریقہ تھا۔ حضرت ناگوری

رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ 20 سال تک میں نے حضرت کی خدمت کی۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضرت نے اپنی صحت کی دعا مانگی ہو۔ ہمیشہ دعا فرماتے۔ اے اللہ! معین الدین کو درد عطا فرما...... جب میں نے حضرت سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ "جب کوئی مسلمان درد میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرماتا ہے اور یہ چیز مسلمانوں کے ایمان کی صحت کی علامت ہے"۔ یہی خواجہ ناگوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آخری ایام میں اکثر اوقات خواجہ اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کی حالت استغراق میں رہتے نماز کے وقت میں **الصلوٰۃ! الصلوٰۃ!** کی آواز بلند کرتا تو حضرت ہوش میں آجاتے اور فرماتے۔ "...... شرح محمدی سے چارہ نہیں، سبحان اللہ، مجھے کہاں سے کہاں لائے ہو؟ ......" اس حال میں خواجہ اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر جس شخص پر پڑ جاتی وہ ولی اللہ بن جاتا تھا۔ کسی نے کیا خوب کہا کہ۔

نظر جہناں دی کیمیا ہووے اوہ سونا کر دے وٹ

خوف خدا سے اکثر اوقات خواجہ اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ روتے تھے کانپتے تھے۔ شیخ کامل حضرت خواجہ عثمانی ہارونی رحمہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مستغرق تھے ہر وقت آپ کے پیش نظر سنت رسول ﷺ کا نقشہ رہتا...... تین دن تک آپ کی محفل میں گزارنے والا صاحب کرامت ہوجاتا تھا۔ منازل سلوک طے کرکے آپ "مرتبۂ محبوبیت" تک پہنچ گئے تھے۔

راہ سلوک کے راہیوں سے مخاطب ہوکر آپ نے فرمایا کہ راہ سلوک کے کل مقامات چودہ ہیں۔ (۱) توبہ (۲) عبادت وریاضت (۳) زہد وتقویٰ (۴) رضائے الٰہی (۵) قناعت پسندی (۶) مجاہدہ جہد (۷) صدق وصفا (۸) تفکر (۹) استرشاد (۱۰) اصلاح (۱۱) اخلاص (۱۲) معرفت (۱۳) شکر (۱۴) محبت

خواجہ اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ ان چودہ مقامات میں سے ہر مقام ایک پیغمبر کے حصہ میں آیا، توبہ حضرت آدم علیہ السلام، عبادت حضرت ادریس علیہ السلام، زہد و تقویٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، رضا حضرت ایوب علیہ السلام، قناعت حضرت یعقوب علیہ السلام، مجاہدہ حضرت یونس علیہ السلام، صدق حضرت یوسف علیہ السلام، تفکر حضرت شعیب علیہ السلام، استرشاد حضرت شیث علیہ السلام، اصلاح حضرت داؤد علیہ السلام، اخلاص حضرت نوح علیہ السلام، معرفت حضرت خضر علیہ السلام، شکر حضرت ابراہیم

علیہ السلام، اور محبت افضل الانبیاء رسالت مآب ختمی مرتب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسمائے مبارکہ سے منسوب کی گئی۔

آپ نے راہ سلوک کے مراتب ومناصب میں اہل طریقت وتصوف کے لئے دس باتوں کولازم وملزوم قرار دیا۔ وہ دس باتیں یہ ہیں۔ (۱) طلب حق کرنا (۲) تلاش مرشد کامل (۳) ادب ولحاظ (۴) رضا جوئی (۵) محبت فضول ترک کرنا (۶) تقویٰ (۷) استقامت شریعت (۸) کم کھانا، کم سونا (۹) لوگوں سے کنارہ کش رہنا (۱۰) صوم وصلوٰۃ پر کاربند رہنا

- آپ نے فرمایا کہ ''اہل سلوک میں قہقہہ لگانا گناہ کبیرہ ہے۔
- جو بھوکوں کو کھانا کھلا دیتا ہے اللہ اس کی ہزار حاجتیں پوری فرما دیتا ہے اسے دوزخ سے نجات ملتی ہے اور بہشت مقام ملتا ہے۔
- جو شخص پانچوں نمازیں بروقت ادا کرتا ہے وہ (نمازیں) قیامت کے دن اس کی راہنما بنتی ہیں۔
- جو شخص اپنے پیر کی خدمت کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کو بہشت میں جگہ عطا کر دے گا۔
- جو وظیفہ ورد ہر روز پڑھتا ہے اسے ترک نہ کرا گر دن کو نہیں پڑھ سکتا تو رات کو پڑھ لے۔
- جو شخص علماء و مشائخ سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے جو ان سے منہ پھیر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے منہ پھیر لیتا ہے۔
- جس نے جھوٹی قسم کھائی اس نے گویا اپنے گھر کو برباد کرلیا۔

حضرت خواجہ اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کے عظیم وجلیل بزرگ اور راہنما تھے خدا تعالیٰ کے فیضان سے پوری امت کو دامن مراد بھرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ نیاز بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خوب کہا تھا کہ۔

خواجۂ خواجگاں معین الدین   فخر کون و مکاں معین الدین
سر حق رابیاں معین الدین   بے نشاں را نشاں معین الدین
مرشد راہنمائے اہل صفا   ہادی انس و جاں معین الدین

سانس لینے کے مسائل

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

تحریر۔ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد عبدالحکیم شرف قادری

جناب غریب اللہ نازی صاحب نے فورٹ عباس سے ایک سوالنامہ راقم کے پاس بھجوایا۔ اس میں مرکزی سوال یہ تھا کہ انسان کھانے پینے اور سانس لینے کا محتاج ہے۔ سنت مصطفیٰ ﷺ نے کھانے پینے کے آداب بتائے ہیں جو معروف ہیں سانس لینے کے سلسلے میں کیا راہنمائی کی ہے؟ (شرف قادری)

جوابات سے پہلے تمہیداً یہ ذہن میں رہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: جو کچھ رسول تمہیں دیں، لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔ (الحشر ۵۹/۷) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جو حرام فرمایا وہ حرام ہے۔ اور ''ماسکت عنه فهو عفو'' اور جس چیز سے سکوت فرمایا ہے وہ معاف ہے۔ (مشکوۃ شریف۔ عربی ص ۳۶۲)

آپ کا پہلا سوال یہ ہے کہ سنت طریقہ کیا ہے؟ ناک سے سانس لیا جائے یا منہ سے؟ جہاں تک راقم کا مطالعہ ہے اس بارے میں سرکار دوعالم ﷺ کا کوئی حکم نہیں مل سکا کہ سانس منہ سے لیا جائے یا ناک سے۔

دوسرے سوال میں آپ نے پوچھا ہے کہ بیالوجی / علم حیاتیات نے بتایا ہے کہ سانس، ناک کے ذریعے لینا چاہیے اور منہ کے ذریعے چھوڑنا چاہیے کیا یہ اصول سنت کے عین مطابق ہے؟

جب اس بارے میں واضح حکم معلوم نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ منہ سے سانس لیں یا ناک سے، دونوں طرح اجازت ہے اور علم حیاتیات کا بیان کردہ فارمولہ سنت کے مخالف نہیں ہے۔ البتہ حدیث شریف کے اشارات سے ناک کے ذریعے یا منہ کے ذریعے سانس لینے کا ثبوت ملتا ہے۔

(۱) حضرت صفوان بن یعلی رضی اللہ عنہ نے مقام جوانہ میں نبی اکرم ﷺ کی اس وقت زیارت کی جب آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی ان کا بیان ہے کہ **وھو یغط** آپ خراٹے لے

رہے تھے (جیسے سویا ہوا آدمی لیتا ہے) (بخاری شریف، عربی، ج۱، ص۲۰۸) ظاہر ہے کہ سویا ہوا آدمی ناک ہی سے سانس لیتا ہے بشرطیکہ ناک بند نہ ہو۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں سے ایک شخص نیند سے بیدار ہو پھر وضو کرلے تو اسے چاہیے کہ تین مرتبہ پانی ناک میں چڑھا کر واپس گرائے۔ فان الشیطان یبیت علی خیشومہ۔ اس لئے کہ شیطان اس کے نتھنے پر رات گزارتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف عربی، ص۴۵)

ظاہر ہے کہ ناک کے ذریعے سانس لینے سے فضا میں اڑنے والے ذرات نتھنے میں جم جائیں گے اور ایسی میلی کچیلی جگہیں ہی شیطان کی پسندیدہ ہیں۔ لہٰذا شریعت اسلامیہ نے ناک میں پانی چڑھانا غسل میں فرض اور وضو میں سنت قرار دیا۔ لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ فنام حتیٰ نفخ۔ آپ سوگئے حتیٰ کہ منہ کی جانب سے سانس لیا۔ (مشکوٰۃ شریف، ص۱۰۶) نفخ کا معنی پھونک مارنے کے ہیں اور پھونک منہ ہی سے ماری جاتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ از روئے سنت کوئی پابندی نہیں، لیکن علم حیاتیات والوں کی ہدایت پر عمل کیا جائے تو بھی مضائقہ نہیں ہے۔

○ کیسی فضا میں سانس لینا چاہیے، کیسی آب و ہوا سے اجتناب کرنا چاہیے؟

جواب: فضا ایسی نہیں ہونی چاہیے جہاں بیماروں کی رہائش ہو، بخاری شریف میں حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ لا یورد الممرض علی المصح (بخاری شریف، ص۸۵۹) کسی بیمار کو کسی تندرست پر وارد نہ کیا جائے۔ یعنی جس کمرے میں تندرست رہتا ہو وہاں بیمار کو لے جا کر نہ ٹھہرایا جائے۔ تاکہ فضا آلودہ نہ ہوجائے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ قبیلہ ثقیف کے وفد میں ایک جذامی (کوڑھی) تھا نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا کہ تو واپس جا، ہم نے تجھے بیعت کرلیا۔ (ارجع فقد بایعناک) یہ بھی حدیث میں ہے کہ جب تم سنو کہ کسی علاقے میں طاعون ہے تو وہاں داخل نہ ہو۔ (بخاری شریف، ص۸۵۳)

نیز فضا متعفن اور بدبودار نہیں ہونی چاہیے، اسلام میں وضو، مسواک اور ناک میں پانی چڑھانے کی اہمیت روز روشن کی طرح واضح ہے۔ اس طرح انسان کا منہ خوراک کے ذرات سے پاک صاف ہوجاتا ہے۔ بلکہ ان کے اجتماع سے جو منہ میں بدبو پیدا ہوتی ہے وہ بھی

دور ہوجاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں ہمیں پسند ہیں ان میں سے ایک خوشبو ہے۔ (دیکھیے فیض القدیر شرح جامع صغیر۔ از۔ امام عبدالرؤف مناوی، ج۳/۲۷۰)

آپ ﷺ کا جسد اقدس اور پسینہ قدرتی طور پر خوشبودار تھا۔ اس کے باوجود خوشبو کا استعمال پسند فرماتے تاکہ ماحول معطر ہو۔ علاوہ ازیں باغ کی کھلی فضا کو پسند فرماتے۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۵، نیز ص۵۶۳) (بخاری شریف، ص۵۱۹) رسول اللہ ﷺ کو یہ بات سخت ناپسند تھی کہ آپ سے ناپسندیدہ بو محسوس کی جائے۔ (بخاری شریف کتاب الحیل) پیاز اور لہسن کھا کر مسجد کے قریب آنے سے منع فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف ۶۹)

صحابۂ کرام خود محنت، مشقت کیا کرتے تھے۔ ان ہی کپڑوں میں جمعہ پڑھنے کے لئے آجاتے، جب مسجد میں اکٹھے ہوتے تو انہیں پسینہ آتا اور ان سے مختلف بوئیں اٹھتیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کتنا اچھا ہوتا کہ تم اس دن کے لئے غسل کرلیتے۔ (بخاری شریف ج۱ ص۱۲۳) بلکہ خوشبو لگانے کی بھی ترغیب دی۔ (بخاری شریف ج۱ ص۱۲۱)

ان احادیث سے صاف پتہ چلتا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ماحول کو تعفن سے بچانے کا اہتمام کیا ہے اور درس دیا ہے کہ ماحول کو خوشگوار اور معطر بناؤ۔

حدیث شریف میں کہ نبی اکرم ﷺ نے مشکیزے کے منہ کو الٹ کر منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا: نھی رسول اللہ ﷺ اختناث الاسقیۃ وزاد فی روایۃ و اختناثھا ان یقلب رأسھا ثم یشرب منہ (مشکوٰۃ شریف، ص۳۷۰)

وجہ یہ ہے کہ بار بار منہ لگا کر پانی پینے سے مشکیزے کے منہ میں بدبو پیدا ہوجائے گی

۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ:

ان یتنفس فی الاناء او ینفخ فیہ (مشکوٰۃ شریف، ص۳۷۱) یعنی "برتن میں سانس لیا جائے یا اس میں پھونک ماری جائے۔" کہیں ایسا نہ ہو کہ کچھ تھوک پانی میں جا گرے یا آج کی زبان میں آدمی کے جراثیم پانی میں شامل نہ ہوجائیں۔

ایک صحابی کو فرمایا: ابن القدح عن فیک ثم تنفس (مشکوٰۃ شریف، ۳۷۱)
"پیالہ اپنے منہ سے جدا کرو پھر پانی پیو۔"

○ جو لوگ ناک بند ہونے کی وجہ سے صرف منہ سے سانس لیتے ہیں۔ ان کی صحت

اور دوسرے لوگوں کی صحت میں کیا فرق ہے؟

ایک تو یہی فرق ہے کہ اس کی ناک بند ہے۔ یہ کوئی صحت مندی کی علامت تو نہیں ہے۔

س: تکیہ کیسا ہونا چاہیے کہ سانس میں رکاوٹ نہ ہو۔

جواب: درمیانہ ہونا چاہیے نہ بہت موٹا کہ گردن ہی ٹیڑھی ہو جائے اور نہ بہت باریک کہ محسوس ہی نہ ہو۔ **خیر الامور اوسطها**۔ بہترین چیز وہ ہے جو درمیانے درجے کی ہو۔

س: صبح سویرے سیر کرنا اور لمبے لمبے سانس لینا بھی سنت ہے؟

جواب: ڈاکٹر ضرور اس کی تاکید کرتے ہیں اور اس کے فوائد بھی ہیں کہ آدمی کو آکسیجن وافر مقدار میں پھانکنے کے لئے مل جاتی ہے لیکن کھانے پینے اور دیگر معاملات میں نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے والے کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص فجر کی نماز باجماعت پڑھے پھر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے، پھر دو رکعتیں پڑھے اس کے لئے حج اور عمرے کے ثواب کی مثل ثواب ہے۔ (مشکوۃ شریف، ص۸۹)

س: مریض سے کتنی دور بیٹھ کر عیادت کی جائے تاکہ اس کا سانس تندرست کو متاثر نہ کر سکے؟

جواب: دوسری بیماریوں کے بارے میں تو معلوم نہیں لیکن جذام (کوڑھ) کے مریض کے بارے ایک روایت میں ہے کہ تم اس سے بات کرو جب کہ تمہارے اور اس کے درمیان ایک یا دو نیزوں کا فاصلہ ہو۔ (معجزات فی الطب ص۱۷۱، علامہ محمد سعید سیوطی)

س: کیا اچھے اور برے خیالات کا مثبت اور منفی اثر، سانس پر پڑتا ہے؟

ج: ضرور پڑتا ہے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تجھ سے ہو سکے تو اس حال میں صبح کرے کہ تیرے دل میں کسی کے لئے بدخواہی نہ ہو۔ **ان قدرت ان تصبح و تمسی و لیس فی قلبک غش لاحد فافعل** (مشکوۃ شریف، ص۳۰) "دل ہی ہے جو پورے جسم کا حکمران ہے اور پورے جسم کو خون سپلائی کرتا ہے۔"

جب بلڈ پریشر ہائی یا لو (High or Low) ہو تو سانس کا توازن بگڑ جائے گا اور اگر حد اعتدال

پر ہو تو توازن برقرار ہوگا یہی وجہ ہے کہ جب کسی کی پریشانی رفع ہو جائے تو کہا جاتا ہے کہ اب میں نے سکھ کا سانس لیا۔ اور دہشت ناک منظر دیکھ کر آدمی کا سانس رک جاتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: **اتقو الغضب فانه جمرة علی قلب ابن آدم** (مشکوۃ شریف، ص۴۳۷) "غصے سے بچو کیونکہ یہ انسان کے دل پر انگارہ ہے۔"

س: چھینک یا جمائی کے وقت منہ پر ہاتھ رکھنا ضروری ہے؟

ج: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے ایک شخص کو جمائی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے۔

فان الشیطان یدخل (مشکوۃ شریف، ص۴۰۶) "کیونکہ شیطان داخل ہو جاتا ہے۔

"ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو چھینک آتی تو اپنے ہاتھ یا کپڑے سے چہرے کو ڈھانپ لیتے اور آواز کو پست فرماتے۔ (یعنی بلند آواز سے چھینک نہیں لیتے تھے) (مشکوۃ، ص۴۰۶)

س: تھوکنے کا تعلق بھی منہ اور سانس سے ہے کس طرح تھوکنا چاہیے اور کس طرف تھوکنا چاہیے؟

جواب: ایک تو مسجد میں نہیں تھوکنا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے۔ البزاق فی المسجد خطیئة و کفار تها دفنها (مشکوۃ شریف، ص۶۹) مسجد میں تھوکنا خطا ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے دفن کر دیا جائے (یا صاف کر دیا جائے) دوسری بات یہ ہے کہ قبلہ رخ نہ تھوکے، اور نہ ہی دائیں جانب تھوکے، حدیث شریف میں ہے۔ جب تم میں سے ایک شخص نماز کی طرف کھڑا ہو تو **فلا یصق امامه فانما یناجی الله مادام فی مصلاه ولا عن یمینه** (مشکوۃ شریف، ص۶۹) سامنے کی طرف نہ تھوکے، کیونکہ وہ جب تک جائے نماز میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتا ہے۔ اسی طرح دائیں جانب بھی نہ تھوکے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے کچھ حضرات کی امامت کی اور قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوک دیا۔ رسول اللہ ﷺ ملاحظہ فرما رہے تھے۔ آپ نے ان کے ساتھیوں کو فرمایا کہ (آئندہ) یہ تمہیں نماز نہ پڑھائیں۔ اس کے بعد انہوں نے نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو ان کے ساتھیوں نے انہیں منع کر دیا اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کی اطلاع دی۔

انہوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ راوی (حضرت سائب بن خلد رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میرا گمان یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ان قد آذیت اللہ و رسولہ (مشکوۃ شریف، ص ۷۱) ''بے شک تو نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دی ہے۔''

اسی کو بنیاد بنا کر عرف عام میں اس بات کو قبیح اور مخاطب کی بے عزتی قرار دیا جاتا ہے کہ کسی سے بات چیت کرتے ہوئے اس کی طرف منہ کر کے تھوک دیا جائے اور ڈاکٹر تو جگہ جگہ تھوکنے سے منع کرتے ہیں کیونکہ اس طرح جراثیم پھیلتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد قرطبہ سے علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

اے حرم قرطبہ! عشق سے تیرا وجود
عشق سراپا دوام جس میں نہیں رفت و بود
رنگ ہو یا خشت و سنگ، چنگ ہو یا حرف و صوت
معجزہ فن کی ہے خون جگر سے نمود!
قطرہ خون جگر، سل کو بناتا ہے دل
خون جگر سے صدا سوز و سرور و سرود!
تیری فضا دل فروز، میری نوا سینہ سوز
تجھ سے دلوں کا حضور، مجھ سے دلوں کی کشود
عرش معلی سے کم سینہ آدم نہیں
گرچہ کف خاک کی حد ہے سپہر کبود
پیکر نوری کو ہے سجدہ میسر تو کیا
اس کو میسر نہیں سوز و گداز سجود!
کافر ہندی ہوں میں، دیکھ مرا ذوق و شوق
دل میں صلوۃ و درود، لب پہ صلوۃ و درود
شوق مری لے میں ہے، شوق مری نے میں ہے
نغمہ اللہ ہو میرے رگ و پے میں ہے
تیرا جلال و جمال، مرد خدا کی دلیل
وہ بھی جلیل و جمیل، تو بھی جلیل و جمیل
تیری بنا پائیدار، تیرے ستوں بے شمار
شام کے صحرا میں ہو جیسے ہجوم نخیل!
تیرے در و بام پر وادی ایمن کا نور
تیرا منار بلند، جلوہ گہ جبرئیل
مٹ نہیں سکتا کبھی مرد مسلماں، کہ ہے
اس کی اذانوں سے فاش سر کلیم و خلیل
اس کی زمیں بے حدود، اس کا افق بے ثغور
اس کے سمندر کی موج، دجلہ و دنیوب و نیل!

کعبہ ارباب فن! سطوتِ دینِ مبین
تجھ سے حرم مرتبت اندلسیوں کی زمین
ہے تہ گردوں اگر حسن میں تیری نظیر
قلب مسلماں میں ہے اور نہیں ہے کہیں

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک

تحقیق و تحریر: ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم ریڈر شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ ہمدرد، ہمدرد نگر، نئی دہلی (انڈیا)

مشہور حدیث ہے میری اُمت میں تہتر ۷۳ فرقے ہوں گے ان میں صرف ایک ہی فرقہ ناجی ہوگا باقی بہتر ۷۲ جہنمی ہوں گے۔ ناجی فرقہ کون سا ہوگا اس میں بڑا اختلاف ہے۔ ہر مکتب فکر کے ماننے والے اپنے آپ کو ناجی کہتے ہیں۔ لیکن سچ بات یہ ہے ناجی فرقہ وہی ہے جس نے صراط مستقیم پر چل کر اپنی زندگی بسر کی ہو۔ قرآن حکیم میں اسی حکمت کے تحت صراط مستقیم پر ثابت قدمی کے ساتھ چلنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ صراط مستقیم پر چلنے کا نتیجہ کیا ہوگا اس کی وضاحت خود قرآن حکیم نے انعمت علیھم سے کی ہے۔ اس نعمت کا زمرہ میں وہی لوگ آتے ہیں جو اپنی دینی و تبلیغی کارناموں کی بنیاد پر نہ صرف زندہ و تابندہ ہیں بلکہ ان کا کردار و عمل ملت اسلامیہ کے لیے آج بھی مشعل ہدایت ہے۔

قدیم اسلامی تاریخ میں ملت اسلامیہ کے دو ہی فرقے مشہور تھے۔ ایک فرقہ کو شیعہ اور دوسرے فرقہ کو سُنّی کہا جاتا تھا۔ حکومت کی نظروں میں آج بھی یہی دو فرقے مستند مانے جاتے ہیں۔ عربی و فارسی بورڈ اترپردیش کے امتحان کے فارم پر آج بھی امیدوار سے صرف شیعہ اور سُنّی ہی کے بارے میں معلومات فراہم کی جاتی ہے۔ شیعہ کسے کہتے ہیں اس کی وضاحت کی یہاں ضرورت نہیں۔ سُنّی کی تعریف مختصر طور پر یہ کی گئی ہے کہ جو ما انا علیہ و اصحابی کا مصداق ہو۔ میں پورے عالم اسلام کی بات تو نہیں کرتا۔ بات صرف ہندوستان کے تناظر میں کی جارہی ہے۔ کتب تواریخ ہند سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان کے قدیم مسلم باشندے یا تو شیعہ تھے یا سُنّی تھے۔ سُنّی علماء و فضلاء کی مذہبی فکر وہی تھی جو اسلاف کی تھی۔ وہ اپنے اسلاف کے عقیدے پر مضبوطی سے قائم تھے۔ انھوں نے کسی مصلحت کے تحت زمانہ سے کسی معاملہ میں کوئی سمجھوتہ نہیں کیا۔ مولانا سید سلیمان ندوی صاحب کے سامنے جب ایک مرتبہ ملت اسلامیہ کے فرقوں کا ذکر آیا تو انھوں نے فرمایا!

''تیسرا فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی روش پر گامزن رہا اور اپنے آپ کو اہل السنت کہتا رہا اس گروہ کے زیادہ تر پیشوا بریلی اور بدایوں کے علماء تھے۔'' (۱)

مولانا ثناء اللہ امرتسری کے اس قول کو بھی سید صاحب کی تائید میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں، ''امرتسر میں مسلم آبادی غیر مسلم آبادی کے مساوی ہے اسی سال پہلے تقریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی کہا جاتا ہے۔'' (۲)

مشہور اسلامی مورخ شیخ محمد اکرام نے بھی کچھ اسی طرح کا خیال پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"فاضل بریلوی مولانا احمد رضا نے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی۔" (۳)

برصغیر کے مسلمانوں کا عقیدہ کیا تھا آج کی موجودہ اصطلاح میں وہ بریلوی تھے یا دیوبندی، اہل حدیث اور اہل قرآن تھے یا ان کا کوئی اور ہی نقطۂ نظر تھا۔ ان اختلاف کا نقطہ آغاز کیا ہے یہ بحث باضابطہ ایک الگ مقالہ کی متقاضی ہے، تاہم اتنا مسلم ہے کہ برصغیر کے قدیم مسلمانوں کا مذہبی تعلق مسلک اہل سنت و جماعت سے تھا۔ جنہیں عرف عام اور خصوصاً شمالی ہند میں آج بریلوی کہا جاتا ہے۔ جب ہم برصغیر کے مسلمانوں کی قدیم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے بیشتر عوام و خواص کی زندگی مسلک اہل سنت و جماعت پر گامزن رہ کر خلفائے راشدین، ائمہ دین اور مشائخ طریقت کی اتباع و پیروی میں گذری اور دینی امور میں اسی قدیم روش کو بہتر سمجھ کر اس پر سختی سے گامزن رہے۔ یہ سلسلہ برصغیر میں محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے ہوتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور پھر ان کے فرزند سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تک جاری رہا۔ پھر انھیں ہی کے خانوادہ کے ایک نامی گرامی شخصیت سے جو مسلکی منافرت کی آگ بھڑکی تو اس کے شعلے آج تک بھی سرد نہ ہو سکے۔ ایسا انھوں نے کیوں کیا اس موضوع پر متعدد کتابیں متعدد زبانوں میں آچکی ہیں ارباب ذوق ان کتابوں کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

برصغیر کے قدیم علماء کے مذہبی نظریات و معتقدات کیا تھے۔ اس کا جائزہ لینے کے بجائے مناسب ہوگا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مسلکی رجحانات کا جائزہ لے لیا جائے جنہیں ہر مکتب فکر کے لوگ اپنا مسلکی پیشوا تسلیم کرتے تھے۔ برصغیر کی یہ وہ واحد شخصیت ہے جسے ہر مسلک کے ماننے والے علماء نے اپنا قائد تسلیم کیا ہے اور اپنے عقائد و نظریات کی تائید میں ولی اللہی اقوال پیش کئے ہیں۔ صاحب نزہۃ الخواطر (الاعلام) نے مفتی عنایت احمد کاکوروی کے حوالے سے لکھا ہے:

"ان الشیخ ولی اللہ مثلہ کمثل شجرہ طوبیٰ اصلھا فی بیتہ وفرعھا فی کل بیت من بیوت المسلمین فما من بیت ولا مکان من بیوت المسلمین و امکنتھم الا وفیہ فرع من تلک الشجرۃ لا یعرف غالب الناس این اصلھا" (۴)

(شاہ ولی اللہ کی مثال شجر طوبیٰ کی طرح ہے کہ تنہ ان کے گھر میں ہے اور اس کی شاخیں تمام مسلمانوں کے گھروں تک پہونچی ہوئی ہیں مسلمین کا کوئی گھر اور ٹھکانا ایسا نہیں جہاں اس کی ٹہنی نہ پہونچی ہو، اکثر لوگوں کو خبر نہیں کہ اس ٹہنی کی جڑ کہاں ہے۔)

کتب تصوف کے مطالعہ سے حضرت شاہ صاحب کے جن عقائد و نظریات کا پتہ چلتا ہے اس سے تو یہی ثابت ہو رہا ہے کہ شاہ صاحب اسی مسلک کے حامی تھے جس کی ترجمانی اور نشر و اشاعت اس دور میں علمائے اہل سنت و جماعت بالفاظ دیگر سنی بریلوی علماء کر رہے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب علم غیب، حاضر و ناظر، تصرف و اختیار، میلاد شریف، احیائے موتی، نذر و نیاز، عرس و فاتحہ زیارت قبور اور

استمداد و استعانت کے سلسلے میں بہت واضح اپنا موقف رکھتے تھے۔ ان میں بعض پر ان کا اور بعض پر ان کے آباء و اجداد کا عمل تھا۔ جسے شاہ صاحب نے نہ صرف اپنی کتابوں میں بیان کیا بلکہ ان پر عمل کرنے کی خود کوشش بھی کی۔ ذیل میں اُن کی اُن تصانیف سے جن کا تعلق کتب تصوف سے ہے بلا تبصرہ کچھ عبارتیں بطور شہادت پیش کی جارہی ہیں۔ ممکن ہے کہ ان عبارتوں کو ہمارے بعض محققین الحاقی کہیں تو اس سلسلے میں تفصیلی گفتگو کسی قدر مقالہ کے آخر میں کی گئی ہے جس سے تمام شکوک و شبہات زائل ہو گئے ہیں۔

تصرفاتِ اولیاء:

شاہ صاحب کی کتب تصوف میں "انفاس العارفین" اور اب "القول الجلی" کو بڑی شہرت ملی "انفاس العارفین" کے مترجم جناب سید محمد فاروق قادری نے اسے ولی اللہی تصوف کی معرکۃ الآرا کتاب قرار دیا ہے۔ مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱۷ء کا مطبوعہ نسخہ اس وقت راقم کے سامنے ہے۔ اس نسخہ کے ص ۲۵ پر شاہ صاحب نے اپنے والد ماجد کے پیر و مرشد حضرت خلیفہ ابوالقاسم اکبرآبادی کا تذکرہ کیا ہے۔ اس تذکرہ میں شاہ صاحب ایک واقعہ میں درج کرتے ہیں:

"حضرت خلیفہ ابوالقاسم سفر حج میں جہاز کے اندر اپنے ساتھیوں کو اولیاء اللہ کے بلند مقامات اور ان کے کرامات کا بیان کر رہے تھے کہ بات طی الارض یعنی چشم زدن میں دور دراز مقامات کو طے کرنے اور مشی بر آب یعنی پانی پر قدم سے چلنے کی بات چل پڑی تو جہاز کے کپتان نے ان کی کرامات سے انکار کر دیا اور کہنے لگا کہ ایسے چھوٹ کے طومار بہت سے سننے میں آئے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی یہ سن کر خلیفہ ابوالقاسم کی غیرتِ ایمانی جاگ اٹھی رہا نہ گیا اور سمندر میں چھلانگ لگادی یہ دیکھ کر لوگوں نے کپتان کو ملامت کی اور کپتان خود بھی اس بات پر نادم ہوا کہ میرے انکار کی وجہ سے فقیر ہلاک ہوگیا اور آپ کے رفقاء بھی آپ کی جدائی سے غمگین ہونے لگے کہ حضرت خلیفہ نے آواز دی کہ رنجیدہ نہ ہوں میں بخیر عافیت ہوں اور پانی کی سطح پر سیر کر رہا ہوں۔ یہ منظر دیکھ کر اہل جہاز اور کپتان حضرت کے نیاز مندوں میں شامل ہوگئے۔" (۵)

علم غیب:

علم غیب کے تعلق سے بھی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا عقیدہ بالکل واضح تھا اس سلسلے میں ان کے نظریات وہی تھے جو اس دور اکابر سنی علماء کا تھا اس کا اعتراف شاہ صاحب نے فیوض الحرمین میں ان الفاظ میں کیا ہے:

"العارف ینجذب الی خیر الحق فیصیر عنداللہ فیتجلیی لہ کل شئی" (٦)

اس طرح اور بھی دوسری عبارتیں ان کی تصانیف میں پائی جاتی ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ

حضور سید عالم ﷺ کی ذات مبارکہ تو بہت ہی ارفع و اعلیٰ اور بلند و بالا ہے۔ عام انسانوں میں جب کوئی بندہ ترقی کر کے بارگاہ خداوندی کے قریب ہوجاتا ہے تو اس پر ہر چیز روشن ہوجاتی ہے۔ اس تعلق سے صرف دو واقعات ان کے والد ماجد کے ولی الٰہی تصوف کی مستند کتاب انفاس العارفین کے حوالے سے ذیل میں درج کیے جارہے ہیں۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ

"میرے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن عصر کے وقت میں مراقبہ میں بیٹھا تھا کہ غیبت کی کیفیت طاری ہوئی میرے لیے اس وقت کو چالیس ہزار برس کے برابر کردیا گیا۔ اس مدت میں آغاز آفرینش سے روز قیامت تک پیدا ہونے والی مخلوق کے احوال و آثار کو مجھ پر ظاہر کردیا گیا۔" (۷)

حضرت شاہ صاحب اپنے والد ماجد کا ہی ایک دوسرا واقعہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"حضرت والد ماجد ایک مرتبہ حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی کے گھر گئے انھوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ حضرت کی خدمت میں شربت گلاب پیش کرو، وہاں دو بوتلیں رکھی تھیں لڑکے نے بڑی بوتل چھوڑ دی اور چھوٹی بوتل لاکر پیش کردی حضرت والد ماجد نے ہنستے ہوئے فرمایا کہ بیٹے بڑی بوتل کیوں چھوڑ آئے وہ بھی لے آؤ۔" (۸)

حاضر و ناظر:

حاضر و ناظر کے تعلق سے بھی ان کا عقیدہ کافی مستحکم تھا۔ وہ نہ صرف سرکار دو عالم ﷺ کو ہی حاضر و ناظر جانتے تھے بلکہ وہ ایک قدم آگے بڑھ کر اولیاء اللہ کے بھی حاضر و ناظر ہونے پر عقیدہ رکھتے تھے۔ اس سلسلہ میں انھوں نے ایک واقعہ اپنے والد ماجد کا بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

"ماہ رمضان میں ایک دن میری نکسیر پھوٹ پڑی تو مجھ پر ضعف طاری ہوگیا۔ قریب تھا کہ میں کمزوری کی بناء پر روزہ توڑ دوں مگر رمضان کے روزہ کی فضیلت کے ضائع ہونے کا غم لاحق ہوا اسی غم میں قدرے غنودگی طاری ہوئی تو حضرت پیغمبر ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے مجھے لذیذ اور خوشبودار زردہ عطا کیا ہے پھر انتہائی خوش گوار اور ٹھنڈا پانی بھی مرحمت فرمایا ہے میں نے سیر ہوکر پیا۔ میں اس غنودگی کے عالم سے نکلا تو بھوک اور پیاس بالکل ختم ہوچکی تھی عقیدت مندوں نے احتیاطاً میرے ہاتھوں کو دھوکر پانی کو محفوظ کرلیا اور تبرکاً اس سے روزہ افطار کیا۔" (۹)

اسی کتاب میں حضرت شاہ صاحب ایک دوسرا واقعہ بھی اپنے والد ماجد ہی کے تعلق سے نقل فرماتے ہیں۔

"محمد فاضل نے چاہا کہ اپنے بیٹے کو اجمیر بھیج دے اور راستے کی بدامنی کے پیش نظر وہ خود بھی اس کے ساتھ جانا چاہتا تھا۔ جب مجھ سے رخصت ہونے آیا تو میں نے کہا کہ

تمہارے جانے کی ضرورت نہیں کیوں کہ وہ بحفاظت واپس آجائے گا ہاں البتہ واپسی اجمیر سے دو منزل ادھر ڈاکو قافلہ پر حملہ کریں گے مگر اس کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے ہاں البتہ اسے سمجھا دیجیے کہ اُس وقت اپنی بہل الگ ایک طرف کھڑی کردے جب وہ وقت آیا تو حضرت والا اس طرف متوجہ ہوئے اور توجہ کے دوران آپ کے بدن پر ملال ظاہر ہوا حاضرین نے سبب پوچھا تو فرمایا کچھ دنوں کے سخت سفر نے تھکا دیا ہے۔ جب وہ لڑکا واپس آیا تو بیان کیا کہ وہاں ڈاکو آئے ہوئے تھے میں نے اپنی بہل کو ایک طرف کردیا وہاں حضرت والا مثالی صورت میں موجود تھے ڈاکوؤں نے پورے قافلے کو لوٹا مگر میری بہل محفوظ رہی۔" (۱۰)

اس واقعہ کو ذکر کرنے بعد مفتی جلال الدین احمد امجدی اپنی کتاب "بزرگوں کے عقیدے" میں ...تے ہیں:

"سرکار دو عالم ﷺ کا مدینہ شریف سے جان لینا کہ دہلی میں حضرت شاہ عبدالرحیم کو انتہائی بھوک و پیاس کے سبب بہت کمزوری پیدا ہوگئی ہے اور پھر حضور ﷺ کا ان کو کھانے پینے کے لیے خوشبودار زردہ اور خوشگوار ٹھنڈا پانی مرحمت فرمانا اور خود حضرت شاہ عبدالرحیم کا اجمیر شریف سے دو منزل ادھر ڈاکہ پڑنے کو دہلی میں بیٹھے ہوئے دیکھنا اور عین وقت پر محمد فضل کے بیٹے کی حفاظت کے لیے مثالی صورت میں پہنچ جانا یہ سب حاضر و ناظر کا کام ہے لہٰذا حضرت شاہ ولی اللہ نے ان واقعات کو لکھ کر اپنا یہ عقیدہ ثابت کردیا کہ حضور سید عالم ﷺ حاضر و ناظر ہیں بلکہ اولیاء اللہ بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں" (۱۱)

...حیائے موتیٰ (مُردوں کی زندگی)

اللہ کے نیک بندے اپنی قبروں میں زندہ رہتے ہیں اور وقت ضرورت دنیا والوں سے باتیں بھی ...تے ہیں اس تعلق سے دو تین واقعات شاہ صاحب کی تصانیف میں ملتے ہیں اس سے اندازہ لگایا ...کتا ہے کہ مردوں کی قبروں کی زندگی کے جواز کے تعلق سے ان کا موقف بالکل علمائے اہل سنت و ...ت کی طرح تھا۔ اس لیے انہوں نے ان واقعات کو اپنی تصانیف میں جگہ دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ...ے والد ماجد فرمایا کرتے تھے۔

"کہ جن دنوں اورنگ زیب اکبر آباد میں تھا یہ مختسب لشکر مرزا زاہد ہروی سے کچھ اسباق پڑھتا تھا۔ ...مانے میں اپنے والد کے ہمراہ اکبر آباد گیا سید عبداللہ بھی سید عبدالرحمٰن کی رفاقت کے سبب وہاں ...ود تھے۔ وہاں انہیں ایک عارضہ ہوگیا اور رحمت حق سے واصل ہوئے انھوں نے وصیت کی تھی کہ مجھے ...نوں کے قبرستان میں دفن کرنا تاکہ کوئی پہچان نہ سکے۔ چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ میں بھی اس دن ...ید بیمار تھا جنازہ کے ساتھ جانے کی سکت نہیں تھی جب میں تندرست ہوا اور چلنے پھرنے کی طاقت پیدا ...ا تو ایک ایسے شخص کے ساتھ جو ان کی جنازہ و دفن میں موجود تھا زیارت و برکت کے لیے ان کے

مزار مبارک کی طرف چل پڑا۔ یہ ان کی آخری وصیت کا کمال تھا کہ میرے ساتھی کافی غور وخوض کے با
وجود بھی ان کی قبر نہیں پہچان سکے۔ بالآخر اندازے سے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا میں وہاں بیٹھ کر قران
مجید پڑھنے لگا میری پشت کی طرف سے سید صاحب نے آواز دی کہ فقیر کی قبر ادھر ہے لیکن جو کچھ شروع
کر چکے ہو اسے وہیں تمام کرلو اور اس کا ثواب اس قبر والے کو بخش دو۔ جلدی مت کرو جو کچھ پڑھ رہے
ہو اسے انجام تک پہنچاؤ۔ تھوڑی دیر سوچ کر کہنے لگا کہ میں غلطی پر تھا حضرت سید صاحب کی قبر تمہارے
پیچھے ہے میں اس سمت ہو کر بیٹھا اور قرآن مجید پڑھنا شروع کیا اسی اثنا میں دل گرفتہ اور غمگین ہونے کے
سبب اکثر مقامات پر قواعد قرأت کی رعایت نہ کرسکا قبر میں سے آواز آئی کہ فلاں فلاں جگہ پر تساہل
سے کام لیا ہے قران کے معاملے میں حزم واحتیاط کی ضرورت ہے۔" (۱۲)

اللہ کے یہ برگزیدہ بندے نہ کہ صرف اپنی قبروں میں زندہ رہتے ہیں بلکہ وہ تصرف کے ذریعہ
عام انسانوں کی مدد بھی کرسکتے ہیں اس طرح کا ایک واقعہ شاہ عبدالعزیز نے بتایا کہ خود میرے والد
ماجد کے ساتھ بھی پیش آیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

"جب میرے والد ماجد مکہ معظمہ پہونچے تو حضرت امام حسن کو خواب میں دیکھا حضرت
نے شاہ صاحب کے سر پر ایک چادر ڈالی اور ایک قلم عنایت کیا اور فرمایا یہ میرے نانا
ﷺ کا قلم ہے اس کے بعد فرمایا ٹھہریئے امام حسین بھی تشریف لا رہے ہیں جب وہ
تشریف لائے تو انھوں نے قلم کو تراش کر والد ماجد کے ہاتھ میں دیا اسی وقت نسبت
باطن اور تقریر کا اتنا رنگ بدل گیا کہ جن لوگوں نے (شاہ صاحب سے) پہلے استفاضہ
کیا تھا وہ سابقہ نعمت کا احساس تک نہیں کرتے تھے۔" (۱۳)

زیارت قبور:

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی زیارت قبور کو امر مستحسن سمجھتے تھے وہ ہر پریشانی کے وقت زیارت
مزارات اولیاء کا مشورہ دیتے تھے انفاس العارفین کے ص ۱۰۷ پر یہ عبارت آج بھی موجود ہے۔

"اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا با صحاب القبور" (۱۴)
جب تم کسی معاملہ میں الجھ جاؤ تو اصحاب قبور سے استعانت کرو

حضرت شاہ صاحب اور ان کے آباء واجداد کا اس پر عمل تھا کہ وہ بزرگان دین کے مزارات پ
حاضری دیتے اور ان سے استفادہ واستعانت کو جائز سمجھتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب کا مکتوب المعارف
میں ایک خط شائع ہوا ہے جس کی عبارت یہ ہے۔

"جب میں حضرت میاں شاہ حبیب اللہ جیو کے مزار اقدس پر پہونچا اور فاتحہ پڑھ کر لطائف کی
طرف متوجہ ہوگیا تو کیا دیکھتا ہوں میرے سامنے ایک نور ہے اور اس کے بالمقابل ایک دوسرا نور
ہے جو مزار انور سے ظاہر ہوا ہے تھوڑی دیر میں یہ دونوں نور باہم مل کر ایسے ہوگئے جیسے پانی حباب
ٹوٹنے کے بعد یا لڑی گرہ کھلنے کے بعد۔ اس منظر سے میں انتہائی مسرور ومحظوظ ہوا۔" (۱۵)

حضرت شاہ صاحب کی ولادت خود ایک بزرگ کی بشارت سے ہوئی اس کا اعتراف شاہ نے کیا
ہے۔ وہ اپنے والد ماجد کا قول نقل کرتے ہیں کہ میرے والد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب نے فرمایا:

"ایک دفعہ میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کے لیے گیا
آپ کی روح مبارک ظاہر ہوئی اور مجھ سے فرمایا کہ تمہیں ایک فرزند پیدا ہوگا اس کا نام قطب الدین احمد
رکھنا اس وقت میری زوجہ عمر کے اس حصہ کو پہونچ چکی تھیں جس میں اولاد کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ میں
نے سوچا شاید اس سے مراد بیٹے کا فرزند یعنی پوتا ہے میرے اس وہم پر آپ فوراً مطلع ہوگئے اور فرمایا
مقصد یہ نہیں بلکہ یہ فرزند تمہارے صلب سے ہوگا کچھ عرصہ بعد دوسرے عقد کا خیال پیدا ہوا اور اس سے
کاتب الحروف ولی اللہ پیدا ہوا۔ میری پیدائش کے وقت والد ماجد کے ذہن سے یہ بات نکل گئی اس لیے
انھوں نے ولی اللہ نام رکھدیا کچھ عرصہ بعد جب انہیں یہ واقعہ یاد آیا تو انھوں نے میرا دوسرا نام قطب
الدین احمد رکھا" (۱۶)

اس واقعہ سے کئی باتیں معلوم ہوئیں پہلی بات تو یہی کہ مزارات اولیاء کے لیے سفر کرنا جائز ہے
خود حضرت شاہ عبدالرحیم چل کر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی بارگاہ میں پہونچے۔ اولیاء اللہ کو
بعد وصال بھی علم غیب ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب نے کئی سال قبل ہی فرزند کی ولادت کی بشارت دی اور اسی
پر بس نہیں بلکہ اس میں شاہ عبدالرحیم کو جب کچھ تردد ہوا تو خطرات قلب پر آگاہی حاصل کرتے ہوئے
اسے بھی دور کردیا۔

مزارات کی حاضری اور وہاں سے حاصل ہونے والے فیض وبرکات کے تعلق سے ذکر شاہ
صاحب نے اپنی تصانیف میں متعدد مقامات پر کیا ہے الدر الثمین میں لکھتے ہیں کہ:

"میں نے مدینہ منورہ میں مکمل سات مہینے قیام کئے علم ظاہر میں وہاں کے علماء سے
استفادہ کیا اور علم باطن میں روضہ مقدسہ کی جاروب کشی کی۔ حضرات اہل بیت اطہار کے
روضہ مقدسہ کی زیارت اور وہاں پر مراقبات سے مجھے بے حد روحانی فائدہ حاصل ہوا۔

فمن یومئذ انشرح صدری للتصنیف فی العلوم الشرعیه والحمدالله
اسی دن سے میرا سینہ کھل گیا علوم شریعت کی تصنیف میں (۱۷)

اس کا اعتراف حضرت شاہ صاحب نے فیوض الحرمین میں بھی کیا ہے:

"جب میں نے اہل بیت اطہار کے قبور کی زیارت کی تو مجھ پر ایک خاص طریقہ کا اظہار ہوا جو اولیاء
کا طریقہ ہے۔"

حضرت شاہ صاحب اپنے والد ماجد کے مزار سے جس طرح مستفیض ہوئے اس کا انھوں نے
برملا اعتراف اپنے فرزند حضرت شاہ عبدالعزیز سے بھی کیا ایک دن انھوں نے اپنے فرزند کو مخاطب کرکے
فرمایا:

"ہمارے والد جب دنیا سے آخرت کو منتقل ہوئے تو ہماری عمر تمہاری اس عمر کی طرح

تھی اور میرے چھوٹے بھائی میاں کی عمر رفیع الدین کی سی عمر تھی میں آپ کے مزار شریف پر آپ کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوکر بیٹھا کرتا تھا پھر مجھ پر راہ حقیقت کھلی ان حکایات کے بعد آپ نے آگاہ کیا کہ میری رحلت کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔" (۱۸)

اپنی اس نصیحت میں شاہ صاحب حضرت شاہ عبدالعزیز کو شاید یہ بتلانا چاہتے تھے کہ مجھے جو یہ نعمت ملی ہے اس کی ابتداء والد ماجد کے مرقد مبارک سے ہوئی او اس کا اتمام سرکار دو عالم ﷺ کے روضہ مبارکہ پر ہوا۔ درج بالا عبارت سے یہ بات مترشح ہے کہ اصل بات تو مزارات پر حاضری، ان سے استمداد، اکتساب فیوض و برکا و کشف قبور وغیرہ ہے جن پر شاہ عبدالرحیم سے لے کر شاہ عبدالعزیز تک سارے بزرگ عامل رہے۔ اور اس قسم کے واقعات سے ان کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ باقی رہا مزار کو مستقل حاجت روا سمجھنا تو کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اسے شرک نہ سمجھتا ہو۔

میلاد و فاتحہ

ماہ ربیع الاول شریف کی ۱۲ ر تاریخ کو میلاد شریف منعقد کرنا، کھانا پکوانا، نذر و نیاز دلوانا اور غرباء و مساکین میں کھانا تقسیم کرانا اس کا رواج خاندان ولی اللہی میں پہلے سے ہی تھا۔ حضرت شاہ وی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے الدر الثمین میں حدیث نمبر ۲۲ کے تحت اپنے والد ماجد حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم کے معمولات کا ذکر ان لفظوں میں کیا ہے۔

"میں ایام مولود شریف میں آنحضرت ﷺ کے میلاد کا کھانا پکوایا کرتا تھا ایک سال کچھ پاس نہ تھا بھنے ہوئے چنے تھے میں نے ان کو غرباء و مساکین میں تقسیم کیا میں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کے سامنے بھنے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں آپ شاد و بشاش ہیں۔" (۱۹)

یہ معمول صرف آپ کے آباء و اجداد کا ہی تھا خود شاہ صاحب بھی ۱۲ ر ربیع الاول شریف کو ایک مبارک اور مقدس دن کے طور پر منایا کرتے تھے القول الجلی میں اس کی صراحت شاہ صاحب کے الفاظ میں اس طرح موجود ہے

'قدیم طریقہ کے مطابق ۱۲ ربیع الاول کو میں نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور آنحضرت ﷺ کی کچھ نیاز تقسیم کی اور آپ کے مبارک بال کی زیارت کرائی۔ تلاوت کلام پاک کے دوران ملاء اعلیٰ کا ورود ہو اور رسول اللہ ﷺ کی روح پر فتوح نے اس فقیر اور اس سے محبت کرنے والوں کی طرف بہت التفات فرمائی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ ملاء اعلیٰ (فرشتوں کی ٹولی) اور ان کے ساتھ مسلمانوں کی جماعت نیاز مندی اور عاجزی کی بناء پر بلند ہورہی ہے (عروج کررہی ہے) اور اس کیفیت کی برکتیں اور اس کی لپٹیں حاضر ہورہی ہیں۔" (۲۰)

درج بالا عبارت سے بالکل صاف ظاہر ہے کہ حضرت شاہ صاحب خاص ۱۲ ر ربیع الاول کو سرکار

دو عالم ﷺ کی فاتحہ اور نیاز دلواتے اور نیک بخت حاضرین کو موئے مبارک زیارت کراتے۔ میلاد رسول ﷺ کی خوشی میں شیرینی تقسیم کرتے بلاشبہ ان کے اس عمل سے خود اور ان کے حاضرین محفل کے درجات بلند ہوتے۔

حضرت شاہ ولی اللہ، سرکار دو عالم ﷺ کا فاتحہ تو کرتے ہی تھے۔ حضرات ائمہ اہل بیت اطہار کا بھی فاتحہ کراتے تھے "القول الجلی" کے مرتب نے اس سلسلہ میں حضرت شاہ صاحب کا ایک ملفوظ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"عاشورہ کے ایام میں حضرات ائمہ اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کی طرف سے مکرر ارشاد ہوا کہ ان حضرات کی فاتحہ کرائی جائے چنانچہ ایک دن شیرینی منگوائی گئی اور قرآن مجید کا ختم کرکے فاتحہ دلائی گئی جس سے حضرات ائمہ اطہار کی ارواح طیبہ میں خوشی اور مسرت کے آثار ظاہر ہوئے۔" (۱۳)

میلاد اور اس کے فیوض و برکات کے تعلق سے حضرت شاہ صاحب نے اپنا ایک واقعہ فیوض الحرمین میں ان الفاظ میں درج کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"جب میں آنحضرت ﷺ کے مولد مبارک میں تھا میلاد شریف کے دن اور لوگ بھی جمع تھے درود شریف پڑھتے اور معجزے بیان کرتے تھے جو ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے اور وہ مشاہدے جو نبوت سے پہلے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا کہ اک بارگی انوار ظاہر ہوئے میں نہیں کہتا کہ ان آنکھوں سے دیکھا اور نہ یہ کہتا ہوں کہ روح کی آنکھوں سے دیکھا فقط خدا جانے کہ کیا امر تھا ان آنکھوں سے دیکھا کہ روح کے؟ پس تامل کیا تو معلوم ہوا کہ نور ان ملائکہ کا ہے جو ایسی مجلسوں پر موکل ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور اور انوار رحمت دونوں ملے ہوئے ہیں" (۲۲)

درج بالا عبارت سے ظاہر ہے کہ میلاد شریف منعقد کرنا اس میں درود شریف کا ورد اور معجزات کا ذکر کرکے رسول مقبول ﷺ کی یاد تازہ کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ ایسی مبارک محفلوں میں من جانب اللہ رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور سامعین پر خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

عرس مبارک:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی اور سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا عرس سراپا قدس بڑے اہتمام سے منایا کرتے تھے اور صرف عرس ہی نہیں بلکہ فاتحہ سوئم اور چہلم کا بھی اہتمام کیا کرتے تھے۔ شاہ صاحب کے مجموعہ ملفوظات "القول الجلی" نامی کتاب میں اس کا ذکر بڑی تفصیل سے موجود ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت شاہ صاحب اپنے والد کی قبر اطہر کے پاس خاموش بیٹھے تھے کہ اچانک آپ کو الہام ہوا کہ یہ بات لوگوں تک پہونچا دوں:

'' یہ فقیر چند نسبتیں رکھتا ہے ایک نسبت سے ولی اللہ فرزند عبدالرحیم ہے اور ایک نسبت سے انسان ہے اور ایک نسبت سے حیوان اور ایک نسبت سے نامی اور ایک نسبت سے جسم اور ایک نسبت سے جوہر اور ایک اعتبار سے وہ موجود ہے۔ اس اعتبار سے میں پتھر بھی ہوں اور درخت بھی ہوں، گھوڑا بھی اور ہاتھی بھی اونٹ بھی اور بھیڑ بھی۔ آدم کو اسماء کی تعلیم میں تھا، نوح کا طوفان جو اٹھا اور ان کی کامیابی کا سبب بنا وہ میں تھا۔ ابراہیم پر جو گلزار ہوا وہ میں تھا موسیٰ کی تورات میں تھا۔ عیسیٰ کا مردہ کا زندہ کرنے میں تھا۔ مصطفیٰ ﷺ کا قرآن میں تھا۔ سب تعریف اللہ رب العزت کے لیے ہے۔'' (۲۳)

آپ کے محترم چچا حضرت شیخ ابوالرضا کا عرس بھی بڑے اہتمام کے ساتھ منایا جاتا تھا اس عرس کے فیوض و برکات سے حضرت شاہ ولی اللہ بھی مستفیض ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں:

'' حضرت شیخ ابوالرضا محمد قدس سرہ کے عرس کی رات کو ان کے مقبرہ میں لوگوں کی بھیڑ اور نغمہ سرائی کا ہنگامہ برپا تھا۔ لوگ اپنے شوق اور وجد میں مصروف تھے۔ میں عشاء کے بعد اپنی مسجد شریف میں بیٹھا تھا کہ نور کا ایک ٹکڑا میرے پاس آیا اور آواز آئی کہ وہاں ذوق وشوق اور روح مبارک کی کرامات کا جو کچھ ظہور ہوا ہے وہ سب مل کر اس صورت میں ہوگئے ہیں جو آپ کو ارسال کیا گیا ہے۔ اس دوران نفس ناطقہ کا اثر تمام عالم میں ظاہر ہوا اور یہ بات واضح کی گئی کہ وہ نور اسی منبع کا تابع ہے۔'' (۲۴)

حضرت شاہ صاحب نے نہ یہ کہ صرف اپنے آباء و اجداد کا عرس کیا ہے۔ بلکہ دیگر اولیاء اللہ کے اعراس میں بھی شرکت کی اور ان کی ارواح سے استفادہ کیا ہے۔ ''القول الجلی'' کے مرتب لکھتے ہیں:

'' حضرت شاہ ولی اللہ صاحب حضرت مخدوم جمال الدین قدس سرہ کے عرس کے دن موضع پھلاودہ قبر شریف کی زیارت کے لیے گئے۔ وہاں بہت بھیڑ تھی۔ آپ کی قبر شریف کو چومنے میں لوگ کثرت سے مصروف تھے۔ آپ نے تھوڑی دیر وہاں توقف کیا پھر مقبرہ سے باہر آکر بیٹھ گئے اور فرمایا جب تک انسان زندہ رہتا ہے جس قدر بھی وہ اللہ کو یاد کرتا ہے اس کو ترقیات حاصل ہوتی ہیں اور جسمانی تعلق کی وجہ سے بشریت اور عالم اسلام کے بندھنوں کی وجہ سے پوری طرح چھٹکارا نہیں پاسکتا اور جب وہ اس جہاں سے رخصت ہوجاتا ہے اس وقت اس کو بشریت کے عوارض سے پوری طرح نجات حاصل ہوجاتی اور اس پر لاہوتی صفت غالب آجاتی ہے لہذا لوگ اس کی طرف جھکتے ہیں'' (۲۵)

حضرت شاہ صاحب نے اصل عبارت میں جملہ کا اختتام ''لہذا مسجودی شود'' پر کیا ہے جس کا ترجمہ سطور بالا میں ''جھکتے ہیں'' سے کیا گیا ہے۔ یہ شان مسجودیت کسی نیک بندے کو خداوند عالم کا قرب حاصل کرنے کے بعد ہی حاصل ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وہ برگزیدہ بندے جو اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور جن کا دیکھنا سننا پکڑنا چلنا سب اللہ تعالیٰ کے واسطے ہوتا ہے۔ ایسے برگزیدہ بندوں کی محبت اللہ تعالیٰ عوام کے دلوں میں ڈالدیتا ہے پھر عوام کے دل خود بخود اس کی طرف جھکتے ہیں۔ یہی ہے شان مسجودیت جو اولیاء اللہ کو فنافی اللہ ہونے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔

کشف:

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کشف بزرگ تھے مستقبل میں پیش آنے والے چیزوں سے آگاہی انہیں قبل از وقت ہوجایا کرتی تھی یہ اس کشف کا اظہار جابجا ان کی تصانیف میں درج ذیل عبارتوں سے ہوتا ہے۔ مشہور نقشبندی بزرگ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ صاحب کے کشف کے تعلق سے ایک قول نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

'' مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا صحیح کشف عطا کیا ہے کہ روئے زمین کی حالت مجھ سے پوشیدہ نہیں سب کچھ ہاتھ کی ہتھیلی کی لکیروں کی طرح مجھ پر عیاں ہے'' (۲۶)

حضرت شاہ صاحب نے اپنی اولاد کے تعلق سے لکھا ہے۔

'' اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے لطف سے یہ اولاد جو مجھ کو عنایت کی ہیں سب نیک بخت ہیں اور ان پر ایک طرح کی فرشتگی کا ظہور ہوگا اور غیبی تدبیر کا تقاضہ ہے کہ دو افراد پیدا ہوں جو سالہا سال مکہ اور مدینہ میں علوم دین کی ترویج کریں اور وہیں کی وطنیت اختیار کرلیں ماں کی طرف سے ان کا رشتہ مجھ سے ہوگا'' (۲۷)

شاہ صاحب کا یہ کشف بالکل سچ ثابت ہوا حضرت شاہ عبدالعزیز، حضرت شاہ رفیع الدین اور حضرت شاہ عبدالقادر یہ تینوں حضرات بہ ظاہر اور بہ باطن فرشتہ تھے جن دو افراد کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ سالہا سال مکہ اور مدینہ میں رہ کر دین کی خدمت کریں اس تعلق سے نواب صدیق حسن خاں کا یہ ریمارک قابل توجہ ہے وہ فرماتے ہیں۔

'' مصداق ایں آگاہی بہ ظاہر و جود ہر دو نواسۂ شاہ عبدالعزیز دہلوی است مولوی محمد اسحاق و محمد یعقوب کہ از دہلی کردہ در مکہ اقامت نمود سالہا سال بہ احیائے روایت حدیث بہ اہل عرب و عجم پر داختند۔'' (۲۸)

جیسا کہ آغاز گفتگو میں راقم نے بتایا تھا کہ حضرت شاہ صاحب کی وہ واحد شخصیت ہے جسے ہر مسلک کے لوگ اپنا پیشوا مانتے ہیں۔

لیکن اس مذہبی پیشوا کے دینی عقائد اور مذہبی رجحانات جس کا سطور بالا میں ذکر ہوا اس سے یہ بات طے کرنے میں شاید اب دشواری نہ ہو کہ حضرت شاہ صاحب ہر مکتب فکر کے پیشوا نہیں بلکہ صرف اور صرف مسلک اہل سنت و جماعت کے علمبردار تھے۔ ان کے معمولات و معتقدات اس دور میں وہی تھے جس پر اس دور میں مسلک اہل سنت و جماعت کے افراد سختی سے گامزن ہیں اور اہل سنت و جماعت وہی گروہ ہے جس کی سچی تعبیر اس دور میں بریلویت سے کی جاتی ہے۔ اپنے ان عقائد و نظریات کی بنا پر حضرت شاہ صاحب بلاشبہ سنیوں کے پیشوا و قائد تھے۔ اس کھلی حقیقت کے باوجود کس طرح دوسرے مکاتب فکر کے لوگوں نے انہیں اپنا پیشوا تسلیم کیا محل نظر ہے؟ اس سلسلہ میں جہاں تک راقم السطور کا مطالعہ کام کررہا ہے وہ وہی ہے جس کی طرف اشارہ دہلی کے مستند عالم دین حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید

فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے ان لفظوں میں کیا ہے: ''حضرت شاہ ولی اللہ اور آپ کے صاحبزادوں کی تالیفات میں تحریف کا سلسلہ ڈیڑھ سو سال سے رائج ہے۔''

مولانا ابوالحسن زید فاروق نے یہ بات یوں ہی نہیں کہی بلکہ انھوں نے اپنے اس قول کی تائید میں حضرت شاہ رفیع الدین کے نواسے مولانا ظہیر الدین سید احمد کا وہ قول پیش کیا ہے جو انھوں نے سو سال قبل فرمایا تھا۔

''آج کل بعض لوگوں نے بعض تصانیف کو اس خاندان کی جانب منسوب کر دیا اور درحقیقت وہ تصانیف اس میں سے کسی کی نہیں اور بعض لوگوں نے جو ان تصانیف میں اپنے عقیدے کے خلاف بات پائی تو اس پر حاشیہ جڑا اور موقع پایا تو عبارت کو تغیر وتبدل کر دیا۔'' (۲۹)

شاہ صاحب اور ان کے خانوادہ کے بعض افراد کی تصانیف میں تحریف اور الحاقات کا ہی اثر ہے کہ آج ہر مسلک کے لوگ انہیں اپنا پیشوا ماننے پر مصر ہیں ورنہ آپ سنجیدگی کے ساتھ سوچیے کہ جس کا پورا خاندان خالص سنی صحیح العقیدہ ہو وہ کس طرح ہر مکتب فکر کا پیشوا ہو سکتا ہے۔ مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کی حیات تک شاہ صاحب کی تمام تصانیف تحریف والحاق اور تغیر وتبدل سے محفوظ تھیں جس زمانہ میں وہابی تحریک کا زور ہوا۔ اسی دور مین یہ سارے کام ہوئے یہ ایک تلخ حقیقت ہے جس کا اظہار مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی نے ''القول الجلی'' کے مقدمہ میں شرح وبسط کے ساتھ ان لفظوں میں کیا ہے۔

''افسوس ہے مولانا اسماعیل کے پیروان اس کام (تحریف) میں بہت آگے بڑھ گئے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت شاہ عبدالعزیز کی تحریرات ومکتوبات حضرت شاہ عبدالقادر کا ترجمہ قرآن اور ان کی کتابیں، حضرت مجدد الف ثانی ان کی اولاد حضرت غلام علی، حضرت شاہ علم اللہ رائے بریلوی کے احوال میں خوب ہی تحریف کر کے محمد بن عبدالوہاب نجدی اور مولانا اسماعیل دہلوی کا ہمنوا سب کو قرار دیا ہے اللہ تعالی اس کتاب ''القول الجلی'' کو ان لوگوں سے محفوظ رکھے۔'' (۳۰)

شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان کے مصنف مولانا حکیم محمود احمد برکاتی نے تو یہاں تک لکھا ہے:

''شاہ صاحب کی مصنفات کو نایاب کر کے دوسرا قدم یہ اٹھایا گیا کہ اپنے مصنفات کو شاہ صاحب کی طرف منسوب کر دیا اور اپنے نظریات کی تبلیغ شاہ صاحب کے نام سے کی گئی'' (۳۱)

یہ کام کن لوگوں نے کیا ہوگا اس کی وضاحت کی یہاں چنداں ضرورت نہیں۔ سطور بالا میں اس طرف مختصراً اشارہ کیا گیا ہے۔ حضرت شاہ صاحب کی بیشتر تصانیف ایسی ہیں جن کے نام تو ملتے ہیں مگر ظاہر میں اس کا کوئی وجود نہیں ملتا اس کی ایک فہرست مولانا شاہ زید ابوالحسن فاروقی نے دی ہے اور حکیم محمود احمد برکاتی نے بھی واضح لفظوں میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ جو بیچارے اردو پڑھنے والے ہیں ان میں تجسس کی صلاحیت نہیں ہوتی وہ شاہ صاحب کی جانب جعلی اور مصنوعی کتابوں کو پڑھ کر ضلالت وگمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ میرا فرض ہے کہ میں ان رسائل کے نام سے انہیں آگاہ

کروں وہ جعلی اور مصنوعی رسائل یہ ہیں:

۱۔	تحفۃ الموحدین	اکمل المطابع دہلی	منسوب بہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی
۲۔	بلاغ المبین	مطبوعہ لاہور	منسوب بہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی
۳۔	تفسیر موضح القرآن	خادم الاسلام دہلی	منسوب مولانا شاہ عبدالقادر صاحب
۴۔	ملفوظات	مطبوعہ میرٹھ	منسوب بہ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی

جن کتابوں میں تحریفات ہوئی ہیں اس کی بھی ایک طویل فہرست ہے۔ بعض تحریفات کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ حضرت شاہ صاحب کی طرف بعض اپنی تصانیف کا نہ صرف انتساب کیا گیا ہے تحریفات وتغیرات بھی کیے گئے اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کی بعض اہم تصانیف میں حکم قرآ ''تلبسوا الحق بالباطل'' کی خلاف ورزی کرتے ہوئے الحاق بھی کیا گیا۔ جس کی طرف اشارہ حضر شاہ رفیع الدین کے پوتے حضرت سید ظہیر الدین احمد نے ان لفظوں میں کیا ہے۔

''صرف جعلی کتابیں ہی نہیں بلکہ الحاقات بھی ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر شاہ صاحب کی ''تفہیما کی یہ عبارت پیش کی جا سکتی ہے جو ان کی ساری تعلیمات میں ہمارے محققین کو سب سے پہلے نظر آ ہے۔ حالانکہ شاہ صاحب کے دوسرے نظریات سے وہ کوئی لگا نہیں کھاتی۔

كل من ذهب الى بلدة اجمير او الى قبر سالار مسعود او ماضاها لا جل حاجة يطلبها فانه اثم اثما اكبر من القتل والزنا اليس مثله الا مثل ما كان بعيد المصنوعات او مثـ من كان يدعو اللات والعزى. (۳۲)

قطع نظر اس بات کے کہ فی الواقع یہ بات درست ہے کہ نہیں مگر اتنا مسلم ہے یہ مذکورہ عبار خود شاہ صاحب کی تحریر جو زیارت قبور کے تعلق سے ''حجۃ اللہ البالغۃ'' مترجم مولانا عبدالرحیم کلا چوتی جلد ص ۲۵۹ لاہور۔ اور قبرستان میں داخل ہونے کے جو آداب ''القول الجمیل'' میں اور اصحاب قبور استمداد کا جو طریقہ سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز نے کمالات عزیزی میں ص ۴۴۷ مطبوعہ سعید کمپ ادب منزل نے لکھا ہے اس سے متصادم ہے۔ جہاں تک رہی اس عبارت کی صداقت کا معاملہ تو اس سلسلے میں صرف مولانا شاہ ابوالحسن زید ندوی کا تبصرہ برمحل ہوگا وہ لکھتے ہیں۔

''شاہ ولی اللہ کی عبارت میں اس باطل کا ملانے والا شریعت مطہرہ کے اصول وقواعد سے بے بہرہ ہے اس کو یہ معلوم نہیں کہ کسی فعل کے ثواب کو یا گناہ کو فرض قطعی کے ثواب سے یا حرام قطعی کے گ سے زیادہ اور بڑا قرار دینا صرف اللہ اور اللہ کے رسول کا کام ہے کوئی دوسرا اس کا بیان نہیں کر سکتا ا شخص کو نہیں معلوم کہ قتل کرنے اور زنا کرنے کے گناہ کا منکر کافر ہے اور اجمیر شریف اور بہرائچ شریف کسی حاجت کے لیے جانے والا اگر کہتا ہے کہ اس میں گناہ نہیں تو وہ کافر نہیں ہے۔'' (۳۳)

شاہ صاحب کے مسلکی رجحانات کے تعلق سے باضابطہ ریسرچ وتحقیق کی ضرورت ہے۔ ا

حضرت شاہ ولی اللہ ریسرچ سیل کے نگراں اس اہم موضوع کی طرف بھی اپنی توجہ مبذول کریں گے۔

آج کل دیکھا یہ گیا ہے کہ بعض دانشور طبقہ شاہ ولی اللہ کے مسلک کو دیوبندی مکتب فکر سے جوڑنے کی ہر ممکن جدو جہد کرتا ہے اور بانگ دہل یہ کہتا ہے کہ دیوبندی مکتب فکر کے علماء کے معتقدات وہی ہیں جو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے تھے۔ حالانکہ یہ ان حضرات کی انتہائی غلط فہمی ہے۔ مسلک دیوبند کا ولی اللہی مسلک سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اس سلسلہ میں اپنی ذاتی رائے قائم کرنے کے بجائے بہتر ہوگا کہ ایک مستند عالم دین کی تحریر پیش کردی جائے تا کہ حقیقت ارباب حق کے سامنے واضح ہوجائے۔ حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری استاد دارالعلوم دیوبند فرزند حضرت مولانا انور شاہ کشمیری دیوبندیت کے تعلق سے فرماتے ہیں۔

''میرے نزدیک دیوبندیت خالص ولی اللہی فکر بھی نہیں اور نہ کسی خاص خانوادہ کی گلی بندھی فکر دولت ومتاع میرا یقین ہے کہ اکابر دیوبند جن کی ابتداء میرے خیال میں سیدنا الامام مولانا قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور فقیہ اکبر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے ہے۔'' پھر آگے چل کر وہ لکھتے ہیں:

''یہ دیوبندیت کی ابتدا حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کرنے کے بجائے مذکورہ بالا دو عظیم انسانوں سے کرتا ہوں اس میں شک نہیں کہ ہماری حدیث کا سلسلہ حضرت شاہ صاحب پر ہی منتہی ہوتا ہے اور آج ہند و پاک میں حدیث وقرآن کے جو مزے سُنے جاتے ہیں ان میں خانوادہ ولی اللہی کا براہ راست دخل ہے اس لیے ان کی خدمات جلیلہ کا انکار نہیں ہوسکتا تاہم کم از کم مجھے تو شاہ صاحب اور دیوبند میں فرق نمایاں اور واضح نظر آتا ہے جس کے بعد دیوبندیت کو ولی اللہی فکر کا ایک سرچشمہ قرار دینے میں مجھے تامل ہے۔'' (۳۴)

حضرت شاہ صاحب کی متعدد تصانیف بطور خاص کتب تصوف میں توسل، استمداد، تصرف، علم غیب، حاضر و ناظر، بزرگانِ دین کے اعراس، میلاد و فاتحہ، نذر و نیاز، اطلاع خواطر، زیارت قبور، الغرض مسلک صوفیہ صافیہ سے بھری پڑی ہے۔ اس سلسلے میں ''انفاس العارفین'' کے مترجم مولانا محمد فاروق ایم اے کا دوٹوک فیصلہ لکھنا مناسب ہوگا۔ انھوں نے شاہ صاحب کے مسلکی رجحانات اور صوفیاء کے معمولات کا ''انفاس العارفین'' میں وضاحت کے ساتھ ذکر کر کے لکھا ہے۔ میں نے یہ چند حوالہ جات صرف اس لیے پیش کیے ہیں تا کہ اہل علم کی توجہ اس طرف مبذول کرادی جائے کہ ان باتوں کو محض بریلویت کی توہم پرستی کہہ کر شرک و بدعت قرار دے دینا تو رسمی سی بات ہے لیکن ذرا سوچیے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی شاہ عبدالرحیم، شیخ ابوالرضا، سراج الہند مولانا شاہ عبدالعزیز کیا یہ سارے کے سارے محدثین، اور علمائے حق شرک و بدعت کے عقائد و اعمال پر کار بند تھے اگر ایسا نہیں؟ تو پھر کیوں بریلوی علماء کو شرک و بدعت کا مرتکب گردانا جاتا ہے جو اپنے اکابر حضرت شیخ عبدالحق دہلوی، شیخ نور الحق محدث دہلوی، حضرت شاہ لی اللہ محدث دہلوی اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی روش پر گامزن ہیں؟

مصادر وماخذ

۱۔ سید سلیمان ندوی، حیات شبلی ص۴۶ اعظم گڑھ ۱۹۴۳ء
۲۔ ثناء اللہ امرتسری، شمع توحید ص۴۰ مطبوعہ سرگودھا
۳۔ شیخ محمد اکرم موج کوثر ص۰۷ طبع ہفتم
۴۔ عبدالحئی رائے بریلوی، الاعلام (نزہۃ الخواطر) جلد ۶ ص ۴۱۸
۵۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، انفاس العارفین ص ۴۵ مطبوعہ ۱۹۱۷ء
۶۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، فیوض الحرمین ص ۶۱
۷۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، انفاس العارفین ص ۳۶
۸۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، انفاس العارفین ص ۵۲
۹۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، انفاس العارفین ص ۳۸
۱۰۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، انفاس العارفین ص ۵۷
۱۱۔ جلال الدین احمد امجدی، بزرگوں کے عقیدے ص ۳۲۵ دہلی ۱۹۹۳ء
۱۲۔ شاہ ولی اللہ، انفاس العارفین ص ۱۴
۱۳۔ ملفوظات شاہ عبدالعزیز ص ۸۲ مطبع مجتبائی میرٹھ ۱۳۱۴ھ
۱۴۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، انفاس العارفین ص ۱۰۷
۱۵۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، مکتوب المعارف ص ۱۵ مطبع مطلع الانوار، سہارنپور
۱۶۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، انفاس العارفین ص ۱۴۴
۱۷۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، الدر الثمین ص ۵۷ سہارنپور ۱۹۵۴ء
۱۸۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، القول الجلی ص ۲۶۳ دہلی ۱۹۸۹ء
۱۹۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، الدر الثمین ص ۶۱
۲۰۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، القول الجلی ص ۴۷
۲۱۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، القول الجلی ص ۸۰۔۸۱
۲۲۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، فیوض الحرمین ص ۲۷ مطبع احمدی مدرسہ عزیزی دہلی
۲۳۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، القول الجلی ص ۳۶
۲۴۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، القول الجلی ص ۱۰۱
۲۵۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، القول الجلی ص ۳۸۸
۲۶۔ شاہ غلام علی دہلوی، مقامات مظہری ص ۳۴ مطبع احمدی ۱۲۶۹ھ
۲۷۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، القول الجلی ص ۲۳۹
۲۸۔ نواب صدیق حسن، اتحاف النبلاء ص ۴۳ مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۸ھ
۲۹۔ محمود احمد برکاتی، شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان ص ۱۴۱ دہلی ۱۹۹۲ء
۳۰۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، القول الجلی ص ۵۵۲
۱۳۔ محمود احمد برکاتی، شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان ص ۹۹
۳۲۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، تفہیمات الٰہیہ ج ۲ تفہیم ۴۴ ص ۴۹ شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد
۳۳۔ القول الجلی کی بازیافت ص ۱۴
۳۴۔ مسلک دیوبند کیا ہے۔ ماہنامہ البلاغ کراچی ص ۴۹ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ

انجمن اساتذہ پاکستان کے زیر اہتمام

امام احمد رضا ایجوکیشنل کانفرنس

ملک محمد محبوب الرسول قادری

انجمن اساتذہ پاکستان وطن عزیز میں دینی شعور کی بیداری، جذبہ حب الوطنی کے فروغ اور نئی نسل کو اسلام کی حقیقی روح سے آشنا کرنے کے لیے مصروف عمل ہے انجمن لاہور کے عجائب گھر میں پہلی مرتبہ ایک عظیم الشان ''امام احمد رضا ایجوکیشنل کانفرنس'' کا انعقاد کیا۔ جس میں کراچی سے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے بزرگ راہنما زینت السادات حضرت صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری ضلع اٹک کے دور افتادہ دیہاتی علاقہ برھان شریف سے نئی نسل کے نمائندہ قلمکار اور مسلک امام احمد رضا کے بے لوث مجاہد سید صابر حسین شاہ بخاری سمیت ملک بھر سے ماہرین تعلیم نے بھرپور شرکت کی۔ اس کانفرنس کی رپورٹ بزرگ عالم دین ادیب شہیر پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے اپنے ماہنامہ جہان رضا لاہور بابت ماہ جون، جولائی ۲۰۰۳ء میں پیش کی۔ جسے ہم ان کے شکریہ کے ساتھ نذر قارئین کر رہے ہیں.............لاہور کا عجائب گھر، اگرچہ ایک تاریخی یادگار ہے۔ جہاں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں لوگ پرانی تہذیبوں کے مناظر دیکھنے آتے ہیں۔ مگر ہمارے علماء کرام اور دینی طبقے اس بت کدے میں بہت کم قدم رکھتے ہیں۔ ''انجمن اساتذہ پاکستان'' کا خدا بھلا کرے۔ اس دفعہ انھوں نے امام احمد رضا پر ایک تعلیمی کانفرنس کا انعقاد کیا۔ اور اس میں امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تعلیمی پروگراموں کو عوام تک پہنچانے کے لیے اس عجائب گھر کے بہت بڑے ہال میں ایک اجلاس منعقد کیا جس میں خواتین اور مرد اساتذہ کی بڑی تعداد موجود تھی۔

''روزنامہ نوائے وقت'' کے ایک تجزیہ نگار نے ان الفاظ میں اس کانفرنس کا تجزیہ کیا ہے کہ اس موقع پر کراچی سے کانفرنس میں شرکت کے لیے لاہور آنے والی علمی شخصیت وجاہت رسول قادری چیئر مین ''ادارہ تحقیقات احمد رضا انٹرنیشنل'' نے خطاب کرتے ہوئے کہا امام اہلسنت مولانا احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ انھوں نے جدید تحقیق کے مطابق کم وبیش ۲۰۰ موضوعات پر ایک ہزار کے قریب چھوٹی بڑی کتابیں تصنیف اور تالیف کیں۔ جن میں سے ابھی تک متعدد مسودوں کی شکل میں ہیں۔ امام اہلسنت مقصدی لٹریچر کے علمبردار تھے۔ ان کی ہر تحریر میں کوئی مقصد اور پیغام ضرور موجود ہے۔ انھوں نے صرف علم ریاضیات پر ۵۵ کتابیں تالیف کیں۔ پانی کے بارے میں ایک سوال پر انھوں نے پاک پانی کی ۱۶۰ قسمیں ایسی بیان کر دیں جن سے وضو کیا جا سکتا ہے اور ۱۳۶

جائز قسم کے پانی کی وضاحت کر دی۔ جن سے وضو نہیں کیا جا سکتا۔ پانی کے بارے میں تفصیلی بیان فتاویٰ رضویہ'' کی جلد اول میں شامل ہے۔ امام احمد رضا کے تعلیمی افکار کے حوالے سے بات کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ تعلیم کا محور دین اسلام ہونا چاہیے۔ اس حوالے سے خود شناسی اور خدا کی معرفت حاصل کرنے کے بعد آگے بڑھا جائے تو سائنس آپ کی غلام اور تابع ہو جائے گی۔ ضلع منڈی بہاؤالدین سے تعلق رکھنے والے نوجوان سکالر محمد سلیم جندران کا مقالہ گزشتہ برس کی طرح اس میں بھی توجہ کا مرکز بنا۔ ان کے مطابق اساتذہ کو صرف کتب بینی تک محدود نہیں ہو جانا چاہیے۔ انہیں تعلیمی کانفرنسوں اور ریفریشر کورسوں میں ضرور شرکت کرنی چاہیے۔ انھوں نے تجویز پیش کی کہ محکمہ تعلیم ہر ضلع یا تحصیل کی سطح پر اساتذہ کے لیے سال میں کم از کم ایک تعلیمی کانفرنس یا ریفریشر کورس کا ضرور اہتمام کرنا چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ اساتذہ کی بھاری ذمہ داری کے پیش نظر اس کی تربیت کے موجودہ دور میں اضافہ ناگزیر ہے جو علم نہیں رکھتا اور محقق نہیں وہ استاد کہلانے کا حقدار نہیں۔ مولانا احمد رضا کے حوالے سے انھوں نے بتایا کہ امام اہلسنت کا نظریہ تھا کہ ہمیں شاندار تعلیمی ادارے قائم کرنے ہیں۔ اساتذہ کو بھاری تنخواہیں ملنی چاہئیں اور طلباء کو وظائف دیئے جائیں۔ اگر تدریس اور تعلیم کا منصب نالائق اور نا اہل لوگوں کے سپرد کر دیا جائے تو پھر قیامت کا انتظار کرو۔ ہمیں کوالٹی ایجوکیشن کی طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر لیاقت علی نیازی نے اپنے خطاب میں کہا قرآن پاک میں ۶۶۶ آیات مبارکہ ایسی ہیں جن میں سائنسی موضوعات بیان کیے گئے ہیں اس لیے یہ اشارہ ہے کہ مسلمان قوم کو سائنسی علوم کی طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ مقررین کے خطاب اور مقالوں سے یہ تاثر ابھرتا تھا کہ یونیورسٹی کالج، سکول ہر سطح کے اساتذہ کے نمائندگان کو اپنی روزی سے زیادہ اس علمی زبوں حالی، بے رنگی اور کم مائیگی کی فکر ہے جو آج پاکستان سمیت ساری دنیا کے مسلمانوں کو گھیر چکی ہے۔ کانفرنس کے آخر میں کچھ قرار دادیں پیش کی گئیں جن میں مطالبہ کیا گیا کہ علم اور سیاست کے متعلقہ شعبوں میں امام اہلسنت مولانا احمد رضا کی ناقابل فراموش خدمات کا تذکرہ شامل کیا جائے۔

برہان شریف ضلع اٹک سے آئے ہوئے ایک استاد سید صابر حسین شاہ بخاری اسٹیج پر تشریف لائے۔ آپ نے اعلیحضرت فاضل بریلوی کی علمی راہنمائی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے تحقیقی انداز میں اپنا مقالہ پڑھا۔ جسے اساتذہ کرام نے بے حد پسند کیا۔ سید صابر حسین شاہ بخاری اعلیحضرت فاضل بریلوی کے نظریات اور افکار پر کئی کتابیں لکھ چکے ہیں۔ اسی محفل میں استاذ الاساتذہ اور ماڈل کالج کے سابق پرنسپل جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب نے اپنے تدریسی تجربات کی روشنی میں اعلیٰ حضرت کے نظریہ تعلیم پر بڑی تفصیلی گفتگو کی۔

تاجدار بریلی نمبر (حصہ اول) کی پذیرائی

مرتبہ: محمد تاج قادری......ایڈیٹر

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کے محافظ، تنظیمی و تحریکی مجلّہ ''انوار رضا'' نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے چودھویں صدی ہجری کے مجدد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہٗ کی خدمات، علمی و روحانی مقام، تبلیغی کام، تحقیقی جدوجہد، تدریسی کاوشوں، اور سلسلہ طریقت کے حوالے سے ۵۱۲ صفحات پر مشتمل اردو اور انگریزی میں ''عظیم الشان تاجدار بریلی نمبر'' شائع کیا ہے اور اس وقت حصہ دوم بڑی تیزی سے تیاری کے مراحل طے کر رہا ہے۔ تاجدار بریلی نمبر کی ملک اور بیرون ملک کے علمی و دینی حلقوں میں زبردست پذیرائی ہوئی۔ چند ''مکاتیب بزرگان'' میں سے اہم حصے نذر قارئین ہیں۔

روزنامہ جنگ لاہور لاہور نے یکم اگست ۲۰۰۳ء کو اپنے ادب و ثقافت ایڈیشن میں تحریر کیا۔

''......ممتاز دینی صحافی ملک محبوب الرسول قادری کی زیر ادارت جوہر آباد سے شائع ہونے والے دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کے محافظ تنظیمی و تحریکی مجلّہ ''انوار رضا'' نے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں محدث بریلویؒ کی خدمات، کارناموں، علمی و تحقیقی کام، سیاسی بصیرت اور سیرت وسوانح کے حوالے سے پانچ سو سے زائد صفحات پر مشتمل اردو اور انگریزی زبان میں ''تاجدار بریلی نمبر'' شائع کیا ہے جو اپنے موضوع کے حوالے سے ایک اہم علمی اور تاریخی دستاویز کا درجہ رکھتا ہے۔ اس خاص نمبر میں چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر ہی نہیں بلکہ پوری دنیا سے علمی و تحقیقی مضامین و مقالات اور منظوم کلام کو شامل اشاعت کیا گیا ہے۔ وطن عزیز میں اپنی نوعیت کی یہ منفرد کاوش ہے۔......''

روزنامہ ''نوائے وقت'' ۱۰ اگست ۲۰۰۳ء کے سنڈے میگزین میں نامور ادیب ڈاکٹر انور سدید نے اپنے کالم ''تبصرۂ کتب'' میں قاضی مصطفیٰ کامل کا محررہ ''تاجدار بریلی نمبر'' پر تبصرہ ان الفاظ میں شائع کیا۔

''......پانچ سو صفحات سے زیادہ پر مشتمل یہ کتاب دراصل مجلّہ ''انوار رضا'' جوہر آباد کا

خصوصی شمارہ ہے جسے کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ اس کے چیف ایڈیٹر ملک محبوب الرسول قادری نہایت محنتی اور متحرک شخصیت اور لگن کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس میں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان کی زندگی، ان کی علمی، تحقیقی، ملی، سیاسی و روحانی، سائنسی اور نعتیہ شاعری سمیت مختلف جہتوں کا احاطہ کرنے والی نہایت قیمتی تحریریں جمع کر دی گئی ہیں۔ کتاب میں ۱۱۲ عنوانات کے تحت مختلف اہل علم اور دانشوروں کے خیالات، قلمی کاوشوں اور پیغامات کو ترتیب دیا گیا ہے۔ ان میں فاضل بریلوی کے محیر العقول کارنامے، امام احمد رضا اور محققین، جامعہ ازہر، فتاویٰ رضویہ اور جہان علم و دانش، سائنسی تحقیقات، احمد رضا اور ان کے چند مستشقین، امام احمد رضا اور بننگ کا نظریہ، تحریک پاکستان میں اعلیٰ حضرت کا فکری کردار اور دیگر متعدد موضوعات پر فکر انگیز مضامین شامل ہیں کتاب میں انگریزی زبان میں بھی ۷۲ صفحات شامل ہیں۔ محنت سے تیار کی گئی اس مجلّہ ریفرنس بک کی قیمت: ۲۰۰ روپے ہے۔ ناشر۔ انٹرنیشنل غوثیہ فورم انوار رضا لائبریری بلاک نمبر ۴ جوہر آباد ضلع خوشاب ہیں۔ (ق م ک)

روزنامہ پاکستان نے اپنے ''سنڈے میگزین'' ہفت روزہ ''زندگی'' ۲۲ جون تا ۲۸ جون ۲۰۰۳ء کی اشاعت میں تحریر کیا ہے۔

نام جریدہ: انوار رضا (تاجدار بریلی نمبر) جوہر آباد

مدیر اعلیٰ: محمد محبوب الرسول قادری

مدیر: محمد تاج قادری

پبلشرز: انٹرنیشنل غوثیہ فورم، ''انوار رضا'' لائبریری بلاک نمبر ۴ جوہر آباد ضلع خوشاب

قیمت: خصوصی شمارہ ۲۰۰ روپے

''انوار رضا'' جوہر آباد جیسے دور دراز قصبہ سے شائع ہونے والا مجلّہ ہے جو تحریکی اور تحقیقی فریضہ انجام دے رہا ہے۔ یوں تو جریدہ کا نام ہی اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلویؒ کے اسم گرامی سے منسوب ہے تاہم جریدہ میں اعلیٰ پائے کے دینی مضامین اشاعت پذیر ہوتے ہیں۔ زیر نظر شمارے میں جو پانچ سو سے زائد کتابی سائز کے صفحات پر مشتمل ہے، حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی کے

حوالے سے ان کے قرآن وسنت کے بارے میں تحقیقی کام اور بارگاہ رسالت ﷺ کے حضور ہدیہ عقیدت کے تناظر میں ایک سو سے زائد مضامین درج ہیں، جریدہ کا انگریزی حصہ بھی تقریباً سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس حصہ میں بھی حضرت امام رضا کی زندگی اور تصانیف کے بارے میں قابل قدر معلومات دی گئی ہیں۔ حضرت امام بریلوی کی زندگی پر بھی مضامین شامل ہیں۔

زندہ قومیں اپنے محسنوں کو یاد رکھتی ہیں اور جو قوم اپنے محسنوں کو، ان کا تعلق زندگی کے کسی بھی شعبے یا پہلو سے ہو، بھول جاتی ہیں، فراموش کر دیتی ہیں، زمانہ ان کو بھول جاتا ہے اور فراموش کر دیتا ہے۔ ملک محبوب الرسول قادری اس بات پر تحسین اور تشکر کے مستحق ہیں کہ انھوں نے مسلم امہ کے ایک محسن کی یاد میں نہ صرف جریدہ جاری کیا، بلکہ خاص نمبروں میں بھی ان کی یاد تازہ کی۔ زیر نظر جریدہ کا خصوصی نمبر قبل ازیں آنے والے جریدہ کے مختلف شماروں اور نمبروں سے بہت بہتر، علمی اعتبار سے زیادہ معتبر اور تحقیقی اعتبار سے وقیع تر ہے، جریدہ کی طباعت عمدہ ہے اور اسے مضبوط جلد میں پیش کیا گیا ہے۔ توقع ہے کہ بریلوی مکتبہ فکر کے حلقوں میں ہی نہیں، عام علمی و تحقیقی حلقوں میں بھی اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جائے گا۔ جریدہ کے تحقیقی مواد کے پیش نظر اس کی قیمت مناسب ہے۔......'' روزنامہ ''پاکستان'' نے اس تبصرہ سے قبل مجلّہ کے سرورق کی پوری تصویر بھی شائع کی ہے۔ جامعہ اسلامیہ لاہور کے شیخ الحدیث اور نامور عالم دین مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری یوں رائے پیش فرماتے ہیں......'' امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز دنیائے اسلام کے وہ عظیم محقق ہیں جنھوں نے پچاس سے زائد علوم پر تقریباً ایک ہزار تصانیف کا ذخیرہ یادگار چھوڑا، ان کے مخالفین نے ان کی کردار کشی کرنے کے لیے غلط بیانی تک کا سہارا لیا، اور پوری کوشش کی کہ ان کو منظر عام پر نہ آنے دیا جائے، لیکن ہوا کیا کہ دنیا کی متعدد یونیورسٹیوں میں ان پر ایم اے ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالات لکھے جا چکے ہیں اور لکھے جا رہے ہیں۔

دنیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی جامعہ ازہر شریف میں ایم فل کے دو مقالے لکھے جا چکے ہیں اور مقالہ نگاروں کو ڈگری مل چکی ہے۔

ا۔ الامام احمد رضا خاں واثرہ فی الفقہ الحنفی پیش کردہ علامہ مشتاق احمد شاہ ۱۹۹۷ء

۲۔ الشیخ احمد رضا خاں البریلوی الہندی شاعراً عربیاً تحریر: علامہ ممتاز احمد سدیدی ۱۹۹۹ء

علاوہ ازیں جامعہ ازہر شریف کے شعبہ اردو کے استاذ ڈاکٹر سید حازم محمد احمد المحفوظ نے امام احمد رضا کا عربی دیوان ''بساتین الغفران'' کے نام سے مرتب کیا جو لاہور سے راقم کی تصحیح اور کوشش سے چھپ چکا ہے، نیز انھوں نے حدائق بخشش کا عربی میں ترجمہ کیا جسے ڈاکٹر حسین مجیب مصری نے نظم کے قالب میں ڈھالا، یہ منظوم ترجمہ: صفوۃ المدیح کے نام سے مصر سے چھپ چکا ہے، اس کے علاوہ سید حازم نے کئی کتابیں اور متعدد مقالات لکھے ہیں۔

آج دنیا بھر کی یونیورسٹیوں میں جو امام احمد رضا کے علم و دانش اور افکار و کردار کا ڈنکا بج رہا ہے تو اس میں بین الاقوامی ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی مظہری مدظلہ العالی کا سب سے زیادہ حصہ ہے اور رضویوں کو کھلے دل سے اس کا اعتراف کرنا چاہیے۔

حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کسی فرقے کے نہیں، اسلام کے ترجمان ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی نصرت و اعانت اور سرکار دو عالم ﷺ کی نظر عنایت حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کا چرچا دن بدن عام سے عام تر ہو رہا ہے اور ہونا بھی چاہیے کیونکہ وہ اپنے دور میں بلاشبہ نائب امام اعظم اور وارث غوث اعظم ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

مجلّہ انوار رضا، جوہر آباد کا تاجدار بریلی نمبر اس وقت راقم کے سامنے ہے جو پانچ سو بارہ صفحات پر مشتمل اور کتابی سائز کا حامل ہے، اس میں ۲۷ صفحات انگریزی کے بھی شامل ہیں، عرصہ ہوا ممبئی سے ماہنامہ المیزان نے ضخیم ''امام احمد رضا نمبر'' شائع کیا تھا، پاکستان میں اتنا ضخیم نمبر شائع کرنے کا اعزاز صرف مجلّہ ''انوار رضا'' کو حاصل ہے اس مجلّے کے مدیر اعلیٰ ملک محبوب الرسول قادری جذبہ و ہمت کا چلتا پھرتا پیکرِ محسوس اور نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو کا مصداق ہیں ان کا ارادہ ہے کہ منظر اسلام بریلی شریف کے جشنِ صد سالہ کے سلسلے میں ''تاجدار بریلی نمبر'' کی دوسری جلد بھی شائع کریں جس کا بہت سا مواد وہ جمع کر چکے ہیں، اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

ہمارے نوجوانوں، خاص طور پر نوجوان فضلاء کو ملک محبوب الرسول قادری کی مثال سامنے رکھنی چاہیے اور عمر عزیز کے قیمتی لمحات کو ضائع کرنے کی بجائے علمی اور تحقیقی کاموں میں

صرف کرنا چاہیے۔ فقیر انہیں اس شاندار نمبر کے شائع کرنے پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے......" (مکتوب بنام ملک محبوب الرسول قادری۔ محررہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ)

سکھر سے ممتاز فقیہہ اور محقق مفتی محمد ابراہیم القادری مدظلہٗ رقمطراز ہیں.........." تاجدار بریلی نمبر" کی اشاعت پر ہدیہ تبریک قبول فرمائیں۔ آپ نے جس محنت و جانفشانی سے اس اہم کام کو سرانجام دیا۔ وہ قابل تحسین ہے "انوارِ رضا" کے بعد اعلیٰحضرت امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت پر جامع اور وقیع کام نہیں ہوسکا۔ بحمدہٖ تعالیٰ آپ نے اس ضرورت کو احسن انداز میں پورا فرمایا۔ ماشاء اللہ اس نمبر میں سبھی نگارشات لائق تعریف اور ہر مضمون کی اپنی افادیت ہے مگر مرحوم سید خورشید احمد گیلانی اور علامہ سید ذاکر حسین سیالوی صاحب کے مضامین بہت جاندار ہیں بلکہ میں آپ کے توسط سے علامہ سیالوی صاحب سے درخواست گزار ہوں گا کہ وہ حدائق بخشش کی تسہیل وتشریح پر قلم اٹھائیں...... امید ہے آپ کی یہ کاوش آخری کاوش نہیں ہوگی بلکہ آپ ملت اسلامیہ کے دیگر رفیع القدر، رجال کی طرف متوجہ ہوکر ان کے قابل فخر کردار اور زریں کارناموں کو صفحات پر منتقل فرماکر امت مسلمہ تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیں گے۔

آپ نے "تاجدار بریلی نمبر حصہ دوم" کے سلسلے میں اس فقیر سے بعض مضامین میں مشاورت طلب فرمائی ہے۔

اگلی جلد کے مضامین کے خاکہ میں اور اس کے مرتبین کے اسماء گرامی کے سلسلہ میں مشاورت پیش خدمت ہے۔

(۱) فتاویٰ رضویہ کا دوسری کتب فتاویٰ سے تقابلی جائزہ حافظ عبدالستار سعیدی صاحب۔ لاہور

(۲) امام احمد رضا اور مسئلہ تکفیر۔ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

(۳) امام احمد رضا اور تجدید واحیاء دین۔ مفتی محمد خان قادری

(۴) مسئلہ امتناع کذب سبحٰن السبوح کی روشنی میں۔ فقیر قادری محمد ابراہیم (سکھر)

(۵) امام احمد رضا اور عشق رسالت مآب۔ صاحبزادہ سید محمد فاروق القادری

(۶) معارف کنزالایمان۔ مفتی عبدالمجید سعیدی رحیم یار خان

(۷) علمِ غیب سرکار...... الدولۃ المکیہ...... کی روشنی میں۔ مولانا ظریف القادری گوجرانوالہ

(۸) امام احمد رضا اور ہند میں چلنے والی سیاسی تحریکیں۔ ملک محبوب الرسول قادری

(۹) امام احمد رضا اور انگریز دشمنی۔ سید وجاہت رسول قادری

(۱۰) امام احمد رضا کا مکمل سوانحی خاکہ۔ ملک محبوب الرسول قادری

تلک عشرۃ کاملۃ

لاہور سے نوجوان خطیب مولانا محمد نعیم نوری لکھتے ہیں۔

...... میرے لیے یہ بات لائق صد افتخار ہے کہ آپ جیسے عظیم علمی ذوق رکھنے والے انسان نے ...رے خلوص اور محبت کے ساتھ بڑے محبوبانہ انداز میں "انوار رضا کا" تاجدار بریلی نمبر" بھجوایا۔ ...وب" کی اس محبت کا شکریہ کیسے ادا کروں؟ کچھ سمجھ نہیں آتا، تاجدار بریلی نمبر کی اشاعت بہت بڑا ...نامہ ہے جو آپ نے سرانجام دیا۔ میرے لیے مزید خوشی کی بات یہ ہے کہ اس عظیم تاریخی پرچے ...ایڈیٹر میرے "ہم گاؤں" ہیں۔ یعنی محمد تاج قادری۔ آئندہ ایڈیشن یا دوسرے حصہ کے لیے میری ...ارش یہ ہے کہ اردو اور انگریزی کے ساتھ ساتھ عربی زبان میں لکھے گئے مضامین بھی شامل ...ت کرلیجئے گا۔ اللہ کرے یہ عظیم کام اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی ذات پر انسائیکلوپیڈیا کا درجہ رکھنے ...صوصی نمبر عوام تک پہنچ جائے۔ اس سلسلے میں آئمہ وخطباء سے میری درخواست ہوگی کہ وہ دس دس ...یاں خرید کر اپنے قریبی دوستوں میں تقسیم کردیں۔

جامعہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف سے نامور مدرس اور خطیب حضرت مولانا حافظ محمد اسلم رضوی ...تے ہیں...... آپ کے مجلّہ "انوار رضا" کا تاجدار بریلی رحمۃ اللہ علیہ نمبر زیر مطالعہ ہے جس کے ...نات کا انتخاب آپ کی فکری پختگی پر شاہد عادل ہے۔ جوں جوں اس کی سطور نظر سے گزر رہی ہیں ...ں خانۂ دل میں آپ کے لیے قدر اور محبت کے جذبات بڑھ رہے ہیں۔ آپ نے یقیناً یہ خدمت ...نجام دے کر ملت بیضا پر احسان کیا ہے۔ میں ذاتی طور پر آپ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ...ں آپ کا تذکرہ تو پہلے بھی گاہے گاہے عزیزم جاوید اقبال کھارا کی زبان سے سنتا رہتا تھا اور کچھ ...ف اخبارات ورسائل کے حوالہ سے بھی تھا لیکن اب تو ؎

قربتیں بڑھ گئی ہیں کسی کے حوالے سے

امید ہے اس نمبر کا دوسرا حصہ انشاء اللہ اس سے بھی عظیم الشان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم ﷺ ...وسل سے آپ کو بیش از بیش توفیقات سے نوازے۔ آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین

جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام لاہور کے پرنسپل اور نئی نسل کے نمائندہ خطیب اور محقق علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی نے اپنی رائے یوں دی...... ''...... مجلّہ ''انوار رضا'' کا ''تاجدار بریلی نمبر'' حسی اور معنوی حسن کے ہمراہ جلوہ افروز ہو چکا ہے۔ چیف ایڈیٹر برادرم ملک محبوب الرسول قادری صاحب نے اپنی ان تھک کاوشوں سے اسے بڑا جامع اور جاندار بنا دیا ہے۔ اس میں ارباب قرطاس و قلم، اصحاب فکر و دانش، ماہرین علم وفن کے گراں قدر مضامین بکثرت موجود ہیں۔ اس میں جہاں نثر میں حقیقت رقم وہاں شعری فن پارے بھی موجود ہیں۔ '' قرآن وسنت، فقہ وادب، تاریخ وتصوف کے نکات کے زیر سایہ تعارف رضویات منظر نظر آتا ہے یہ مجلّہ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے دار العلوم منظر اسلام کے تعلیمی سفر کے مشاہدہ کے لیے آئینہ کا کام دے گا۔ یہ حقیقت ہے کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جہانِ علوم ومعرفت کا کسی ایک کتاب میں احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اپنے مختلف النوع مقالات، کثیر الجہات موضوعات اور ایک واقعی معیار کی بنیاد پر اس مجلّہ کا یہ نمبر یقیناً انوار رضا بن چکا ہے میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ملک صاحب کی یہ کاوش اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے آمین۔ (مکتوب بنام ملک محبوب الرسول قادری یکم جون ۲۰۰۳ء)

ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد اپنے مختصر مکتوب بنام ملک محمد محبوب الرسول قادری محررہ ۲۸ جون ۲۰۰۳ء میں رقمطراز ہیں۔ ''..... برادرم زید مجدہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید ہے کہ بخیر عافیت ہوں گے مرسلہ تحفۂ علمی تاجدار بریلی نمبر نظر انداز ہوا۔ جزا کم اللہ احسن الجزاء دیکھ کر اور پڑھ کر بڑی مسرت ہوئی۔ آپ نے بڑی محنت کی اور اہل علم کے لیے بہت کچھ جمع کر دیا۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو اور جملہ معاونین کو اس خدمت کا پورا پورا صلہ عطا فرمایا آمین۔ فقیر کی طرف سے ہدیہ تبریک قبول کریں۔ احباب کو سلام کہہ دیں۔

خانوادۂ بزرگان چکوڑی شریف کے چشم وچراغ، قادر الکلام شاعر اور فن تاریخ گوئی کے استاذ حضرت علامہ صاحبزادہ فیض الامین سیالوی فاروقی اپنے طویل تاثراتی مکتوب میں رقمطراز ہیں کہ..... ''انوار رضا'' کا ''تاجدار بریلی نمبر'' باصرہ نواز ہوا ماشاء اللہ بہت عمدہ اور ارفع کاوش ہے دیکھ کر ہی طبیعت باغ باغ ہو گئی۔ ترتیب وتزئین، موضوعات، انتخاب مضامین ہر لحاظ سے یہ عظیم الشان نمبر قابل قدر اور لائق صد داد وتحسین ہے ٹائٹل بھی انتہائی شاندار، جاندار، دلفریب اور پرکشش ہے یہ سب آپ کی عمدہ اور خداداد صلاحیت، ذوقِ علمی، حیرت انگیز اور معنی خیز آفاقی لگن ادب عالیہ سے دلچسپی اور مذہب وملت سے وفاداری کا ثمر ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ملت اسلامیہ کے ایک عظیم راہنما اور محسن تھے۔ آپ کی مذہبی ملی، اقتصادی، معاشرتی، سیاسی، دینی اور فقہی خدمات نے تاریخ ملی پر مستقل اور ان مٹ نقوش مرتب فرمائے آپ کے افکار ونظریات رہتی دنیا تک ملت اسلامیہ کی راہنمائی کرتے رہیں گے اور حصول منزل کے لیے مشعل راہ کا کام دیتے رہیں گے بلاشبہ ایسی عظیم القدر اور نادر روزگار شخصیات مدتوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔

عمر ہا باید کہ بیدامی شود — مرد کامل آنکہ خضر راہ شد

اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ نے اپنے افکار ونظریات کے ذریعے ملت اسلامیہ کی اس وقت راہنمائی کی جب برصغیر سے آخری مسلمان حکمران خاندان اپنی بساط اقتدار ہمیشہ کے لیے لپیٹ چکا تھا مسلمانوں کا مذہبی وملی، اقتصادی ومعاشرتی اور دینی وروحانی شیرازہ منتشر ہو چکا تھا اس پر طرہ یہ کہ بعض ناعاقبت اندیش قسم کے نام نہاد مذہبی راہزن، راہ نما کا روپ دھارے اہل ایمان کی متاع گراں مایہ عشق رسول ﷺ میں نقب زنی کی کوشش کر رہے تھے اور بقول شاعر مشرق۔

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا — روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کے فرنگی تخیلات — اسلام کا کو حجاز و یمن سے نکال دو

کے پروگرام ہر عمل پیرا تھے۔ نیچریت، غیر مقلدیت، انبیاء کرام اور اولیائے عظام کی شان میں بے ادبی وگستاخی کا طوفان بدتمیزی شجر ایمان کو جڑ سے کاٹ پھینکنے کی فکر میں تھا۔ شاطر انگریز نے اپنے ایجنٹ اور خرید کردہ مذہبی راہنماؤں کے ذریعے امت مسلمہ میں اختلافات کا ایک ایسا بیج بو دیا جس سے ایمانی اقدار اور اخوت اسلامی کو سخت دھچکا لگا۔ ذات باری تعالیٰ کے لیے امکان کذب ثابت کیا جانے لگا۔ نبی ادر امتی میں برابری اور مساوات کا چرچا کیا جانے لگا۔ نبوت ورسالت کے انتہائی اعلیٰ اور قابل صد احترام مقام کو عام انسانوں کی طرح سمجھا جانے لگا۔ عقیدۂ توحید اور عقیدۂ ختم نبوت کو اسلاف کے نظریات کے برعکس نئے معانی پہنائے جانے لگے ملت اسلامیہ صدیوں سے جس صحیح اور درست اسلوب پر گامزن تھی اس کو شرک وبدعت سے تعبیر کیا جانے لگا۔ اعلیٰ حضرتؒ نے ان تمام حالات وواقعات کو دیکھتے ہوئے اپنی زندگی اور جملہ صلاحیتیں اسلام اور اہل اسلام کی عظمت ومقام کے تحفظ اور نشاۃ ثانیہ کے لیے وقف کر دیں آپ بے پناہ خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے۔ آپ کو صرف ونحو، تفسیر وحدیث کلام ومعانی، ریاضی وہندسہ، شعر وادب، ہیئت وفلکیات، جفر ونجوم، منطق وفلسفہ، فتویٰ نویسی ومناظرہ، طب و

حکمت اور تاریخ گوئی وغیرہ ستر سے زائد مختلف قسم کے علوم وفنون پر کامل عبور حاصل تھا اس کے ساتھ ساتھ آپ سرتاپا عشق مصطفیٰ ﷺ میں ڈوبے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو شستہ خیالی اور رواں قلمی کی نعمتوں سے بھی مالا مال کیا ہوا تھا۔ آپ نے ہر دینی و دنیاوی موضوع پر قلم اٹھایا اور پندرہ سو سے زائد تخلیقات آپ نے یادگار چھوڑیں آپ کی انہی صلاحیتوں، خوبیوں اور خدمات کی بنا پر عوام وخواص آپ سے بے پناہ الفت ومحبت اور عقیدت رکھتے ہیں۔ ۱۹۲۱ء میں آپ کے وصال کے بعد اب تک آپ کی شخصیت اور علمی کارناموں پر بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ مگر پھر بھی ایک تشنگی محسوس ہوتی ہے۔

ان حالات میں آپ نے ''انوار رضا'' کا ''تاجدار بریلی نمبر'' شائع کر کے ایک گراں قدر کارنامہ انجام دیا ہے تمام مضامین عمدہ، شستہ اور معیاری ہیں ہر مضمون پر علیحدہ علیحدہ تبصرہ کرنا تو ناممکن ہے جو کچھ بھی ہے بہت خوب نہیں بلکہ خوب تر ہے۔ شعری تخلیقات میں طارق سلطانپوری، سید عارف محمود مجہور رضوی، اور سید گل حسین شاہ صاحب کی منظومات اور تاریخ گوئی کے نادر اور اچھوتے نمونے خاصے کی چیزیں ہیں۔ میری طرف سے اس ارفع واعلیٰ جریدے کی اشاعت پر مبارک باد قبول فرمائیں۔ تمام رفقاء کار اور معاونین حضرات کی خدمت میں بھی ہدیہ تبریک پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بمعہ اہل وعیال اور بمعہ جملہ معاونین اپنی حفظ وامان میں رکھے اور دونوں عالم میں آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین.........''

حضرت باباجی محمد عالم بھی راہی ملک عدم ہوئے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی بیربلوی قدس سرہ کے دیرینہ مخلص وفادار مرید اور سن رسیدہ بزرگ حضرت باباجی محمد عالم کچھ وقت علیل رہنے کے بعد رحلت فرما گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

ان کو شیخوپورہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ ادارہ معین الاسلام کے سربراہ اور بیربل کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ محبوب حسین چشتی اندرون سندھ اور کراچی کے دورہ سے واپسی پر سیدھے موڑ کھنڈا پہنچے۔ مرحوم کے لیے فاتحہ خوانی کی اور لواحقین کو صبر کی تلقین فرمائی۔ ان کے ہمراہ پروفیسر محمد نصر اللہ معینی، محترم محمد خالد، محترم محمد شفیق، اور دیگر احباب تھے ادارہ ''انوار رضا'' بابا محمد عالم کے سانحہ ارتحال پر حضرت باباجی، درگاہ بیربل کے متعلقین اور باباجی کے لواحقین سے تعزیت گزار ہے۔

"تاجدار بریلی نمبر" پر روزنامہ انصاف لاہور کا تبصرہ

زیر تبصرہ: کتاب "تاجدار بریلی نمبر" تنظیمی و تحریکی مجلہ "انوار رضا" جوہر آباد کی عظیم الشان کاوش ہے۔ اردو اور انگریزی میں ۵۱۲ صفحات پر مشتمل عظیم دستاویز ہے۔ مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی پوری قوم کے محسن کبیر ہیں اور برصغیر میں اسلام ان کے دم قدم سے پھیلا۔ ◆ اس کتاب میں حضرت امام احمد رضا خان بریلوی کی خدمات وکارنامے اور اسلام سے محبت کو بڑے والہانہ انداز میں پیش کیا ہے اور عقیدت مندوں کے لئے ایک بیش بہا خزانہ ہے ◆ انہوں نے حضرت محمد ﷺ کی عظمت کیلئے پہرہ دیا انگریز کے پروگرام ناکام بنائے اور عاشقان رسول ﷺ کی ایک ایسی جماعت تیار کی جس نے پوری دنیا میں شمع اسلام کو روشن کیا ◆ ان کی عظمت کا اعتراف غیروں نے بھی کیا اور آج لاکھوں افراد ان کے فیضان سے اپنی جھولیاں بھر رہے ہیں۔ وہ حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ کے منتخب نیک بندوں میں سے تھے ◆ آپ کی تصانیف بلند پایہ علمی و تحقیقی معیار کی حامل ہیں اور مفکر اسلام علامہ محمد اقبال نے آپ کو ثانی ابو حنیفہ کہہ کر آپ کے علم و فضل کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ ◆ اہلسنت کے عظیم صحافی محبوب الرسول قادری نے "تاجدار بریلی نمبر" شائع کر کے امام اہلسنت حضرت بریلوی کی خدمات جلیلہ پر روشنی ڈالنے کا حق ادا کر دیا ہے جو اپنے وقت کے بہت بڑے ولی کامل و مکمل علم ظاہر و باطن کا سرچشمہ تھے ◆ اس کے علاوہ آپ بہت بڑے فقیہہ لاجواب محدث، مفسر اور مترجم تھے۔ امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ ایسے دور میں پیدا ہوئے۔ جب ملت اسلامیہ ہند کا شاندار ماضی قصہ پارینہ بن چکا تھا۔ اقتدار پر فرنگی اور معیشت پر ہندو قابض ہو چکا تھا۔ مسلمانان ہند کا شیرازہ بکھر چکا تھا ◆ محدث بریلوی کی ذات نے مینارہ نور بن کر ظلمت کے اندھیروں کو مٹا دیا۔ مولانا بریلوی نے تحفظ ختم نبوت کے لئے جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔ وہ بھی ہماری دینی و ملی تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔ آپ نے قادیانیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کیلئے بروقت اقدامات کئے اور غلام احمد قادیانی کی ریشہ دوانیوں کا پردہ چاک کیا اور حجاز کی توجہ بھی اس فتنے کی طرف مبذول کرائی۔ ◆ آپ ساری زندگی اللہ اور حضرت محمد ﷺ کی مدحت وتوصیف میں مصروف عمل رہے حمد ونعت ان کا اوڑھنا بچھونا تھا اور ان کے مجموعہ نعت کا نام "حدائق بخشش" ہے

زیر تبصرہ: کتاب کے ایک باب کا عنوان ہے "امیر کاروان عاشقان رسول ﷺ"۔ ایک دوسرے باب کا عنوان ہے۔ "امام احمد رضا ایک تاریخ ساز شخصیت" تحریک پاکستان میں بھی آپ کا شاندار کردار ہے آپ نے دو قومی نظریے کی حفاظت کیلئے "جماعت رضائے مصطفیٰ" بریلی قائم کی۔

◆ مدیر اعلیٰ انوار رضا ملک محبوب الرسول مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے اس عظیم سکالر اور نابغہ روزگار ہستی کی خدمات اور فضل وکمال کو ضبط تحریر میں لا کر خصوصی نمبر کا اہتمام کیا ہے۔ یہ عظیم الشان تاجدار بریلی نمبر علمی حلقوں کے خزانے میں ایک نہایت قیمتی اضافہ ثابت ہوگا۔ (روزنامہ انصاف لاہور ۱۳ جون ۲۰۰۳ء)

ہدیہ ۲۰۰ روپے ملنے کا پتہ: انٹرنیشنل غوثیہ فورم انوار رضا لائبریری بلاک نمبر ۲ جوہر آباد ضلع خوشاب ◆ یہ کتاب مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ سے بھی دستیاب ہے۔

آہ! حافظ قاضی غلام مرتضیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ

استاذ الحفاظ حضرت مولانا حافظ قاضی غلام مرتضیٰ سیالوی ۶۳ برس کی عمر میں دل کا دورہ پڑنے سے جوہرآباد کے ایک پرائیویٹ ہسپتال میں اچانک انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون وہ صاحبزادہ محمد نورالہدیٰ قادری اور حضرت پیر سائیں محمد شمس الضحیٰ قادری کے بہنوئی اور جمعیت علماء پاکستان کے صوبائی سیکرٹری اطلاعات ملک محبوب الرسول قادری کے ہم زلف تھے انھوں ۴۴ برس کا طویل عرصہ قرآن کریم کی خدمت سرانجام دی اور سینکڑوں افراد تک قرآن کا نور منتقل فرمایا۔ اس دورانیے میں وہ ہمیشہ قرآن کریم کی حفظ و ناظرہ کی تعلیم وتدریس کا اہتمام کرتے رہے ضلع خوشاب کے مشہور گاؤں شیخو اور بعد ازاں قائدآباد میں انھوں نے قرآن کی شمع کو فروزاں رکھا وہ نہایت منکسر المزاج، مخلص، خوددار، خلیق، مہمان نواز اور باوقار شخصیت کے مالک تھے انھوں نے ۳۲ سال ماہ رمضان میں قرآن کریم سنانے کی سعادت پائی۔ قاضی غلام مرتضیٰ مرحوم نے ۱۹۵۸ء میں قرآن شریف حفظ کیا۔ ۱۹۶۷ء میں ان کی شادی مرکز قادریت، گلشن بغداد، درگاہ عالیہ سراج منیر قادریہ خونن شریف ۹۴ شمالی سرگودھا کے موسس اعلیٰ، حضرت علامہ پیر سائیں حافظ عبدالغفور قادری قدس سرہ کی بڑی صاحبزادی سے ہوئی۔ انھوں نے اپنا اکلوتا فرزند قاضی غلام مجتبیٰ، بیوہ اور چھ صاحبزادیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ تین سال قبل ان کے بڑے بھائی قاضی غلام مصطفیٰ کا انتقال بھی اچانک ہارٹ اٹیک کے سبب ہوا تھا۔ مرحوم نے ۱۹۶۴ء میں برصغیر کے نامور بزرگ حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت کی نماز، روزہ کے علاوہ جملہ اوراد و وظائف کی پابندی اور لوگوں کو نیکی کی ترغیب دینا مرحوم کا معمول تھا۔ ان کی رحلت سے علاقے بھر میں گہرے دکھ کی لہر دوڑ گئی ان کی نماز قائدآباد اور شیخو میں الگ الگ ادا کی گئی اور شیخو میں سپرد خاک کر دیا گیا ہے۔ حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین سیالوی فاروقی مدظلہ نے آپ کا قطعہ تاریخ رحلت یوں موزوں کیا ہے۔

چل دیا قاضی غلام مرتضیٰ   صاحبِ قلب صفا فردِ وحید
پیکرِ خلق و مروت خوش نوا   حافظِ آیاتِ قرآنِ مجید
تھا جہاں میں اس کو حاصل اک وقار   عزم کا وہ پختہ تھا مثل حدید
درس قرآں عمر بھر دیتا رہا   یہ بھی ہے قرب خدا کی اک کلید
روزِ یک شنبہ یکم ثانی ربیع   ہو گیا وہ الفتِ حق میں شہید
پائی نسبت خواجۂ قمر الدینؒ سے   باغ جنت کی ملی اس کو نوید
سالِ رحلت یوں کہو فیضؔ الامین   "باوفا شیریں ادا مرد رشید"

۱۴۲۴ھ

شیخ الاسلام قائد اہلسنت

سینیٹر مولانا شاہ احمد نورانی کی روشن باتیں

محمد تاج قادری...... بورے والا

جمعیت علماء پاکستان اور متحدہ مجلس عمل کے سربراہ حضرت شیخ الاسلام سینیٹر علامہ شاہ احمد نورانی نے کہا ہے کہ اس وقت پاکستان میں سب سے بڑا فتنہ ماڈرن اور لبرل اسلام کے نام سے اٹھایا جا رہا ہے حکومت امریکی ایجنڈے پر اسلام کے خلاف اس سازش میں شریک ہے، جمعیت علماء پاکستان اور دینی قوتوں کے کارکنوں کو چاہیے کہ وہ اس فتنہ کا راستہ روکیں ورنہ نئے اسلام کا نعرہ لگے گا اور یہ امت واحدہ کے خلاف سیاسی سازش کے طور پر استعمال کیا جائے گا۔ مولانا نورانی جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی شوریٰ کے رکن اور "انوار رضا" کے چیف ایڈیٹر ملک محبوب الرسول قادری سے بات چیت کر رہے تھے مولانا نورانی نے کہا کہ حکومت معیشت کے بارے میں جھوٹ پر مبنی دعوے کیے جا رہی ہے جبکہ لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں۔ فیکٹریاں بند پڑی ہیں، بے روزگاری کا تناسب بڑھ گیا ہے روپے کی قیمت میں اضافہ نہیں ہو سکا بجلی اور دیگر یوٹیلیٹی بلز نا قابل برداشت ہو گئے ہیں، حکومت کا دعویٰ یہ ہے کہ قومی خزانہ میں ۱۱ ارب ڈالر آ گئے حالانکہ یہ حکومت کی کارکردگی نہیں بلکہ خیرات کا پیسہ ہے، بیرون ملک مقیم محب وطن پاکستانیوں نے رحم دلی کے طور پر اپنے ملک میں پیسہ بھیجا ہے حکومت کی کمائی کا ایک پیسہ بھی نہیں ہے، ملک میں امن وامان کی صورت حال ناگفتہ بہ ہے۔ زنا، قتل و غارت ڈاکہ اور چوری کا غلغلہ موجود ہے مگر حکومت ایل ایف او کا مردہ اٹھائے ہوئے قوم کے ساتھ غلط بیانی کر رہی ہے۔ فرد واحد کی حکومت کو مسلط کرنے کی سازشیں جاری ہیں مگر جمعیت علماء پاکستان اور متحدہ مجلس عمل ان سازشوں کا مقابلہ کرے گی، ملک کے اسلامی تشخص کو مجروح نہیں ہونے دیا جائے گا۔ ایک سوال کے جواب میں مولانا نورانی نے کہا کہ اسمبلی کے فلور پر وزیر اعظم جمالی کی دعوت کے جواب میں تمام اپوزیشن پارلیمانی جماعتوں نے ان کی دعوت کو قبول کیا مگر عین ایک دن پہلے مذاکرات کا بائیکاٹ کر دیا جبکہ متحدہ مجلس عمل نے اپنے دینی تشخص کی بنا پر وعدے کو نبھایا اور ایل ایف او پر کھل کر بات کی اور حکومت کو آئینی پیکیج دینے پر آمادہ کر دیا مگر کچھ محترم سیاستدان ایم ایم اے پر حکومت سے ڈیل کا الزام لگا رہے ہیں جبکہ یہ ڈیل نہیں بلکہ حکومت کو آئینی سانچہ میں لانے کے لیے تھوڑی سی ڈھیل ہے، حکومت میں شامل ہونے کا ایم ایم اے کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا اگرچہ حکومت میں شامل ہونا شجر ممنوعہ نہیں ہے۔ ایک محترم پارلیمانی پارٹی پیپلز پارٹی پارلیمنٹرین نے اپنا گروپ پیٹریاٹ کے نام سے حکومت میں بٹھا رکھا ہے مگر ہم شفاف طریقہ سے ہر فیصلہ کریں گے۔ انھوں نے بتایا کہ آئندہ ستمبر کے پہلے ۱۵ دنوں میں وہ ضلع قصور، اوکاڑہ، ساہیوال اور وہاڑی میں خادمین کے ضلعی کنونشنوں سے خطاب کریں گے۔

درگاہ بھرچونڈی شریف میں ایک سو پندرواں سالانہ عرس مبارک اور

حافظ الملت کانفرنس

رپورٹ: ملک محبوب الرسول قادری

۷،۱۸گست ۲۰۰۳ء سندھ کی تاریخ میں انتہائی اہمیت کا حامل تاریخیں تھیں۔ ان دو مبارک دنوں میں باب الاسلام وادی مہران سندھ کی عظیم روحانی شخصیت حضرت حافظ الملت، صدیق العصر برھان الواصلین حضرت حافظ محمد صدیق قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک سو پندرواں سالانہ عرس مبارک منعقد ہو رہا تھا۔ درگاہ عالیہ کے علم دوست اور باعمل سجادہ نشین حضرت شیخ المشائخ پیر سائیں میاں عبدالخالق قادری کی زیر صدارت تمام تقریبات منعقد ہوئی۔ عرس مبارک کے پہلے روز بعد از نماز عشاء درگاہ عالیہ بھرچونڈی شریف کے مدرسہ اور آستانہ سے ساتھ وابستہ دیگر شاخوں میں قرآن کریم حفظ کرنے والے ایک ۱۰۲ اطلبہ کی دستار بندیاں اور مقتدر علماء و مشائخ کے خطابات ہوئے۔ جبکہ اگلے روز ۸ اگست کو صبح گیارہ بجے عظیم الشان...... حافظ الملت کانفرنس...... کا آغاز مفتی نذیر احمد اور سائیں گل محمد کی تلاوت قرآن حکیم اور نعت رسول مقبول ﷺ سے ہوا۔ یادگار اسلاف میر حسان الحیدری سہروردی نقیب پروگرام سے انھوں نے حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم قادری (سکھر) کو دعوت خطاب دی۔ جبکہ پروفیسر محمد اسمعیل سومرو، سید مرید کاظم شاہ، محمد یعقوب کھوسو، ڈاکٹر محمد عیدن خان، پروفیسر غلام رسول اکرم اور نیاز احمد نے منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔ حافظ غلام مرتضیٰ سعیدی، نثار بزمی (صادق آباد)، نوجوان نعت خوان نیاز احمد اور سائیں گل محمد نے بارگاہ رسالت میں گلہائے نعت پیش کی جبکہ جمعیت علماء پاکستان کی مرکزی سپریم کونسل کے رکن مولانا محمد شریف سرکی، مجاہد ختم نبوت اور ممتاز دینی سکالر حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالحلیم صدیقی ہزاروی مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان صوبہ سندھ کے امیر مفتی غلام جان نعیمی (کراچی)، ضلع گھوٹکی کے امیر مولانا سید ضمیر حسین شاہ، عمر کوٹ (تھر) سے نوجوان خطیب محمد حنیف ازہری، ضلع گھوٹکی سے میاں شفقت اللہ ندھڑ، انوار رضا کے چیف ایڈیٹر ملک محبوب الرسول قادری، وادی مہران کے محبوب اور مقبول خطیب مولانا پیر سائیں نالے مٹھو نے تفصیلی خطابات کیے۔ اس موقع پر درگاہ عالیہ قادریہ بھرچونڈی شریف سے درس نظامی کی تکمیل کرنے والے خوش نصیب محمد رضا صدیقی ولد محمد صدیق (عمر کوٹ) کی دستار بندی کرائی گئی اور ایک ہندو تاجر سگنو نے ہندو دھرم کو چھوڑ کر اسلام قبول کرنے کے لیے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ حضرت شیخ المشائخ پیر میاں عبدالخالق قادری نے اس خوش نصیب ہندو کو کلمہ طیبہ پڑھا کر اس کی خواہش کے مطابق سلسلہ قادریہ شریف میں داخل کیا اور اس کا اسلامی نام عبدالرشید رکھا۔ قبول اسلام کے اس واقع سے مسلمانوں میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی اور انھوں نے نومسلم عبدالرشید کو مبارک باد پیش کی اور اس کی استقامت کے لیے خصوصی دعا کی گئی۔

باسمہ تعالیٰ

قطعہ تاریخِ وصال

"قمرِ زماں پیر سید محمد مقصود علی شاہ نقشبندی" رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۸۸ء

(کوٹ گلہ شریف)

نتیجہ فکر...... صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی۔ ایم اے
مونیاں شریف ضلع گجرات

ہو گیا رخصت جہاں سے آہ خدا کا اک ولی — ماہتاب فلکِ عظمت پیر مقصود علیؒ
قدوۂ اربابِ دانش مقتدائے اصفیاء — عارف حق صاحبِ علم و شعور و آگہی
دل تھا روشن اس کا عشق سرور کونین سے — اس کی پاکیزہ زباں تھی کاشفِ رمزِ خفی
غوثِ اعظم کے کرم سے وہ ہوا تھا بہرہ یاب — پیر شرف الدینؒ سے نسبت اسے حاصل ہوئی
ہو گئے ژولیدہ جاں فرقت میں اس کی اہل دل — جن و انساں میں صف ماتم بہر سو بچھ گئی
باعثِ غفران تھی اہل جہاں کو جس کی دید — پاک صورت آج وہ زیر زمیں آہ چھپ گئی
اس کی مرقد ہو فروزاں لطف حق کے نور سے — باغ جنت میں وہ پائے تاابد آسودگی
چاہیے فیضؔ الامین اس کا اگر سالِ وصال — لکھ دو "فخرِ اہل سنت پیر مقصودِ علی"

۱۹۸۸ء

ملک قاری محمد اکرم اعوان

پریس سیکرٹری...... بزم مقصودیہ پاکستان

ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کا سالانہ

جلسہ تقسیم ایوارڈ ۲۰۰۳ء، محفل میلاد اور بین المدارس مقابلے

رپورٹ: حکیم محمد اشرف

ادارہ معین الاسلام بیربل شریف میں...... "جلسہ تقسیم ایوارڈ ۲۰۰۳ء"...... حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف صاحبزادہ سید غلام قطب الحق شاہ گیلانی مدظلہ منعقد ہوا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے ادارہ معین الاسلام کے سابق طالب علم اور موجودہ استاذ حضرت مولانا قاری محمد اکرم نظامی نے کہا ہمارے ہاں عصری تقاضوں کے پیش نظر قدیم نصاب درس نظامی میں کچھ ترامیم کی گئیں ہیں۔ یہ نصاب ناظم ادارہ معین الاسلام کی باقاعدہ تشکیل کردہ کمیٹی برائے جدید نصاب شعبہ درس نظامی نے ان کی نگرانی میں وضع کیا ہے۔ جس میں جدید وقدیم علوم کو لازم وملزوم ٹھہرایا گیا ہے۔ قدیم نصاب درس نظامی کی اہمیت اپنی جگہ پر مسلم مگر دور حاضر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مذکورہ جدید نصاب بھی اپنی افادیت کے لحاظ سے کسی طرح سے کم نہیں۔ اس نصاب میں اس چیز کا خصوصی طور پر خیال رکھا گیا ہے کہ طالب علم کے لیے جدید وقدیم تعلیم کے حصول کے دوران گورنمنٹ کی پالیسیوں کے مطابق مخصوص میرٹ سے (Over Age) ہونے کا مسئلہ پیدا نہ ہو، تاکہ یہ چیز حکومتی اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے کے سلسلہ میں پریشانی کا باعث نہ بنے۔ مزید یہ کہ اس نصاب میں حافظ قرآن پرائمری پاس، مڈل، میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے پاس داخلہ کے خواہشمند طلباء کے لیے الگ الگ تعلیمی عرصہ اور نصاب مخصوص کر دیا گیا ہے۔

جلسہ میں ان ۱۵ طلبہ کو ایوارڈ عطا کیے گئے جنھوں نے مختلف کم از کم چار چار امتحان اس ادارہ میں نمایاں پوزیشن میں اعلیٰ نمبروں کے ساتھ پاس کیے ایوارڈ حاصل کرنے والوں میں مندرجہ ذیل طلبہ شامل تھے۔ محمد اکرم نظامی (حفظ، مڈل، میٹرک، ایف اے، بی اے، بی ایڈ، ایم اے عربی) ندیم عابد (حفظ، ایف اے، بی اے، بی ایڈ، ایم اسلامیات) افتخار حیدر ہاشمی (ایم اے اسلامیات پارٹ ون (فرسٹ ڈویژن)) شاہد رسول (حفظ میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے اسلامیات پارٹ

ون فرسٹ ڈویژن) عبد الرزاق (ایف اے بی اے فاضل عربی ایم اے اسلامیات پارٹ ون) عمران خان (حفظ، مڈل، میٹرک، ایف اے، بی اے) فلک شیر (میٹرک ایف اے، بی اے، فاضل عربی، تجوید ایم اے اسلامیات پارٹ ون) سیف الرحمان (حفظ پرائمری، مڈل، میٹرک، ایف اے) فخر معین (حفظ پرائمری، مڈل میٹرک، ایف اے) آفتاب احمد (حفظ، مڈل، میٹرک، ایف اے، فاضل عربی) ظہور احمد (حفظ، پرائمری، مڈل، میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے اسلامیات) ارشاد احمد (حفظ مڈل، میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے اسلامیات) عامر امین (حفظ، تجوید، مڈل، میٹرک، ایف اے) ظفر اقبال (حفظ، مڈل، میٹرک، ایف اے، بی اے، فاضل عربی) محمد انور (حفظ میٹرک ایف اے، بی اے)

اس موقع پر سربراہ ادارہ حضرت صاحبزادہ محبوب حسین چشتی نے اپنے خطاب میں طلبہ کی حوصلہ افزائی اور جملہ مہمانان گرامی، خصوصاً حضرت پیر آف گولڑہ شریف کی تشریف آوری اور ادارہ معین الاسلام کے وابستگان کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ سے مولانا قاضی منظور احمد چشتی گولڑوی، ملک محبوب الرسول قادری اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔

اسی طرح ادارہ معین الاسلام میں منعقدہ سالانہ محفل میلاد سے نوجوان عالم دین اور خطیب علامہ صاحبزادہ محمد نعیم الدین بھیروی نے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ جشن میلاد منانے کا تقاضا ہے کہ تعلیمات نبوی کو عملی زندگی میں رائج اور لاگو کیا جائے۔ وہ ادارہ معین الاسلام بیربل شریف میں مسافر مدینہ، سیاح حرمین حضرت باباجی پیر سید طاہر حسین شاہ کی زیر صدارت سالانہ محفل میلاد سے خطاب کر رہے تھے قبل ازاں پروفیسر قاری محمد مشتاق انور، صوفی محمد نصر اللہ، قاری محمد انیس نعیمی اور قاری کرامت علی نعیمی سمیت متعدد قراء کرام نے تلاوت قرآن حکیم اور بارگاہ رسالت میں ہدیہ درود ونعت پیش کرنے کا شریف پایا پیر طریقت صاحبزادہ محمد مظہر قیوم، ملک محبوب الرسول قادری، قاری نذیر احمد چشتی، باباجی کے منظور نظر رحمت علی چشتی گولڑوی، پیر سید قلندر حسین شاہ، حاجی اصغر حیات میکن، حاجی عبدالعزیز جلپانہ، حافظ محمد شیر، مہر محمد اعظم ماڑی، ملک محمد جہانگیر، مولانا افتخار حیدر ہاشمی، پیر قندھاری، حاجی محمد فاروق پراچہ، ملک محمد اشرف کوہلر، صوفی حکیم محمد صادق قصوری، اعجاز احمد بھٹی، افضال احمد بھٹی، مہر محمد امجد، سیٹھ محمد فاروق، پروفیسر ملک الطاف عابد اعوان، حاجی مہر محمد اسلم سمیت اہم شخصیات نے شرکت کی۔ ادارہ معین الاسلام کے سربراہ پروفیسر محبوب حسین چشتی نے ادارہ کے اساتذہ کے ہمراہ حضرت باباجی سیاح حرمین کا استقبال کیا۔ صاحبزادہ محمد نعیم الدین بھیروی نے کہا

کہ اسوۂ نبوی میں سماجی خدمت کو خاص مقام حاصل ہے۔ انسانیت کی خدمت کے جذبے سے سرشار ہو کر ہمیں اپنے حصے کا کردار ادا کرنا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاشرتی اصلاح کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی اسٹیٹ بنانے کے لیے معاشرے کے ہر فرد کو اپنے حصے کا کردار ادا کرنا چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ محفل میلاد کا انعقاد جسمانی اور روحانی امراض سے نجات کا بہترین ذریعہ ہے۔ محافل میلاد مومن کے لیے روحانی غذا ہیں۔

دریں اثنا مدارسِ عربیہ کے مابین حسن قرآت اور حسن نعت کے ڈویژنل مقابلوں میں ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے طلبہ نے نمایاں پوزیشن حاصل کر کے ادارہ کی برتری کو برقرار رکھا ان ڈویژنل مقابلوں میں ادارہ معین الاسلام کے طالب علم غلام دستگیر نے حسن قرآت میں دوم اور محمد ابوبکر نے سوم پوزیشن حاصل کی جبکہ حسن نعت میں سہیل عارف اور محمد ابراہیم نے یہی پوزیشنیں حاصل کی۔ یہ مقابلے جامعہ غوثیہ شمسیہ شاہ پور شہر میں منعقد ہوئے اور یہ مقابلے حفظ وقرآت کے طالب علم بچوں کے مابین تھے سالانہ محفل میلاد کے موقع پر باباجی پیر سید طاہر حسین شاہ نے ادارہ معین الاسلام بیربل شریف میں اعلیٰ کارکردگی کے حامل چاروں بچوں کو انعامات دیئے اور سربراہ ادارہ معین الاسلام صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی کی خدمات کو سراہتے ہوئے انہیں مبارک باد پیش کی۔

حرف ثنا.......... (عمران نقوی)

یہ جو اک راہ مدینے کی طرف جاتی ہے
زندگی اصل میں جینے کی طرف جاتی ہے
ایک احساس کہ مہکا ہے تری یادوں سے
ایک خوشبو ہے کہ سینے کی طرف جاتی ہے
دھڑکنیں جب ورفعنالک ذکرک لکھیں
فکر پھر نعت کے زینے کی طرف جاتی ہے
زیست جب ڈولتے لمحوں کے بھنور میں اترے
تیری رحمت کے سفینے کی طرف جاتی ہے
روشنی ڈھونڈنے کس سمت چلا تو ناداں
ساری دنیا تو مدینے کی طرف جاتی ہے

مجلّہ "انوار رضا" جوہر آباد کا
عظیم الشان تاجدار بریلی نمبر

ادیب شہیر علامہ سید محمد فاروق القادری کا بے لاگ تبصرہ

شخصیات پیدا نہیں ہوتیں بھیجی جاتی ہیں مختلف اسلامی علوم وفنون کی خدمت اور آبیاری کے سلسلے میں قدرت نے برصغیر کو اپنی خصوصی عنایت سے سرفراز کیا ہے کوئی شک نہیں کہ عالم اسلام کا کونہ کونہ علوم وفنون کی ترویج واشاعت اور خدمت کے اعتبار سے حیرت انگیز طور پر مالا مال رہا ہے مگر میرے نزدیک تنہا برصغیر اس قابل ہے کہ اس کی علمی خدمات اور علمی شخصیات کو بآسانی پورے عالم اسلام کے ساتھ دوسرے پلڑے میں رکھا جا سکتا ہے۔

یوں تو برصغیر میں کئی نامور اہل علم پیدا ہوئے ہیں مگر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بعد جو مرجعیت مقبولیت اور علمی قد وقامت فاضل بریلوی کو ملی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ متنوع اور مختلف علوم فنون پر حیرت انگیز حاکمیت، عربی زبان وادب پر بے پناہ قدرت، بے مثال تصنیفی تحقیقی کام کی لیاقت کے ساتھ ساتھ انہیں نعت گوئی کے میدان میں جو انفرادیت بخشی گئی ہے اس کی قبولیت کا اندازہ ان کے مشہور عالم سلام، مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام ..... کی صورت میں بستی بستی، قریہ قریہ، ملکوں ملکوں سنا اور دیکھا جا سکتا ہے۔ اس سلام کا اب کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

بلاشبہ فاضل بریلوی پر سینکڑوں کتابیں اور رسائل لکھے گئے ہیں۔ کئی رسائل وجرائد نے ٹھوس نمبر نکالے ہیں مگر ہمارے مخلص دوست ملک محبوب الرسول قادری نے اپنی شائستہ وشستہ اور نستعلیق شخصیت کی طرح "انوار رضا" کا جو خصوصی نمبر شائع کیا ہے وہ اپنے ظاہری حسن، مضامین کے انتخاب، موضوعات کے تنوع اور نظم ونثر میں نئے اور تازہ مواد کی وجہ سے خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد کا مضمون فاضل بریلوی کے مہ وسال، مفتی محمد خان قادری کا عنوان ختم نبوت اور فاضل بریلوی، علامہ اعظمی کا فاضل بریلوی اور محققین جامعہ ازہر، سلیم شہزاد کا سائنسی تحقیقات الملفوظ کے آئینے میں، ڈاکٹر عبدالرحیم المصری کا حدائق بخشش مصر کے ادبا، کی نظر میں، مفتی محمد ابراہیم کا فاضل بریلوی کے مستفتی، عالمانہ، دلچسپ اور خاصے کے مضامین ہیں۔

انتہائی مسرت کی بات ہے کہ اس نمبر میں محسنِ ملت جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری کو بجا طور پر جگہ دی

گئی ہے حکیم صاحب کو جن لوگوں نے نہیں دیکھا وہ مشکل سے یقین کریں گے کہ اس دھرتی پر ایسے لوگ بھی موجود تھے یہ ممکن ہی نہیں کہ بات فاضل بریلوی کی ہو اور حکیم صاحب کا ذکر نہ آئے دنیائے سنیت پر افکار رضا کے سلسلے میں حکیم صاحب کا احسان ہمیشہ قائم رہے گا۔

منظوم حصے میں اچھی کاوشیں کی گئی مگر بالخصوص امیر البیان میر حسان الحیدری اور جناب طارق سلطانپوری کے منظوم خراج عقیدت نے پرچے کی حیثیت بڑھا دی ہے۔

انوار رضا کا یہ نمبر اپنی جن ظاہری و معنوی خوبیوں پر مشتمل ہے وہ ساری کی ساری جناب ملک محبوب الرسول قادری کی بے پناہ کدو کاوش، اہلِ علم کے ساتھ ان کے ذاتی مراسم اور شبانہ روز ان کی محنت کا ثمرہ ہے اسے پرچہ یا رسالہ کہنا اس کی توہین ہے۔ یہ ایک تحقیقی، علمی، ادبی اور تاریخی ارمغان ہے جسے ملک صاحب نے مسلم امہ کے سامنے پیش کیا ہے۔ میں انتہائی مسرت کے ساتھ ملک صاحب کی خدمت میں یہی عرض کر سکتا ہوں

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

تحائف کا تبادلہ مسلم ہینڈز انٹرنیشنل کے سربراہ سید لخت حسنین شاہ اور حکومت آزاد کشمیر کے وزیر امور مذہبی علامہ صاحبزادہ حامد رضا سیالکوٹی

صدارتی ایوارڈ یافتہ قاری
پروفیسر قاری محمد مشتاق انور کے ہمراہ جنرل پرویز مشرف

ادارہ معین الاسلام بیربل شریف آمد کے موقع پر حضرت صاحبزادہ محبوب حسین چشتی، پیر حضرت آف گولڑہ شریف سید غلام قطب الحق شاہ کا استقبال کر رہے ہیں

حضرت اخندزادہ
محمد سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی
ملک محبوب الرسول قادری (چیف ایڈیٹر)
کو انٹرویو دے رہے ہیں۔
حضرت پیر میاں محمد حنفی اور
پیر عابد حسین سیفی بھی نمایاں ہیں۔

مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کے سربراہ امیر اہلسنت
پیر میاں عبدالخالق قادری کو لاہور ایئرپورٹ پر مرکزی ناظم اعلیٰ
شیخ الحدیث پیر سید محمد عرفان مشہدی، طارق سلطان پوری،
صاحبزادہ سید احسان احمد گیلانی، ملک محبوب الرسول قادری
اور دیگر زعماء الوداع کر رہے ہیں۔